ان من الشعر لحکمۃ و ان من البیان لسحرا

ثنائے محبوب خالق

دیوان آزاد

جلد اول

مصنفہ غلام غلامان سرکار طیبہ حاجی شیخ محمد ابراہیم آزاد حسین پوری
ثم بیکانیری ذیل بیکانیر خلیفہ مجاز حضرت قبلہ مولانا مولوی حاجی
حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب نقشبندی مجددی
علی پوری مدظلہٗ و خلیفہ اول در نعت ممتاز الشعرا
افتخار الملک حضرت حاجی سید وحید الدین احمد صاحب بیخود
دہلوی جانشین حضرت فصیح الملک داغ دہلوی

بار اول — در مطبع مرتضائی آگرہ رونق طبع یافت — ایک ہزار

نذر

شہ کی مداحی میں دیوان لکھا ہے میں نے
ایک مصرع بھی ہو مقبول تو کہنا کیا ہے

میں نہایت عاجزانہ و غلامانہ عقیدت و نیازمندی سے اس دیوان کو حضور پُرنور سرورِ کائنات فخرِ موجودات سید الاولین و آخرین خاتم النبیین سید المرسلین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حبیب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک سے بامید قبولیت معنون کرتا ہوں۔ شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

غلام غلاماں سرکار طیبہ
محمد ابراہیم آزاد

۲۳ رشعبان المکرم ۱۳۵۰ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

اللہ تو نے خاک کو انساں بنا دیا
انسان کیا بنایا مسلماں بنا دیا

مطلع نے حمد کے مجھے سحباں بنا دیا
مطلع نے نعت کے مجھے حساں بنا دیا

نیرنگیوں پہ ہیں تری قرباں اے خدا
نیرنگ وہ دکھائے کہ حیراں بنا دیا

حیرت بڑھائی شیشہ سی تصویر کی کبھی
کہ آئینہ کو عکس سے حیراں بنا دیا

چھالا کبھی بنا یدِ بیضا کا معجزہ
دیکر نگیں کسی کو سلیماں بنا دیا

آسانیاں کسی کے لئے مشکلیں ہوئیں
دشوار کام کو کہیں آساں بنا دیا

کیا بات تیری قدرتِ الا کی اے قدیر
کن کہہ کے جس نے عالمِ امکاں بنا دیا

جھکتے ہی سر کے عرش پہ پڑنے لگی نظر
عاشق کا دوربین گریباں بنا دیا

محمل میں تمکنت کی جو لیلیٰ کو دی جگہ
مجنوں کو گرد بادِ بیاباں بنا دیا

مژگاں کو خونِ دل سے کیا شاخِ گل کبھی
اشکوں سے آنکھ کو کبھی نیساں بنا دیا

آساں کے ساتھ ساتھ بنائیں ہیں مشکلیں
مشکل کے ساتھ ساتھ ہی آساں بنا دیا

غنچے نے لب ہلائے تھی ٹکڑے دہن ہوا
نرگس نے آنکھ کھولی تھی حیراں بنا دیا

قطرے کو تو نے گوہرِ خوش آب کر دیا ۔۔۔ ذرّے کو تو نے مہرِ درخشاں بنا دیا

کیواں کو جو گھٹایا تو ذرّے سے کم کیا ۔۔۔ ذرّے کو جو بڑھایا تو کیواں بنا دیا

درماں بھی درد بنگیا منظور گر ہوا ۔۔۔ چاہا تو دردِ عشق کو درماں بنا دیا

مردود ہے جو غیر کو سجدہ کرے حضور ۔۔۔ منکر کو ایسے سجدے کے شیطاں بنا دیا

سحباں کو تو نے چاہا تو ابکم سے کم کیا ۔۔۔ ابکم کو چاہا غیرتِ سحباں بنا دیا

میدان و دشت کو کیا ایوانِ خسروی ۔۔۔ ایوانِ شہ کو گورِ غریباں بنا دیا

ذیشان تو خاک اُڑاتے ہیں اللہ تیری شان ۔۔۔ اُفتادگانِ خاک کو ذیشاں بنا دیا

رہکر عرب میں تیرے ہی اُمی رسول نے ۔۔۔ اہلِ عجم کو صاحبِ عرفاں بنا دیا

انسان بنکے بھی نہیں انسان بن سکا ۔۔۔ تیرے کرم نے ہاں مجھے انساں بنا دیا

ذیعقل آدمی کو بنایا تو کیا ہوا ۔۔۔ دانا بنا کے پھر مجھے ناداں بنا دیا

تو نے فروغ حسن دیا میرے شیخ کو ۔۔۔ حیرت میں ڈال کے مجھے حیراں بنا دیا

آزاد نام جپتے ہیں اُس بے نیاز کا
رحمت سے جس نے ہمکو مسلماں بنا دیا

جلوے جلوے میں لگا رہتا ہے پردا تیرا ۔۔۔ پردے پردے میں نظر آتا ہے جلوا تیرا

بے نیازی کا سرِ ناز یہ نقشا تیرا ۔۔۔ کھیل بچوں کا بنا گلیوں میں رُسوا تیرا

فہم ادراک سے درجہ رہا بالا تیرا ۔۔۔ یا نبی کون سمجھ سکتا ہے رُتبا تیرا

تیرا مجنوں بھی یا تو ڈھونڈتے ہیں مثلِ لیلےٰ ۔۔۔ تو تو کیا ملتا کہ ملتا نہیں شیدا تیرا

دل مبارک ہو وہی جس میں ہے چاہت تیری ۔۔۔ سر مبارک ہو وہی جس میں ہے سودا تیرا

سُنکے یہ دل میں ہے تو جھک گئیں آنکھیں خود ہی ۔۔۔ سر جھکائے ہوئے بیٹھا نہیں شیدا تیرا

ہے حضوری کے لئے گور کی پہلی منزل
خاکساری سے ملا کرتا ہے رستا تیرا

تو ہی جانے انہیں کیا چھپ کے دکھایا تو نے
جسکو دیکھو نظر آتا ہے وہ شیدا تیرا

حُسنِ پنہاں نے ترے دھوم مچائی کیسی
پردہ در کیسا ہے اللہ رے پردا تیرا

بند ہو ہو کے بنیں آنکھیں بھی دل کی صورت
جسکے یہ دل میں رہا کرتا ہے جلوا تیرا

تیرا محبوب جو ہو جس کا کہ واصف تو ہو
کیا سرا ہے اُسے ناچیز سا بندا تیرا

تیری محبوبی کے صدقے ہیں حبیبِ خالق
حق کا محبوب ہے ہر چاہنے والا تیرا

خلد میں پھینکدے محشر کو اُٹھا کر دم میں
حشر میں آئے اُچھالے پہ جو دریا تیرا

مہر و مہ پہ ہی دن رات ہے پرتو افگن
نور افزائے دو عالم رُخِ زیبا تیرا

نارِ دوزخ کو بُجھا کر اُسے کردے تسنیم
جوش پر آئے اگر لطف کا دریا تیرا

نام لیوا ترے قسمت کے دھنی ہیں کیسے
دل میں تو رہتا ہی ہونٹوں پہ ہے چرچا تیرا

ارتقا اس سے زیادہ نہ جہاں میں ہوگا
حق کا بندہ بنا جو بندہ ہے بندا تیرا

اُڑ گئی زیرِ زمیں کی بھی تو ساری ظلمت
جلوہ افروز وہاں بھی ہے اُجالا تیرا

یا نبی پھر مرے دل میں نہ ہو کوئی ارماں
کر کے حج دیکھوں اگر روضۂ والا تیرا

میں رہا جاتا ہوں اے شیخ ہو اتنا ارماں
دیکھ لوں آکے علی پور میں جلسا تیرا

شیخ والا ترے سب کام کے دیکھے خادم
ہے مگر ایک یہ آزادؔ نکما تیرا

غزل

تمہیں نورِ خدا سمجھے تمہیں خیر البشر جانا
تمہاری شان کو پھر بھی نہ اے والا گہر جانا

شبِ معراج تیرا بنکے مہماں عرش پر جانا
مقدر تیری اُمت کا تھا پستی سے اُبھر جانا

فلک والے زمیں پر شہ کو سمجھے رحمتِ خالق
زمیں والوں نے شہ کو چرخ پر رشکِ قمر جانا

جسے کہتے ہیں مرنا وہ ہے جینا شہ کی دوری میں
جسے کہتے ہیں جینا ہے حضوری میں وہ مرجانا

سیہ رُو سرخرو ہو جاتے ہیں دربارِ طیبہ میں
سیہ نامہ مرا بھی لیکے تو اے نامہ بر جانا

بھلایا روحِ غافل نے وہ اقرارِ الست آکر
کدھر یہ جا رہی ہے اور تھا اسکو کدھر جانا

یہ برگِ گل بھی تو اک خار ہیں چشمِ بصیرت میں
یہاں دامن کا خالی رہنا ہے پھولوں سے بھر جانا

بہت بھولا ہوا ہے وہ مسافر اپنی منزل کو
سرائے فانیٔ دنیا کو جس نے اپنا گھر جانا

شفاعت کی تگ و دو میں کھلے گیسو ہوئی بخشش
بکھرنا گیسوئے والا کا تھا اپنا سنور جانا

سیہ کاری کا دل میں بھی نہیں ہے اعتراف اے دل
بہت اچھا یوں ہی تو حشر میں جا کر مکر جانا

مسافر خانۂ دنیا میں وہ آرام کیا پائے
جسے ہر سانس کہتا ہو رہے پیشِ نظر جانا

ترا اے چشمِ تر رونا بجا ہے وہ رہیں دل میں
وہ تیرے سامنے آتے نہ اس قابل مگر جانا

کرم اُنکا اور اڑا کر مجھکو لیجائے تماشا ہو
ہوائے شوقِ طیبہ میں مرا اے بال و پر جانا

لحد میں جب کھلی مدہوش کی آنکھیں تو یہ سمجھا
اجل کیا ہے خمارِ بادۂ ہستی اُتر جانا

وہاں اشکِ ندامت موتیوں میں تولے جاتے ہیں
خدا کے واسطے اے چشمِ تر دامن کو بھر جانا

مضامینِ رخ و گیسوئے شہ میں عمر گذری ہے
نہ ہم کچھ روز و شب سمجھے نہ کچھ شام و سحر جانا

یقیں ہے وہ نہ بھولیگا کبھی راہِ خدا اے دل
کہ جس نے حضرت شاہ جماعت کو خضر جانا

نہ مانو گر برا آزاد ہم اک بات کہتے ہیں
بہت ہی بے خبر ہم تھے کہ تم کو باخبر جانا

یا نبی تیرا مبارک ہوا آنا کیسا
تجھ سے پہلے تھا جہالت میں زمانا کیسا

پھونکی اک روح نئی تیرا ہے آنا کیسا
اللہ اللہ بنا تجھ سے زمانا کیسا

جھوٹ کہتے ہیں کہ تلوار سے پھیلا اسلام
کام باتوں سے لیا تیغ چلانا کیسا

رہنما تو ہو تو پھر خضر کی حاجت کیا ہے — تو نے پہنچایا ہمیں راہ دکھانا کیسا
دین و دنیا سے کیا بیخودیِ شوق نے گم — ہوش ہی مجکو نہ تھا ہوش میں آنا کیسا
نذر آنکھیں ہوں جو ملجائے تری خاکِ قدم — توبہ توبہ اُسے آنکھوں سے لگانا کیسا
شبِ معراج کی مشکل ہے حقیقت کھلنی — آپ پردے میں تھے پردہ کا اُٹھانا کیسا
دوش پر بار لئے جاتے ہیں اُمت کا حضورؐ — ناز بردار ہے اللہ رے شانا کیسا
جان قربان کرو خواب میں وہ آئیں نظر — خود ہی بچھ جاؤں میں آنکھوں کا بچھانا کیسا
شیخ والا کی ثنا کیا کروں آقا میرے — جانتے سب ہیں کہ ہے تیرا گھرانا کیسا

تو نے آزاد غزل نعت میں لکھی کیا خوب
دیکھنا ہوگا یہ مقبول ترانا کیسا

عشقِ حضرت کا گلستاں میں یہ ساماں دیکھا — چاک بلبل کا جگر گل کا گریباں دیکھا
خالِ لب نے کہا حل عقدۂ بخشش کر کے — تو نے اس نکتے کو بھی کاکلِ پیچاں دیکھا
وہم و ادراک تری راہ میں قاصر نکلے — منزلت میں تری جبریل کو حیراں دیکھا
دیکھا جلوہ شبِ اسریٰ تو یہ بولے موسیٰ — آج جی بھر کے تمہارا رخِ تاباں دیکھا
انبیا بولے شفاعت پہ جو دیکھی بخشش — ہمنے رحمت کو تری رحمتِ رحماں دیکھا
شبِ معراج فرشتوں سے یہ آدم نے کہا — تم نے اپنوں میں بھی ایسا کوئی ذیشاں دیکھا
تو نے بخشی ہے ہزاروں کو حیاتِ جاوید — تو نے اپنوں کو مگر جان کا خواہاں دیکھا
شبِ معراج یہ آتی تھی صدا پردے سے — میزباں دیکھا نہ ایسا کوئی مہماں دیکھا
فقر فخری کہا اور اس کو نبھایا کیسا — کوئی کہدے کہیں اس شان کا سلطاں دیکھا
اُسکی رحمت سے مجھے شیخ ملے ہیں ایسے — جنکا ثانی نہ کوئی نائب ذیشاں دیکھا

کیا عجب شاہ تجھے سُنکے یہ کہدیں آزاد
ہندوالوں میں عجب اسکو ثنا خواں دیکھا

دیکھیں نہ ہم تجھے تو ہے بیکار دیکھنا
بہتر ہے ایسی آنکھوں کو فی النار دیکھنا

ہر دم سنبھالئے مجھے ہر بار دیکھئے
کافی نہیں حضور کا اکبار دیکھنا

تقدیر تو اُسی کی ہے آنکھیں اُسی کی ہیں
حصے میں جس کے ہو ترا دیدار دیکھنا

ہم کو ملے وہ دل کہ ہو جس میں تری ولا
ہم کو نصیب ہو ترا دربار دیکھنا

طیبہ کا دشت کہتا ہے یہ پا برہنہ سے
جنت کے پھول ہیں مرے یہ خار دیکھنا

سجدے میں اور پڑھتا ہوں سجدے کی آیتیں
مدِ نظر ہے ابروئے خمدار دیکھنا

واللیل دیکھتا ہے سرِ شام زلف کا
والشمس صبح آپ کا رخسار دیکھنا

کوسوں ہیں پیچھے شہ سے جو آگے رسول تھے
یہ معجزہ یہ تیزئ رفتار دیکھنا

رحمت پکاری امت عاصی کو بخش کر
باقی ہے کون احمد مختار دیکھنا

موسیٰ ہیں ایک جلوۂ والا کے منتظر
عیسیٰ ہیں شہ کی آنکھ کے بیمار دیکھنا

یوسف نے یہ کہا ترے بازار حسن میں
میری طرف بھی اے شہ ابرار دیکھنا

قطعہ

جلدی خبر غلام کی اے شاہ لیجئے
برباد عمر ہوتی ہے بیکار دیکھنا

ہوتی نہیں نماز جو پڑھتا ہے یہ نماز
خادم کی یہ نماز ہے سرکار دیکھنا

نیت جو باندھ لیتا ہوں میں بے حضورِ قلب
ہوتا ہے سجدہ گاہ کو دشوار دیکھنا

میں ہوں کہیں تو دل ہے کہیں آنکھ ہے کہیں
سَو سَو سے ہیں اور دلِ زار دیکھنا

غافل ہوں سخت کہتا ہوں کرتا نہیں ہوں کچھ
باتوں میں عمر کھوتا ہوں بیکار دیکھنا

نائب سے آپکے مجھے بیعت ضرور ہے
اتنی سی بات ایک ہے سرکار دیکھنا

برلاؤ آرزو مری کل کی خبر کسے
آزاد کو تو آج ہے دربار دیکھنا

جلالی نور ہے دنیا میں اے شمس الضحیٰ تیرا
جمالی رنگ ہے عقبیٰ میں اے بدرالدجیٰ تیرا

نہیں ہے کوئی بھی ایسا نہ ہو جو مصطفیٰ تیرا
زمیں تیری فلک تیرا ملک تیرے خدا تیرا

بتایا تو نے یہ ہم کو خدا کی شان اعلیٰ ہے
بتایا ہے خدا نے ہے بڑا ہی مرتبا تیرا

ہجوم بیخودی میں ہم کدھر جائیں کہاں ڈھونڈیں
خدا خود ہو اگر ہادی تو ملجائے پتا تیرا

برائے دیدۂ حق بیں ہے سُرمہ خاک پا تیری
چراغ راہِ عرفاں ہے یہ روشن نقش پا تیرا

الست ربکم ارشاد خالق جب ہوا سب سے
تو سب کا مقتدیٰ ہو کر بڑھا آگے بلیٰ تیرا

تجسس میں گنہگاروں کی ہے اللہ کی رحمت
خطاب رحمۃ للعالمین جب سے ہوا تیرا

کھلے ہیں معنیٔ یٰسین و طٰہٰ جو کوئی سمجھے
ہر اک انمیں لقب ہے اے حبیب کبریا تیرا

کیا ہے نام تیرا حق نے اپنے نام سے مشتق
نہ ہو کیوں بول بالا اے محمد مصطفیٰ تیرا

نہ ہوتا دین جو سچا ترا کیوں پھیلتا گھر گھر
عرب میں تو تنِ تنہا تھا یا واحد خدا تیرا

یہاں تک عام ہے رحمت تری اے رحمت عالم
کرم فرما رہا دشمن پہ بھی دست دعا تیرا

حدیثوں میں بیاں تو نے کیا ہے حمدِ خالق کو
خدا قرآں میں مداح ہے خیر الوریٰ تیرا

مری غفلت نے محروم دو عالم کردیا مجھ کو
سہارا ایک باقی ہے شہ ہر دو سرا تیرا

مری بھی یاد ہو سرکار میں اُس روز اے آقا
اُڑے محمود منزل پر پھریرا خوشنما تیرا

اُدھر تو اے صبا جائے تو میرے شیخ سے کہنا
کہ اک آزاد بھی تو ہے غلام باوفا تیرا

مرنے کے لئے رہتی ہے جینے کی تمنا
آنکھوں میں بسی جب سے مدینے کی تمنا

سینے میں ہو جس کے دلِ شیدائے محمد
اے دل ہے مجھے اب اُسی سینے کی تمنا

سر اُنکے قدم پر ہو قرینے سے مریدیں
رہتی ہے مجھے ایسے قرینے کی تمنا

اک وہ ہیں کہ دیدار پہ قربان ہوئے ہیں
اک وہ ہیں کہ فرقت میں ہے جینے کی تمنا

اے ساقیِ کوثر مجھے چلّو سے عطا ہو
رکھتا ہوں ترے ہاتھ سے پینے کی تمنا

کوتاہیِ قسمت سے ملا عطر ہی ان کو
تھی پھولوں کو حضرت کے پسینے کی تمنا

بیتاب ہی الطاف سے خود آکے لگائیں
ہے دل کو مرے شیخ کے سینے کی تمنا

کب شیخ مرے بیٹھیں گے خود حلقے میں آ کر
حلقے کو ہے خاتم کے نگینے کی تمنا

آزاد نہیں اور تمنا کوئی دل میں
روضے کا ہے ارماں مدینے کی تمنا

دم یادِ نبی میں جو نکل جائے تو اچھا
بیمار یہ مرنے سے سنبل جائے تو اچھا

وہ سوز عطا ہو کہ پڑیں آبلے دل میں
یہ نخلِ تمنا مرا پھل جائے تو اچھا

خوشبو مجھے گیسو کی سنگھا دیجیے حضرت
وارفتہ ہے دل اب یہ سنبل جائے تو اچھا

پینچے سے یہ مژگاں کے گرے پائے نبی پر
یوں طفلِ سرشک اپنا مچل جائے تو اچھا

اے گیسوئے احمد مجھے دو دن تو ہے وصل
آج آکے تصور ترا کل جائے تو اچھا

کیوں کام لے قدموں سے مدینے کے سفر میں
شیدائے نبی سر ہی کے بل جائے تو اچھا

خادم کی عمل وزن ہوں میزانِ کرم میں
یہ عدل سے بچکر جو نکل جائے تو اچھا

غارت ہو وہ دل جس میں نہ ہو عشقِ محمد
مٹ جائے تو بہتر ہے وہ جل جائے تو اچھا

ہمنام تو ہوں فرق ہے گو شاہ و گدا کا
دربارِ نبی میں یہ غزل جائے تو اچھا

عصیاں پہ مرے شیخ نے ہمت کبھی نہ ہارا
فرمایا سنبھالونگا سنبھل جائے تو اچھا

اک خوبی کا سانچہ ہے نظر شیخ کی آزاد
جا کر وہاں مضمون یہ ڈھل جائے تو اچھا

تیرا احسان ہے اے صاحب احساں کیسا
ہمکو ہادی بھی ملا شافع عصیاں کیسا

مطلع نعت ہوا روشن و تاباں کیسا
برق شرمندہ ہوئی مہر درخشاں کیسا

غم احمد میں لٹا صبر کا ساماں کیسا
غم شبیر میں ہوں چاک گریباں کیسا

شب معراج ہوا ہے سر و ساماں کیسا
میزباں کیسا ہے اللہ رے مہماں کیسا

گر نہ تھا مدنظر ذکر نبی ہر وقت
پھر یہ نبیوں سے لیا جاتا تھا پیماں کیسا

تیرے مشتاق سمجھتے ہیں رگ جاں جسکو
راہ طیبہ میں ہے وہ خار مغیلاں کیسا

کیسی طیبہ کی زیارت کی ہے آنکھوں کو خوشی
گد گداتا ہے مری دل کو یہ ارماں کیسا

آپ کے سامنے کب ہے مجھے طوبی کی طلب
مجھکو قسمت سے ملا سایۂ داماں کیسا

کم نہیں سجدۂ طاعت سے اطاعت تیری
کوئی اتنا بھی نہ سمجھے تو مسلماں کیسا

تیرے جلوے نے کیا ہے مرے دل کو ساکت
دیکھ کر تجھکو یہ آئینہ ہے حیراں کیسا

کوئی نازل نہیں ہوتا کبھی اسپر جو عذاب
تری امت پہ ہے اللہ کا احساں کیسا

بے نقاب آکے مجھے جلوہ دکھاؤ مولا
شعلۂ طور چراغ تہ داماں کیسا

روشنی دونوں جہاں میں ہے انہیں تاروں کی
ہے چمکدار ہر اک گوہر دنداں کیسا

جسکے اک ذرے سے روشن ہوا خورشید فلک
نور دہ ہوگا بتا اسے مہ تاباں کیسا

نقطۂ ہے خال تو پرکار بنی ہے رحمت
دائرہ عفو کا ہے یہ رخ تاباں کیسا

اے شفیع دو جہاں رحمت عالم مدد
حشر میں میرا کھلا نامۂ عصیاں کیسا

شیخ یہ نعت کی مضموں ہے مرا سنکر بولے
آج خادم ہے مرا خادم حساں کیسا

تجھپہ آزاد نہ کسطرح ہو رحمت نازل
کیسا آقا ہے رحیم اور وہ رحماں کیسا

کس قدر فضل ہے اے خالقِ اکبر تیرا
تیری رحمت سے بنا پیارا پیمبر تیرا

کون ہے جو نہیں اے شافعِ محشر تیرا
آج امت تری رحمت تری داور تیرا

یا نبی کوئی نہ ثانی ہے نہ ہمسر تیرا
کس سے پھر دے تجھے تشبیہ ثناگر تیرا

روح پرور ہے عنایت تری شاہِ عالم
خُلد پرور ہے کرم شافعِ محشر تیرا

فضل و رحمت سی بنا نورِ ہدایت کیسا
نور افزائے دو عالم رُخِ انور تیرا

اب کھُلا یہ کہ سکندر ہے غلام خادم
ہم سمجھتے تھے کہ خادم ہے سکندر تیرا

سیرت افروز جہاں سیرت والا تیری
صورت افزائے دو عالم رُخِ انور تیرا

دیکھ اے نفس کہ وہ آئے ہیں اللہ والے
کفر ٹوٹے گا مگر اب بُت خودسر تیرا

کس نے رکھا ہے قدم تیری جبیں پر اے دل
آج ایسا جو چمکتا ہے مقدر تیرا

حضرتِ شاہ جماعت ہوئے رونق افروز
اوج پر آج ہے آزاد مقدر تیرا

لطف ہے تیرا زباں پر کہ زباں ہے ذاکر
دل جو جاری ہے یہ احسان ہے دل پر تیرا

پاؤں جو رکھا مری آنکھوں پہ رکھا تو نے
جو قدم آیا وہ آیا مرے سر پر تیرا

سکہ تیرا جو زباں پر ہے چلے کیوں نہ زباں
جاری کیوں دل نہ ہو جب نقش ہو قلب پر تیرا

نفس کی یہ ہے حدیث اب کہ ہے تیرا اذکور
انتقاش اب ہے یہی نقش ہے دل پر تیرا

خضر صورت ہے تری چشمۂ حیواں آنکھیں
آئینہ دار نہ کیوں پھر ہو سکندر تیرا

جس کے اک قطرے سے ملتی ہے حیاتِ جاوید
آبِ حیواں سے وہ لبریز ہے ساغر تیرا

سر جھکائے ہوئے بیٹھے ہیں جو خادم تیرے
ہے یہ اظہار کہ احسان ہے سر پر تیرا

کیا عجب تجھ سے جو فرمائیں وہ تیرے مولا
ذکر رہتا ہے مری بزم میں اکثر تیرا

میرے دل ہی میں رہے سیرت والا تیری
میری آنکھوں ہی میں ہو عارض انور تیرا

کیا عجب کھائی سکندر ترے طالع کی قسم
رشک صد خضر ہے آزاد جو رہبر تیرا

نور حق جب ہو جمالِ مصطفےٰ
کون پھر نکلے مثالِ مصطفےٰ

ماہ تنویرِ جمالِ مصطفےٰ
مہر تصویرِ جلالِ مصطفےٰ

رب ہب لی اُمتی کہتے ہیں آپ
مختصر سا ہے سوالِ مصطفےٰ

سر کیا نانا کی اُمت پر فدا
پھل یہ لایا ہے نہالِ مصطفےٰ

خُلد پیدا شد زخُلقِ احمدی
خُلق مشتق از خصالِ مصطفےٰ

جیتا میدانِ شفاعت حشر میں
اے تعالی اللہ کمالِ مصطفےٰ

بس کہ ہے عشق نبی عشق خدا
وصلِ حق ٹھیرا وصالِ مصطفےٰ

حشر کا کھٹکا نہیں آزاد کو
شیخ وہ رکھتا ہے آلِ مصطفےٰ

جبکہ مشتاق ہے آقا کا خدائے آقا
کیوں نہ خدام ہوں پھر دل سے فدائے آقا

جلوۂ طور ہے کیا ایک ضیائے آقا
لیلۃ القدر ہے گیسوئے رسائے آقا

وہ ہیں محبوب خدا اُنکا ہی مشتاق جہاں
دیکھ سکتا ہے کوئی نازو ادائے آقا

مہر کو جلوہ دیا ماہ کو پرتو بخشا
ہم غلاموں کے ہی حصہ میں ضیائے آقا

سنگ اسود کی شفاعت نے کیا ہی ثابت
ڈوبتوں کو ترا پتھر بھی ترائے آقا

نعت میں ہوں اُسی شاعر کا مقلد میں بھی
مل گئی تھی جسے خلعت میں ردائے آقا

اُنکی خاطر سے ہوا عالمِ امکاں کا ظہور
ہوئی تخلیق زمانے کی برائے آقا

مُردے جی اُٹھے مریضوں نے شفائیں پائیں
ہل گئے جب لبِ اعجاز نمائے آقا

پرسشِ حشر سے جب یاس میں چھکے چھوٹے
آس بولی کہ مبارک ہو وہ آئے آقا

وہ مرے قبلۂ دیں کعبے سے آئیں یارب
میں بھی خوش ہو کے کہوں دیکھیے آئے آقا

صبحِ صادق کا ہو جس طرح کہ جلوہ آزادؔ
اس طرح پھیلی ہے عالم میں ضیائے آقا

مہرباں اُسپہ نہ کیوں حشر میں رحماں ہوگا
نام لیوا جو ترا شافعِ عصیاں ہوگا

ہم گنہگاروں کی بخشش کا یہ ساماں ہوگا
ساتھ اُمت کے دو عالم کا نگہباں ہوگا

آپ کے جلوے سے آگاہ نہ انساں ہوگا
ہاں اگر ہوگا تو کچھ موسیٰ عمراں ہوگا

تیرا وہ رنگ ہے اے آئینہ نورِ قدم
جو کوئی دیکھیگا وہ ششدر و حیراں ہوگا

سجدے سو کرتا جو ابلیس کو ہوتی یہ خبر
صُلبِ آدم میں کوئی آپ سا ذیشاں ہوگا

آپکا قہر ہے دنیا میں بھی دوزخ کا عذاب
لطف سے مرحلۂ حشر بھی آساں ہوگا

یا نبی قید میں یوسف کے معاون تم تھے
اللہ اللہ وہ کس رنگ کا زنداں ہوگا

نام یثرب تھا مدینہ کا خبر تھی کس کو
تیرے قدموں سے یہ صحرا کبھی بستاں ہوگا

باغِ فردوس سجے تھا شبِ معراج یہ حکم
جلوہ افروز مرا سروِ خراماں ہوگا

دلِ خود کام پڑے شرع سے ہٹکر نہ قدم
شرم کر شرم بہت ورنہ پشیماں ہوگا

اپنے افعال پہ لازم ہے پشیماں ہونا
اب جو مغرور ہے محشر میں پشیماں ہوگا

شبِ معراج فرشتوں نے خدا سے پوچھا
میزباں تو ہے تو کس شان کا مہماں ہوگا

پھر گئی جس سے نظر تیری خدا سے وہ پھرا
جو ہوا تیرا خدا اُس کا نگہباں ہوگا

تھی ازل سے یہ مقدر تری شانِ اقدس
تیرے دروازہ کا جبریل سا درباں ہوگا

ہونگی منکر ترے نظروں میں سلک حق کہاں
بھاری لاکھوں پہ ترا ایک مسلماں ہوگا

منتظر حشر میں ہوگا درِ فردوس اُس کا
ہجر میں آپ کے جو چاک گریباں ہوگا

حج سے کب آئیگا - واپس مرا آقا یارب
جلوہ افروز وہ کب نائبِ ذیشاں ہوگا

دیکھنا حشر میں آزادؔ کی آمد آمد
لب پہ نعتِ نبوی ہاتھ میں دیواں ہوگا

آنکھیں حیران ہیں وہ کس راہ سے پنہاں آیا
دل کے اندر جو نظر ہمکو نمایاں آیا

ظلمتِ دل میں خیالِ رخِ تاباں آیا
دیکھو یوسف کی طرح وہ سوئے زنداں آیا

لڑکھڑاتے ہوئے محشر میں جو دیکھا مجھکو
دستگیری کو مری شافعِ عصیاں آیا

توبہ کی تھی دمِ آخر کو تو کرم سے شہ نے
مسکرا کر کہا یہ زود پشیماں آیا

حشر میں آنے کو یوں آئی ہے ساری دنیا
مجھ سے بڑھ کر نہ کوئی اور پشیماں آیا

گھر میں وحشت نے مری پھر مجھے ٹکنے نہ دیا
یاد جب مجھکو مدینے کا بیاباں آیا

مہرِ محشر نے بھی دامن میں چھپایا منہ کو
بنکے جب ابرِ کرم شاہ کا داماں آیا

کیا خطا میری ہے کہنا کبھی مانا تو نے
کبھی قابو میں مرے تو دلِ ناداں آیا

اُڑ گئیں دھجیاں پہلے ہی جنوں میں انکی
کام دامن ہی کچھ آیا نہ گریباں آیا

حسرت و آرزو و یاس و تمنا و ملال
رہروِ ملکِ عدم لیکے یہ ساماں آیا

کس کا پروانہ تھا کیوں جلگیا کسکی تھی لگن
کچھ خیال اسکا بھی اے شمعِ شبستاں آیا

خاک میں مجکو ملا کے چلی اے روح کہاں
تجکو کچھ بھی نہ خیالِ تنِ بیجاں آیا

عالمِ امر کی دوری نے رولایا سب کو
عالمِ خلق میں جو آیا وہ نالاں آیا

خود وہ پردے کو اُٹھا دیتے ہیں اللہ اللہ
دیدۂ شوق جہاں سربگریباں آیا

نور کے ساتھ ہیں نورین بھی جلوہ افروز
دین و قرآں کو لئے صاحبِ قرآں آیا

دشتِ طیبہ میں چمک اٹھے جو داغِ عاشق
سب نے یہ جانا کوئی سروِ چراغاں آیا

پھر تبسم کو ترستے ہیں مرے زخمِ جگر
پھر انہیں یاد مرے شہ کا نمکداں آیا

لیلۃ القدر ہے یا ہے شبِ گورِ عاشق
قبر میں کس کا خیالِ رخِ تاباں آیا

مژدہ اے تشنگیٔ عالمِ امکاں مژدہ
آج وہ ابرِ کرم رحمتِ رحماں آیا

مژدہ صد مژدہ ہو اے بزمِ ہدایت تجکو
ظلمتِ دہر میں وہ نورِ درخشاں آیا

بادِ شامی کو سنانے گئی بادِ بطحا
کچھ سنا تم نے مرا رشکِ سلیمانِ آیا

اب ہوا بند نبوت کا وہ بابِ شامی
مکے میں ختمِ رسل صاحبِ قرآں آیا

کثرت و تثنیہ تثلیث مٹانے والا
شانِ وحدت کا وہ یکتا شہِ ذیشاں آیا

ہوگیا اور بیاں مکے مدینے جاکر
مدح خواں بن کے عجب بیخود ذیشاں آیا

وہ بھی دن ہو کہ مرا شیخ ہو جلوہ افروز
سب سے کہتا پھروں وہ قبلہ ایماں آیا

دور کیا ہے کہیں رضواں سے جو میری مولا
کھول دو در مرا آزاد ثنا خواں آیا

گنہگاروں کا حامی آپ ہی کا دم قدم نکلا
سنا تھا ابرِ رحمت جسکو حضرت کا کرم نکلا

ثنا تیری بیاں کیا ہو صفت تیری رقم کیا ہو
نہ اس قابل زباں نکلی نہ اس لائق قلم نکلا

رہا جو بنکے سرکش جیتے جی وہ مر گیا گویا
وہ مر کر جی اٹھا جس کا ترے قدموں میں دم نکلا

ضرورت تھی نہ پڑھنے کی نہ کچھ حاجت تھی لکھنے کی
کہ انکے نور سے خود لوح نکلی خود قلم نکلا

تری شانِ رسالت نے یہ تبلیغِ ہدایت کی
کہ راہ شرع پر ملک عرب نکلا عجم نکلا

عجب انداز سے شہ نے سڑک باندھی شریعت کی
گرا وہ ڈگمگا کر جس کا کچھ باہر قدم نکلا

جہاں سب انبیا پیچھے ٹھٹک کر رہ گئے یارب
شفاعت کے لیے آگے وہاں شاہِ امم نکلا

عجم میں لوگ خورشید منور جس کو کہتے ہیں
عرب میں جا کے جب دیکھا تو النقش قدم نکلا

طریقت کو شریعت سے جدا ہم تو سمجھے تھے
جناب شیخ کے ارشاد سے یہ پیچ و خم نکلا

نہ تھا ممکن کہ آزاد اور ایسا نعت گو وہ ہو
فقط اعجاز والا ہے کہ وہ معجز رقم نکلا

پرانی ہے زباں کیا ہو نئی طرز بیاں پیدا
الٰہی ہر بُن مو سے نئی کر دے زباں پیدا

کریگا وصف مژگانِ محمد شوخیاں پیدا
مخالف کیلئے ہر حرف میں ہو گی سناں پیدا

کیا اُس وقت خالق نے تجھے ایجان جاں پیدا
نہ تھا جب آفرینش کا بھی کچھ نام و نشاں پیدا

یہ بیرنگی تری نیرنگ سے نیرنگ بیرنگی
نہاں میں ہے عیاں پیدا عیاں میں ہے نہاں پیدا

شیاطیں قید ہیں آیا زوال ایوانِ کسریٰ پہ
یہ غل تھا جب ہوئے دنیا میں شاہ انس و جاں پیدا

نہیں محتاج نقطہ حرف جو اسم محمد کا
ہوا ثابت کہ اکمل ہی ہوئے ہیں جانِ جاں پیدا

تحمل کی صفت نے کر دیئے دشت و جبل قایم
قدِ زیبا کے سایہ سے ہوئے سب آسماں پیدا

تمہارے خلق سے رونق ہوئی گلزار عالم کی
تمہارے عکسِ عارض سے ہوا باغ جناں پیدا

زمیں سے عرش تک جانے پہ اُنکے کیوں تعجب ہے
ہوئے ہیں جنکے باعث جب زمین و آسماں پیدا

جو ڈھونڈیں تو کہاں ڈھونڈیں جو دیکھیں تو کہاں دیکھیں
نبی تم سا کہاں پنہاں نبی تم سا کہاں پیدا

شب میلاد فرمایا خدا نے عرش اعظم سے
بنیگا جس کی تو منزل ہوا وہ میہماں پیدا

وہاں ہو جائینگے پیدا یہاں سے ہم عدم ہو کر
ہوئے جیسے عدم ہو کر وہاں سے ہم یہاں پیدا

زمانے کو کیا پیدا خدا نے جسکی خاطر سے
زمانے میں ہوا ہے آج وہ فخر جہاں پیدا

کہوں کیا شیخ کو انداز کیسا دلربا بخشا
کہ جسکی اک نظر کرتی ہے سو سوزِ نہاں پیدا

تعجب کیا اگر آزاد وصفِ سرور دیں سے

زمین شعر میں ہو رفعت ہفت آسماں پیدا

خورشید ایک عکس ہے شہ کے جلال کا
مہتاب ایک آئینہ اُن کے جمال کا

شانِ عُلا میں دخل نہیں قیل و قال کا
جائے کہاں کہ بند ہے رستہ خیال کا

چشمہ اگر ہو آنکھوں پہ چشمِ بلال کا
پھر ہم بھی جلوہ دیکھ لیں اُنکے جمال کا

میری زباں سے وصف ہو اُسکے جمال کا
محبوب وہ بھی کسکا شہِ ذوالجلال کا

سر دادہ ہم جو ہیں خمِ ابروئے شاہ کے
سر پہ ہمارے کیوں نہ ہو طُرّہ ہلال کا

دو ٹکڑے جس نے بدر کو ایما سے کر دیا
یہ ہے کمال ناخنِ رشکِ ہلال کا

محبوب اور بخشش اُمت کی آرزو
جنت فقط جواب نہیں اس سوال کا

فرقت کو میری یا نبی دوزخ ہی کہتے ہیں
جنت ہے نام یا نبی تیرے وصال کا

قطعہ

آزاد تھی جو اُمت مولا وہ پھنس گئی
گردن میں پھندا پڑ گیا غیروں کے جال کا

کہتے ہیں آج اُف بھی نہ منہ سے نکال لے
یوں بند ناطقہ ہوا اب عرضِ حال کا

کیا ہو گا آگے اس کا خدا ہی کو علم ہے
بگڑا ہوا ہے نقشہ تو ماضی سے حال کا

کیا پوچھتے ہو مجھ سے کہ کیونکر کرم ہوا
نقشہ پسند آیا اُسے انفعال کا

وہ شیخ جس کو آج ابوالوقت کہتے ہیں
آزاد ہے غلام اُسی خوشخصال کا

حق یہ فرماتا ہے بیشک وہ ہمارا ہو گیا
اے مرے پیارے پیمبر جو تمہارا ہو گیا

سب کے سب اعمال بد اپنے پرائے ہو گئے
شافعِ عصیاں جو محشر میں ہمارا ہو گیا

بیٹھ ہی جاتی زمیں بارِ گناہِ خلق سے
رحمۃ للعالمیں تیرا سہارا ہو گیا

منتظر کیا جوشِ رحمت شافعِ عصیاں کا تھا
لب نہ کھولے تھے کہ بخشش کا اشارا ہو گیا

جس زمیں پر پاؤں رکھا آسماں وہ بن گئی
زیر پا جو ذرہ آیا وہ ستارا ہو گیا

جب فرشتے پوچھیں گے تعریف حضرت قبر میں
کیا کہیگا دل اگر شہ کا نظارا ہو گیا

کرکے خود بیتاب مجھکو سوئے طیبہ لیچلا
اللہ اللہ درد میرا دل کا چارا ہو گیا

کہہ اُٹھے قدسی شب اسریٰ کہ لینا ہم چلے
محوِ دیدار محمد دل ہمارا ہو گیا

وہ نظر ہو شیخ جو پتھر کو کر دیتی ہے موم
دل مرے پہلو میں رہکر سنگِ خارا ہو گیا

فضل سے اللہ کے کہنے لگا نعت نبی
دیکھو اب آزاد کو مدحت کا یارا ہو گیا

نورِ بیرنگ ہی نیرنگ یہ فیضاں کسکا
پردۂ راز میں ہے رنگ نمایاں کسکا

دلِ بلبل میں ہے یہ رنگ نمایاں کسکا
گُل کے پردے میں ہی وہ جلوۂ پنہاں کسکا

کس کی یہ شان ہے یہ اختر تاباں کسکا
جلوہ فرما ہے سرِ عرش یہ مہماں کسکا

کونسا آبلہ پا آج مدینے کو چلا
منتظر راہ میں ہے خارِ بیاباں کسکا

بُلبلیں گاتی ہیں گلشن میں ترے حُسن کا گیت
دیکھیے ہوتا ہی اب چاک گریباں کسکا

ماہ کنعاں ہوئے شیدائے تبسم کس کے
برق انداز بنا گوہر دنداں کس کا

فردِ عصیاں کے شفاعت فی اُڑا ئی پرزے
اُڑتا پھرتا ہے سر حشر یہ ساماں کسکا

عشق حضرت میں مرا دست جنوں کھل کھیلا
بوٹیاں اُڑ گئیں سینے کی گریباں کسکا

موتی ہیرے کے کنی کھانے صدف سے نکلا
آگیا یاد اسے گوہرِ دنداں کس کا

سر بلندی دہِ اُمت بنا کس کا سجدہ
آج ہے عُقدہ کشا گیسوئے پیچاں کسکا

ساتھ جبریل ہیں قدسی ہیں جلو میں لاکھوں
اس تزک سے چلا آتا ہے یہ مہماں کسکا

کسکا رخسار ہی اک صبح بیاضِ مقصود
شامِ اُمید ہے اک گیسوئے پیچاں کسکا

آکے دل میں مرے اے یاس ڈراتی کیوں ہے
دیکھ ہے شیخ مرا نائب ذیشاں کسکا

پاسِ آداب ہو الفاظ میں معنی میں خضوع
دیکھ آزاد تو ہے آج ثنا خواں کسکا

یا نبی میرا جو طیبہ میں ٹھکانا نہ ہوا
میں یہ سمجھوں گا مرا خلد میں جانا نہ ہوا

قدسیوں میں شب اسریٰ یہی غل تھا کہ کبھی
ایسا آنا نہ ہوا ایسا بلانا نہ ہوا

وجد میں ہوش میں آنا دلِ ناداں کیا ہے
یہ تو بیہوشی ہوئی ہوش میں آنا نہ ہوا

جب زمانہ تھا تو افسوس کہ آنکھیں نہ کھلیں
جب کھلیں آنکھیں تو افسوس زمانا نہ ہوا

میری نسبت جو کہا ہجر میں جنگل چھانے
قیس کا قصہ ہوا میرا فسانا نہ ہوا

کیا کیا ہمنے جو کی پیروی خواہشِ نفس
اور اپنے کو بگاڑا یہ بنانا نہ ہوا

ہائے کیا روحِ لطیف آئی چلی ہو کے کثیف
جس طرح آئی تھی اس طرح یہ جانا نہ ہوا

کوئی اُسکا تو بنے وہ تو ہے سب کا اے دل
کس سے بیگانہ رہا کس کا یگانا نہ ہوا

شوقِ دل سے نہ اُٹھائی جو امانت سر پہ
پھر تو بیگار ہوئی بوجھ اُٹھانا نہ ہوا

خدمتِ شیخ میں دن رات میں رہتا آزاد
بد نصیبی سے میسر یہ زمانا نہ ہوا

ہم تو سچ کہتے ہیں آزاد غزل میں یہ رنگ
آہِ دل خستہ ہے یہ تیرا ترانا نہ ہوا

ساقی نے آنکھ ڈال کے دیوانہ کر دیا
ساغر ابھی تھا دور کہ مستانہ کر دیا

اُڑتے ہیں ہوش دیکھ کے شیشے میں لال لال
ساقی نے میکدے کو پریخانہ کر دیا

گردش نے چشمِ مست کی لو کھو دیئے حواس
ساغر کے ایک دور نے دیوانہ کر دیا

دیکھی تھی اک جھلک ابھی چکرا کے گر پڑے
موسیٰ کو شمعِ طور نے پروانہ کر دیا

اچھی پلائی ساقیٔ روزِ الست نے
دونو جہان سے ہمیں بیگانہ کردیا

فانوس ہے کہ پردہ ہے شمع جمال کا
عالم کو جسکے جلوے نے پروانہ کردیا

یہ سوچتا ہوں کون ہے کھلتا نہیں ہے راز
عاقل بنا کے کیوں مجھے دیوانہ کردیا

اُمت کو فیض ساقیٔ کوثر نے دی صدا
آؤ کہ وقف کوثر و پیمانہ کردیا

سودا زدہ کی زلف نے وحشت سوا ہوئی
زنجیر نے تو اور بھی دیوانہ کردیا

ساقی تری صراحی و ساغر کی بات کیا
تیری تو اک نگاہ نے مستانہ کردیا

ساقی کی چشم مست نے کیا گل کھلائے ہیں
سارے چمن کو نرگس مستانہ کردیا

اے ساقی تیرے ساقیٔ کوثر کے فیض نے
دل کو تو شیشہ آنکھ کو پیمانہ کردیا

اہلِ سخن ہیں میکش و مخمور و میگسار
بیخود نے وہ پلائی کہ مستانہ کردیا

اے شیخ اُس نے مجکو بھی سائل بنادیا
جس نے کہ تیرا خُلق کریمانہ کردیا

دل تیرا بتکدہ بنا اللہ کا گھر جو تھا
آزاد تو نے کعبے کو بتخانہ کردیا

اُسکا دنیا میں جو بے پردہ وہ جلوا ہوتا
آنکھیں ہوتیں نہ کوئی دیکھنے والا ہوتا

کعبۂ دل میں نبی کا جو سراپا ہوتا
پھر تو دل دل ہی نہیں مکہ مدینا ہوتا

میری آنکھوں میں اگر وہ رخ زیبا ہوتا
پتلیاں پھرتی ہوتیں کہ تماشا ہوتا

دل دیا تھا تو مجھے درد نبی کا ملتا
سر دیا تھا تو نبی کا مجھے سودا ہوتا

خوب ہوتا ترے دیوانہ کا سودا بڑھتا
تھا یہ اچھا ترا بیمار نہ اچھا ہوتا

قدِ موزوں تھا میانہ ترا جس کے آگے
پست آتا تھا نظر جو قدِ بالا ہوتا

مہر سے دور تھا وہ سائے سے رہتا محروم
کیوں ترا عالم بالا پہ نہ سایا ہوتا

آبِ رحمت سے نہ ہوتا کبھی عالم سیراب
موجزن تیری جو رحمت کا نہ دریا ہوتا

ہجرِ احمد صلی اللہ علیہ وسلم میں تھے حنانہ کے آنسو جاری
کاش حنانہ ہی تو اے دلِ شیدا ہوتا

جی کی جی ہی میں رہی ہائے تمنا میری
آنکھیں ہوتی مری اور سامنے روضا ہوتا

نقش رہ کاش مری آنکھیں بناتی جاتیں
سر مرا ہوتا مدینے کا وہ رستا ہوتا

ایسی قسمت تو کہاں ہوتا میں شیدا تیرا
تیرے شیداؤں کے شیدا کا میں شیدا ہوتا

ہم تو لے بیٹھے اس چرخ و زمیں کو اب تک
ہم بُروں میں نہ اگر کوئی بھی اچھا ہوتا

شہ کا خادم تھا عجب شیخ کریم عالی
اس زمانے میں تو ایسا نہیں پیدا ہوتا

گیا دنیا سے وہ دنیا کو دکھا کر جلوہ
شہ کو معلوم ہے وہ ہوتا تو کیسا ہوتا

اُس نے کیا کیا نہ کیا اور نہ کیا کیا کرتا
اُس سے کیا کیا نہ ہوا اور نہ کیا کیا ہوتا

قطعہ

آج اس گھر میں مرے شیخ کی آمد ہوتی
آج اس گھر میں مرے شیخ کا جلوا ہوتا

حضرت قبلہ مرے شیخ کو لیکر آتے
ساتھ سورج کے مرا چاند سا مولا ہوتا

عکس خورشید مرے چاند پہ پڑتا ہر دم
ماہ کے گرد غلاموں کا بھی حلقا ہوتا

ہر غلام آپ کا پھر نورِ سراپا بنتا
خاک کا ذرہ جو تھا چرخ کا تارا ہوتا

دیکھ آزاد کہ یہ خواب کی باتیں کیسی
یہ تو جب ہوتا کہ قسمت میں بھی لکھا ہوتا

شہ کی برسی تری قسمت میں لکھی تھی ہر سال
خیرِ مقدم کا یہ پھر کس طرح جلسا ہوتا

نور بنکر مرے اس دل میں تو رہتا مولا
میرے ظلمت کدہ میں کچھ تو اُجالا ہوتا

کچھ بدل ہوتا جو ملتا کوئی ہمکو ایسا
جانشیں تیرا کہ جس پہ تیرا دھوکا ہوتا

ترے آزاد کا ملتا نہ پتا بھی اب تک
شیخ نے تیرے جو اسکو نہ سنبھالا ہوتا

یہ دُعا ہے کہ تجھے قرب خدا ہو حاصل
ہر مقرب کہے میرا بھی یہ درجا ہوتا

کرتا ہے بند ادب اب تو زباں کو میری
ورنہ آزاد ابھی ختم یہ نوحا ہوتا

فضل خالق کا کھنچا آنکھوں میں نقشا کیسا
رحمت حق کا نظر آیا ہے جلوا کیسا

آج چمکا ہے مقدر کا ستارا کیسا
برسوں میں جاگا مگر جاگا نصیبا کیسا

آج دیکھو مرے اس گھر کی ہے رونق کیسی
آج دیکھو مرے اس گھر کا ہے نقشا کیسا

آج دیکھو کہ مرے گھر میں ہے مجلس کیسی
آج دیکھو کہ مرے گھر میں ہے جلسا کیسا

میں برا ہوں نہ بری آج ہے قسمت میری
میرے گھر آیا ہے اچھوں کا نصیبا کیسا

ضبط کہتا ہے خبردار سنبھل کر رہنا
شوق کہتا ہے کہ کہنے دو سنبھلنا کیسا

مجھ سے کیا پوچھتے ہو کیسا ہے تیرا مولا
قطرہ کیا تم کو بتائے کہ ہے دریا کیسا

دیکھنے والے کی سیرت ہے کہ صورت اسکی
عقل حیران ہے کہ ہے آئینہ سیما کیسا

واہ کیا کہنا ترا نیر برج ہاشم
تیرے جلوے نے کیا آج اجالا کیسا

تجھ سے دنیا میں شریعت کی ہے رونق کیسی
تجھ سے عالم میں طریقت کا ہے چرچا کیسا

کیا دکھایا ہے جہاں کو کہ یہ ہے خلق عظیم
کیا دکھایا ہے کہ ہے آپ کا نانا کیسا

آج کہتا ہوں کہ کیسا ترا ثانی کوئی
آج کہتا ہوں کہ تجھ سا کوئی اچھا کیسا

مور کے گھر جو ہوں مہمان سلیماں اے دل
جس قدر ناز کرے اسکو ہے زیبا کیسا

یہ وہ مولا ہے کہ دل دیکے لیا ہے جسکو
آ نکلنے والو بتاؤ کہ ہے سودا کیسا

کیسا بیٹھا ہے یہ اللہ رے دل کا ارماں
جلوہ افروز ہے یہ نقش تمنا کیسا

دیکھ اے دیدۂ مشتاق نہ اتنا اترا
ہاں سنبھل اے دل شیدا یہ مچلنا کیسا

حشر تک شیخ کا سایا رہے سر پہ اپنے
رحمت حق نے دیا شاہ کا سایا کیسا

میرے اُستاد کا احسان بہت ہی مجھ پر
میرے دیوان کو اک چیز بنایا کیسا

آج تو ہو گئے آزاد کے قائل ہم بھی
تھا تو بیہوش مگر ہوش میں آیا کیسا

کیا وصف بھلا ہو سکے اللہ میاں کا
خالق وہ زباں کا ہے تو خلاق بیاں کا

کیا دیکھ سکے جلوہ کوئی نور نہاں کا
آئینہ حیرت ہے یہاں رنگ عیاں کا

اللہ رے یہ بخت مرے عجز بیاں کا
مداح بھی ہے کس کا شہِ کون و مکاں کا

کیا رتبہ بیاں کیجیے اُس عرش مکاں کا
پرچم ہے فلک جسکی زمیں والے نشاں کا

کچھ ایسی طبیعت کا ہے سودا زدہ عاشق
پروا نہ اسے سود کی کھٹکا نہ زیاں کا

پہنچے شب اسریٰ مرے مولا تو وہاں تک
پہنچا نہ جہاں وہم کبھی وہم و گماں کا

اُس قلب منور کا بیاں کیا ہو زباں سے
دلدادہ ہے اک عالم دل جسکی زباں کا

مر مر کے نکیرین میں پہنچا ہوں یہاں تک
کچھ دیکھنے دو جلوہ مجھے جان جہاں کا

وہ وقت حضوری ہو کرم طیبہ میں مجھ پر
حیرت سے تکیں سب کہ یہ ایسا ہے کہاں کا

افسوس کہ غفلت ہی میں سب میں نے گزاری
دشمن ہے ہمیں آپ ہی اس عمر رواں کا

کیا کہنا ترے شوق کا اے دیدۂ موسیٰ
سرمہ بنا خود طور بھی چشم نگراں کا

دنیا کے نہ قابل ہے نہ عقبیٰ کو ہے لایق
کمبخت ہے دل میرا یہاں کا نہ وہاں کا

آنکھیں کھلیں جب قبر میں سو جا کے تو دیکھیں
کیا خواب نظر آیا تھا اک عمر رواں کا

اے روح مجھے چھوڑ کے اب جاتی کہاں ہے
کچھ کہہ تو سہی خیر سے ہے قصد کہاں کا

جس نام و نشاں پہ مٹے جاتے تھے جہاں میں
اب نام و نشاں تک نہیں اُس نام و نشاں کا

ہو جائے مزاج اہل سخن کا نہ مکدر
اُٹھتا ہے دھواں آج مرے سوز نہاں کا

بیٹھے بھی رہے اب نہ ذرا شور مچائے
کرتوت بہت دیکھ لیا ہمنے فغاں کا

کیوں پیر و جواں آج سرِ بزم ہیں گریاں
یہ نوحہ بیاں ہوتا ہے کس پیرِ جواں کا

دُھندلا سا نظر آئے نہ کیوں بزم کا پھر رنگ
جب پردہ ہوا آنکھوں پہ یہاں آبِ رواں کا

مرجھا گئیں سب گلشنِ اُمید کی کلیاں
کیا پوچھتے ہو جھونکا تھا کیا بادِ خزاں کا

یہ حرف ہی کیا نوحہ کا اک نشترِ غم ہے
یہ لفظ ہے کیا زخم ہے اک نوکِ سناں کا

سب کہتے تھے کیا خضر ہی بچپن ہے سن کا
جو دیکھتے تھے چہرہ مرے خضرِ جواں کا

یہ عُرس کی شب ہے کہ شبِ قدر ہے یا رب
جو نور کا بُکا بنا ہر گوشہ مکاں کا

اُٹھا جو جنازہ تو خضر بولے یہ رو کر
انجام نظر آیا مجھے عمرِ رواں کا

الیاس یہ کہتے تھے کہ بھائی ہوا رخصت
جب اُٹھا جنازہ مرے اس خضرِ جواں کا

مرقد پہ مرے شاہ کے کہتے تھے سلیماں
انجام اسی تختہ پہ ہے تختِ رواں کا

یہ دل سے دعا ہے کہ مدارج رہیں اعلیٰ
ہر وقت تمہیں قرب ہو خلاقِ جہاں کا

اس شاہ جماعت کو خدا رکھے سلامت
سایا رہے عالم پہ اسی خضرِ زماں کا

نکلے جو سخن دل سے تو آزادؔ مزا ہے
ہے ورنہ یہ بے فائدہ اک خرچ زباں کا

جس کا وکیل احمدِ مختار ہو گیا
اُس کا کفیل حشر میں دادار ہو گیا

جب وہ شفیعِ حشر وفادار ہو گیا
پھر کیا تھا فضل حضرتِ غفار ہو گیا

لینا شفیعِ حشر کہ بارِ گناہ سے
اُٹھنا ہی میرے پاؤں کا دُشوار ہو گیا

آنکھوں میں جان اٹکی ہے مولا کی دید کو
مرنا بھی شہ کے ہجر میں دشوار ہو گیا

مُردے جلا رہا ہے دمِ جانفزا سے کیا
عیسیٰ نفس حضور کا بیمار ہو گیا

کیا کہدیا ہے اس لب لعلِ حضور نے
محشر میں سُرخرو جو گنہگار ہو گیا

کیوں سر جھکائے بیٹھے ہیں جنت میں جنتی
احسان اتنا کس کا گرانبار ہو گیا

ہو جائیگی زیارت مولا جو طیبہ میں
سمجھونگا میں کہ خلد میں دیدار ہو گیا

ڈھک لیتا میرے عیب کفن کی مجال تھی
یہ کہئے پردہ پوش وہ ستار ہو گیا

طالب ہے اسکا خلد بھی حوریں بھی شیفتہ
کیا چیز لطفِ حق سے گنہگار ہو گیا

جینا تو جینا لے شہِ طیبہ فراق میں
مرنا بھی مرنے والے کو دُشوار ہو گیا

شر میں اسکا رنگ نرالا ہی دیکھکر
عیسیٰ بھی شہ کی چشم کا بیمار ہو گیا

آزاد ہے وہ خلق سے دنیا سے حشر سے
جو گیسوئے نبی کا گرفتار ہو گیا

[illegible] جنگ بدر میں [illegible] کے قتل کو
ہر ذرہ مشتِ خاک کا تلوار ہو گیا

پہلو میں میرے دل ہے کہ دنیا کی آفتیں
یارب میں کس بلا میں گرفتار ہو گیا

شہ بولے سُنکے گیسوئے مشکیں کا واسطہ
آزاد میرا اور گرفتار ہو گیا

کیا بگڑا تیرا اے دلِ توبہ شکن مرے
میں توبہ کرکے اور گنہگار ہو گیا

رحمت کو حکم حق ملا امت کو بخش کر
پوچھو کہ راضی احمدِ مختار ہو گیا

کس نے دکھایا جلوہ کہ ششدر کھڑے ہو تم
کیا تم کو آج اے در و دیوار ہو گیا

یوسف جو میرے آئے تو دُنیا الٹ پڑی
گھر میرا آج مصر کا بازار ہو گیا

لیتا تھا کون میرے دلِ نابکار کو
میرا ہی شیخ تھا جو خریدار ہو گیا

اُستاد نے زبان دی مضمون شیخ نے
دیوان میرا مفت میں تیار ہو گیا

رہتے ہیں اسمیں شیخ بھی خدام شیخ بھی
دل میرا میکدہ شیخ کا دربار ہو گیا

آزاد کو غلاموں میں اونچی جگہ ملی

تیرا ہی لطف اے مرے سرکار ہو گیا

اوج پر آیا ہے اللہ رے اختر اپنا
عرش پر ساتھ ہے مولا کے مقدر اپنا

اپنے مولا ہیں وہ خلد اپنی ہے داور اپنا
بخت اپنا ہے نصیب اپنا مقدر اپنا

دشت طیبہ ہی میں ہے جو دلِ مضطر اپنا
دیکھئے کرتا ہے کب پورا یہ چکر اپنا

تری رحمت کیلئے اے مرے رحمت والے
لیکے آیا ہوں سیہ کاری کا دفتر اپنا

آج جی بھر کے میسر ہوا اُن کا دیدار
بخت جاگا بھی تو جاگا سرِ محشر اپنا

حشر تک پھر تو اندھیرا نہ ہو مرقد میں حضور
آپ اک بار دکھا دیں رخِ انور اپنا

بخت خوابیدہ مرا جاگ اُٹھے گا مولا
کام کر جائے ذرا آپ کی ٹھوکر اپنا

پھر تو کھل جائیگی امت کی جبیں کی تقدیر
وقف کر دیجئے دہلیز کا پتھر اپنا

لیکے جاتے ہیں الگ انکو حضور داور
عاصیوں کا ہے جدا حشر میں محشر اپنا

تیغ ابرو کے اشارہ سے یہ کٹ جائیں سبھی
ہمہ تن ہوئے ہیں آج جو خنجر اپنا

اُن سے پوچھے کوئی کیسی ہے فضائے عالم
سانس لینا بھی جنھیں آج ہے دوبھر اپنا

دیکھ لے دیدۂ تر اسکے ہیں مولا کا ہے
قطرۂ اشکِ ندامت بنا گوہر اپنا

جلوۂ یار نظر آئے تو کیونکر آئے
کور آئینہ ہے جب قلب مکدر اپنا

اپنا دشمن بھی کوئی دل سے نہ بڑھ کر ہوگا
یہی کمبخت بنا آپ ستمگر اپنا

فیض ساقی نے صدا دی ادھر آئیں پیاسے
وقف ہم آج کئے دیتے ہیں کوثر اپنا

حشر میں میرا سیہ نامہ جو دیکھا شہ نے
ہنس کے فرمایا کہ یہ رہنے دو دفتر اپنا

یہ تو گٹھری ہے گناہوں کی بغل میں میرے
تم سمجھتے ہو کہ ہیں لیچلا بستر اپنا

ہمکو معلوم ہے جو کرنا تھا کرتے جو ہیں
اس سے مجبور ہیں قابو نہیں دل پہ اپنا

خاک ہی سی تو چمک اٹھتے ہیں جوہر ای دل / خاکساری ہی سے یہ چمکیگا جوہر اپنا

اور تو کتنا ہی مجبور بنایا ہوتا / ایک قابو میں تو ہوتا دل مضطر اپنا

ذکر آزاد پہ یہ شیخ کرم سے بولے / ہاں برا ہے وہ برا پھر بھی ہے چاکر اپنا

ہمنواؤں کو غزل خاک سنائیں آزاد
چین لینے بھی کہیں دے دلِ مضطر اپنا

وہ دکھلاتے بھی اگر جلوۂ پنہاں اپنا / پھر ذرا سوچیے کیا ہوتا یہ ایماں اپنا

عشق شہ اپنے تو مذہب میں ہے ایماں اپنا / ہے یہی اپنی شریعت یہی قرآں اپنا

دیکھ اے یاس وہ بخشش کا ہے ساماں اپنا / دیکھ وہ آگے بڑھا شافع عصیاں اپنا

جب سے مرجھا گیا اے دل گل خنداں اپنا / کیسا سونا ہوا امید کا بستاں اپنا

اسکی رحمت سے ہوا شافع عصیاں اپنا / ابتو ہے حشر میں سب عیش کا ساماں اپنا

کیسے احسان سے احسان ہیں شہ کے ہم پر / اور اسپر بھی جتاتے نہیں احساں اپنا

عرصۂ حشر ہے یا مصر کا بازار کوئی / جلوہ افروز ہے وہ یوسف ذیشاں اپنا

شعلۂ عشقِ نبی زیر کفن ہے روشن / لیکے جاتا ہوں چراغ تہِ داماں اپنا

باب بخشش وہ کھلا دیکھو وہ اٹھے مولا / دیکھو وہ بند ہوا دفتر عصیاں اپنا

بجلیاں برق تبسم کی گریں پھر بھی حضور / لیکے دل آیا ہے پھر سوختہ ساماں اپنا

کس کرم سے یہ سفارش ہوئی حق سے میری / گو گنہگار ہے لیکن ہے ثنا خواں اپنا

گرم بازار ہے مولا یہ زلیخا بولی / فخر یوسف ہے عجب یہ شہ خوباں اپنا

اس دل تنگ میں آیا ہے تصور کس کا / رشک فردوس بنا آج جو زنداں اپنا

سر کے جھکنے سے نظر آیا ہے کس کا جلوا / کس کا آئینہ ہے یہ چاک گریباں اپنا

مر کے طیبہ ہی میں ملتی ہے حیات جاوید
خاک طیبہ ہے ہمیں ہے چشمۂ حیواں اپنا

اسپہ قرباں ہوں کیا وسعت رحمت نے کہا
لیکے آئے ہو یہی دفتر عصیاں اپنا

فخر اوروں کو ہے یہ آج ہے اپنا دوراں
ہمکو یہ ناز کہ ہے سرور دوراں اپنا

ابتو الجھن میں ہوں اے گیسوؤں والے مولا
کام کر جائے ترا گیسوئے پیچاں اپنا

ابتو ہو جائے کرم سے کوئی مصرع مقبول
ختم کرتا ہے یہ دیوان ثنا خواں اپنا

آج افسانۂ غم پھر ہے زباں پر اپنی
خونچکاں آج ہے پھر دیدۂ گریاں اپنا

پھر وہی آنکھوں میں پھرتی ہے کسی کی تصویر
پھر وہی سامنے آیا غم پنہاں اپنا

پھر وہی چھیڑا ہے بلبل نے کسی کا نوحہ
پھر وہی گل نے کیا چاک گریباں اپنا

در و دیوار پہ پھر آج ہے غم کا فوٹو
پھر بنا پیکر غم کل سر و ساماں اپنا

پھر مرے شیخ کی وہ آئی گرمی برسی
پھر صفر نے وہ دکھایا غم پنہاں اپنا

پھر وہ دن آیا کہ خورشید گیا زیر نقاب
پھر وہ رات آئی کہ ڈوبا مہ تاباں اپنا

آج پھر آئی بھٹکنے کی وہ منزل اپنی
جس میں گم ہمنے کیا خضر سا ذیشاں اپنا

یہ دعا ہے کہ کریم شہ والا یا رب
قرب میں تیرے رہے شافع عصیاں اپنا

یا خدا حشر میں بھی شاہ جماعت میرے
رہیں پھیلائے ہوئے سایۂ داماں اپنا

سنکے یہ شیخ دعا کرتے ہیں اے رب کریم
حشر میں بھی رہے آزاد ثنا خواں اپنا

اسکا بھی علم تو ہے حضرت موسیٰ ہوگا
اسکا اول ہو شرر جلوا ابھی پیدا ہوگا

کیوں نہ اسکو وہاں دیدار خدا کا ہوگا
جسنے حق ہی ہی حق میں یہاں دیکھا ہوگا

کہتے تھے ہوش میں آکر یہ جناب موسیٰ
اللہ اللہ ترا کیا دیکھنے والا ہوگا

بحرِ عصیاں کے بھی ڈوبے ہوئے تر جائینگے
اسکے دریائے کرم میں جو اچھالا ہوگا

حشر تک قبر میں سیا کرتا ہی رہیگا عاشق
جلوہ افروز اگر وہ رخِ زیبا ہوگا

میرے عیسیٰ ترے بیمار کا چارہ ہو مرض
درد بڑھ جائے تو یہ اچھا مداوا ہوگا

دیکھا معراج میں جب شاہ کو بولے موسیٰ
یہ تو خود ہوش ربا دیکھنے والا ہوگا

اپنے بے سایہ کی وہ وسعتِ اماں ہوگی
بر سرِ حشر جو پھیلا ہوا سایا ہوگا

کب مجھے طیبۂ اطہر کی زیارت ہوگی
سامنے آنکھوں کے کب روضہ والا ہوگا

جب بکیگا سرِ محشر کوئی خادم شہ کا
خلد لیجانے میں دیر لگے جو بکتا ہوگا

عاصیوں پہ وہ کرم ہوگا کہ اللہ اللہ
زاہدوں نے نہ کبھی خواب میں دیکھا ہوگا

تمہیں خود دیکھو کہ کیا قہر کو سمجھے عاشق
عمر بھر میں جہاں دیدار تمہارا ہوگا

چھپکے آنکھوں سے پھرا کرتے ہو آنکھوں میں نہیں
چھپنا سکتے ہیں اسی کو بھی چھپنا ہوگا

شیخ کا پیارا ہے حضرت ہی کا پیارا آزاد
پیارا حضرت کا ہی اللہ کا پیارا ہوگا

اتنے غافل جو ہوا آزاد بتاؤ تو ذرا
اس سے کیا فائدہ کیا اس کا نتیجا ہوگا

یارا ہے کہاں مجکو تری حمد و ثنا کا
تو ہستیِ مطلق ہے میں خاکا ہوں فنا کا

کیا رتبہ بیاں ہو سکے اس شاہِ ہدیٰ کا
وہ نور ہے اللہ غنی کس کا خدا کا

اللہ رے یہ بخت ہے بخشندہ رسا کا
واصف بھی بنایا تو شہِ ہر دو سرا کا

وہ اول مخلوق ہے وہ افضلِ مخلوق
وہ اشرفِ مخلوق ہے محبوب خدا کا

عقبیٰ میں ہے سرخیلِ شفاعت ہی بشر
دنیا میں جو ہے صدر نشیں بزمِ ہدیٰ کا

اللہ رے قیامت میں قیامت کی ادائیں
نقشہ ہی نرالا ہے شفاعت کی ادا کا

صورت کا وہ نقشہ ہے کہ وہ نور خدا ہے
سیرت کی وہ صورت کہ ہے محبوب خدا کا

کہتے تھے اسے دیکھ کے موسیٰ شب معراج
کیا طور پہ جلوہ تھا اسی ہوش ربا کا

گھٹتا کبھی دیکھا ہے نہ تھمنا کبھی دیکھا
اس بحر عطا کا ترے اس ابر سخا کا

وہ دیکھو چھپا حاتم و کسریٰ کا ستارا
خورشید یہ چمکا ہے ترے عدل و عطا کا

چارہ ترے بیمار کا ہے درد محبت
پرہیز بتاتے ہیں طبیب اسکو دوا کا

محشر میں نبی سارے ہیں تصویر سی بنکر
دیکھا کئے کیا نقشہ شفاعت کی ادا کا

حلقے میں قمر کے ہیں عجب چار ستارے
یہ چاند کا ہالہ ہے کہ حلقہ ہے ردا کا

یہ رفعت و شوکت نہ کبھی چرخ کو ملتی
منظور ہوا نقشہ مگر پشت دوتا کا

فرماتے ہیں لے لینا ذرا نام ہمارا
کیا خوب سلیقہ وہ سکھاتے ہیں دعا کا

جب خاک نشیں آپ کے مستغنی ہوا ایسے
کیوں سمجھیں نہ پھر تخت سلیماں کو ہوا کا

دھو دھو کے پئیں پانی باندازہ ثنا کے
تعویذ لکھے ہر جو مری ہو نقش ثنا کا

تولیں جو خطائیں مری پلہ رہا ہلکا
بھاری ہی رہا پلہ مرے مولا کی عطا کا

خواہاں ترے الطاف کے سب ہوتے ہیں یا رب
عاشق ترا آزاد تو شیدا ہے بلا کا

دوزخ سے وہ محفوظ ہے جنت ہے مکاں اون
جسکو ملا نقش آپکے نقش کف پا کا

یہ ہستی انساں بھی ہے کچھ ہستی میں ہستی
اک بلبلا پانی کا بگولا ہے ہوا کا

ہر دم جو خطائیں ہیں تو ہر لحظہ عطائیں
کچھ حد نہ خطا کی ہے نہ اندازہ عطا کا

کرنی ہے گذارش مجھے اب شیخ سے اتنی
محتاج نہ ہو وقت ترے دست دعا کا

آزاد کی حالت تو سمجھ میں نہیں آتی
غافل رہے وہ ایسا جو شاغل ہو ثنا کا

پرچم وہ شہ کا ہے سر محشر کھلا ہوا / جس سے چھپا ہے حشر کا منظر کھلا ہوا
اُڑ کر دعائیں پہنچی ہیں باب قبول تک / نام نبی جو بن گیا شہپر کھلا ہوا
دامانِ لطف کس کا بنا پردہ پوش حشر / ایسا چھپا ہے اپنا جو دفتر کھلا ہوا
سر کو جھکا کے چاک گریباں سے دیکھئے / جب جلوہ فروز ہے کوئی منظر کھلا ہوا
یہ کہکے منہ چھپایا ہے خورشید حشر نے / چہرہ کسی کا ہے سر محشر کھلا ہوا
سینہ ہے شہ کا مظہر اسرار صاف صاف / چہرہ ہے شہ کا نور کا مظہر کھلا ہوا
گیسو ہی شہ کی کھیری شفاعت کی دُھن میں کیا / بند قبا بھی ہے سر محشر کھلا ہوا
دامن سے شہ کے رحمت داور ہی سایہ بانٗ / کیا ڈر ہے ہو جو عرصۂ محشر کھلا ہوا
سمجھو نہ غول نفس کو تم اپنا خضر راہ / رہزن چھپا ہوا ہے یہ رہبر کھلا ہوا
کس کے کرم نے باب کرم کھولا اے خدا / ہم اور پائیں خلد کا یوں در کھلا ہوا
عقدہ کشا ہیں شہ کے جو گیسو کھلے ہوئے / بخشش کا عقدہ ہے سر محشر کھلا ہوا
اتنا ہی دیکھا شہ نے کہ نادم بھی ہے یہ ہا / آیا جو سامنے مرا دفتر کھلا ہوا
دیکھو ابھی نکلتا ہے مشرق سے آفتاب / باب قبول توبہ ہے ہم پر کھلا ہوا

آزاد بہرہ ور نہ ہو قسمت کی بات ہے
باب کرم ہے شیخ کا اس پر کھلا ہوا

سوچیے مولا اگر اپنا نہ پنہاں ہوتا / پھر یہ ایمان ہمارا کوئی ایماں ہوتا
عشق آموز نہ گر جلوۂ جاناں ہوتا / پھر تو دل ہوتا نہ دل کا کوئی خواہاں ہوتا
نور افزا نہ اگر عارضِ تاباں ہوتا / پھر ضیا پاتا نہ پھر ماہ درخشاں ہوتا
وہ دل و جاں کا جو مولا مرا مہماں ہوتا / جان دل پر مرے دل جان پہ قرباں ہوتا

جلوہ افزا نہ اگر صاحب قرآں ہوتا
دل میں ایمان نہ ایمان میں ایقاں ہوتا

شہ کے روضے کا جو ادنیٰ سا میں درباں ہوتا
پھر تو کیا کہنا تھا ہم پلۂ رضواں ہوتا

عالم امکان کی ہے تیرے سبب سے تخلیق
تو نہ ہوتا تو کہاں عالم امکاں ہوتا

مصحفِ عارضِ مولا کی میں لکھتا تفسیر
خوش نصیبی سے اگر حافظ قرآں ہوتا

مجھ سیہ رو کو اگر خاک مدینہ ملتی
پھر تو ہر ذرہ مرا مہر درخشاں ہوتا

وہ بھی دن ہوتے کہ طیبہ میں یہ ہوتا مہجور
روضۂ شاہ پہ دن رات غزلخواں ہوتا

گُل جنت سے سوا خار مغیلاں ہوتے
کاش میں ہوتا مدینے کا بیاباں ہوتا

اسطرح چاک بھی ہو کر وہ سلامت رہتا
اے زلیخا جو نہ یوسف کا وہ داماں ہوتا

خندۂ گُل پہ کہا کرتی ہے رو کر شبنم
تو جو انجام نگر ہوتا تو گریاں ہوتا

اُسکے ہاتھوں میں تو پتھر نے پڑھا ہے کلمہ
ہوتا بوجہل جو پتھر تو مسلماں ہوتا

وہ بھی چھپ جاتا تہِ دامن لطف مولا
اس سے دونا بھی اگر حشر کا داماں ہوتا

پوچھتے کیا ہو نکیرین یہ مولا وہ ہے
یہ نہ ہوتا تو نہ ہم ہوتے نہ ایماں ہوتا

شب معراج یہ حیرت زدہ قدسی کیوں ہیں
میزباں ایسے کا کیوں ایسا نہ مہماں ہوتا

گیسوؤں والے ترے کاکلِ مشکیں کے نثار
اُلجھنوں سے ترا ہندی نہ پریشاں ہوتا

اسکو عرفانِ خدا کا جو نہ ملتا ملکہ
پھر تو بیکار ہی یہ طبقۂ انساں ہوتا

قطعہ

خواب میں پھر مجھے مولا کی زیارت ہوتی
پھر میں بیداری میں آئینۂ حیراں ہوتا

پھر تبسم سے ہرے ہوتے مرے زخم جگر
پھر نمک پاش ہر رشتہ کا نمکداں ہوتا

پھر وہ ہی قاش کرم خواب میں ملتی مجھکو
پھر اُسی جوش سے میں چاک گریباں ہوتا

پھر مراقب ہی رہا کرتا یہ خادم دن رات
سر جھکائے ہوئے کیا سر بگریباں ہوتا

شوقِ طیبہ میں مرے دستِ جنوں سے ہر وقت
دامنِ ضبط مرا رشکِ گریباں ہوتا

آج رہ رہ کے وہی آتے ہیں دل میں ارماں
کاش وہ جلوہ فزا قبلۂ ایماں ہوتا

پھر مرے شیخ سرِ بزم خراماں آتے
پھر کوئی تھامے اٹھتے آپ کا داماں ہوتا

عکسِ عارض مرے سینے پہ جو پڑتا شہ کا
دل بھی سینے میں چراغِ تہِ داماں ہوتا

پھر وہی خواب کی باتیں لگے کرنے آزاد
ایسی تقدیر کہاں تھی کہ یہ ساماں ہوتا

تم کو ہر سال جو کرنی تھی یہ شہ کی برسی
کس طرح ایسا مسرت کا یہ ساماں ہوتا

ہم کو تو منزلِ مقصود کا ملتا نہ پتا
شیخ کے شیخ کا گر ہم پہ نہ احساں ہوتا

ہم نہیں کہتے کہ تو خوش ہی ہوتا آزاد
ہاں یہ کہتے ہیں کہ اک خاص مسلماں ہوتا

اُٹھ جائے جو اونچا ذرا پردہ مرے دل کا
پھر دیکھ لیں آنکھیں مری جلوا مرے دل کا

ہوگا نہ کبھی تم سے مداوا مرے دل کا
ہے اور ہی عیسٰی وہ مسیحا مرے دل کا

کیوں دیکھیں نہ آنکھیں مری جلوا مرے دل کا
کعبہ میں نظر آتا ہے قبلہ مرے دل کا

جب لب پہ کبھی آتا ہے ذکرِ شہِ طیبہ
کچھ اور ہی ہو جاتا ہے نقشہ مرے دل کا

گھر بیٹھے مدینے کے لگا یا کرے دل چسکا
آ جائے جو سر میں مرے سودا مرے دل کا

عکسِ رخِ روشن مری آنکھوں کی ضیا ہے
خالِ رخِ مولا ہے سویدا مرے دل کا

ہاں آتشِ عشقِ نبوی اور گرم ہو
ہاں اور بھڑک جائے یہ شعلہ مرے دل کا

میں ہند میں بیٹھا ہوا دیکھا کروں طیبہ
ہو جائے اگر چاک یہ پردہ مرے دل کا

ہر دم یہی جچتی ہے کہ طیبہ ہی کو دیکھوں
ہر دم یہی رٹ ہے یہی کہنا مرے دل کا

جھک جھک کے ملا کرتی ہیں آنکھیں مرے دل سے
یہ دیکھنا دیکھیں کبھی مولا مرے دل کا

بچ جائے یہ اللہ کرے خود دل ہی نظر میں
وہ دیکھنے آئے ہیں تماشا مرے دل کا

محبوب کے صدقے میں ہے یہ ذرہ نوازی
خود عشق نبی ہو گیا شیدا مرے دل کا

کعبہ مرے ایمان کا آنکھوں کا ہے کعبہ
طیبہ کی نہ پوچھو وہ ہے کعبہ مرے دل کا

جو عمر کہ باقی ہے وہ طیبہ ہی میں گذرے
ہر دم یہی رہتا ہے تقاضا مرے دل کا

یاد شہِ بغداد نے پھر مجھکو رلایا
پھر آنکھوں میں آیا وہی دجلا مرے دل کا

یہ شیخ علی پوری کا صدقہ ملا آزاد
لبریز مئے حب سے ہے شیشا مرے دل کا

یہ کیا کہا کہ آنکھوں میں جلوا نہیں رہا
کیا کچھ یہ کم ہے دل سے تو پردا نہیں رہا

شہ سے حجاب کچھ شب اسریٰ نہیں رہا
ایسے ملے ہیں آپ کہ پردا نہیں رہا

اللہ رے فیض شاہ کو دونوں جہان میں
محروم کوئی اپنا پرایا نہیں رہا

قسمت اسکو سرورِ طیبہ نے سنبھالیے
قابو کا میرے یہ دل شیدا نہیں رہا

غفلت نے مطمئن دلِ ناداں کو کر دیا
عقبیٰ کا ذکر کیا غم دنیا نہیں رہا

تقلید مغربی سے تو مسلم کے دل میں بھی
ممتاز کچھ کلیسا سے کعبہ نہیں رہا

دیکھو ذرا کہ وادیٔ ایمن کبھی طور بھی
حسرت سے کہہ رہے ہیں کہ موسیٰ نہیں رہا

ناصح سے شوخیاں ہیں تو زاہد پہ پھبتیاں
رندوں کو کچھ لحاظ کسی کا نہیں رہا

دے دے کے خلد حشر میں لیتے ہیں دل آپ
ناصح بھی کوئی آپ کا سستا نہیں رہا

چل دیگی تو کہیں تنِ بیجاں کو چھوڑ کر
تجھ پر تو میری جان بھروسا نہیں رہا

مرقد میں شہ کو دیکھئے آنکھوں کو حشر تک
شوق لقائے غیر ہی اصلا نہیں رہا

ایسا نہ ہو الٰہی نئی روشنی کے ساتھ
کہہ دیں یہ لوگ دیکھئے پردا نہیں رہا

ظاہر میں دور رہتا ہوں گو اپنے شیخ سے
باطن میں دور میں کبھی اصلا نہیں رہا

آزاد اپنے فعلوں پہ نادم نہ تھا کبھی
یہ بات تو نہیں ہے وہ ایسا نہیں رہا

تیرا اے حسنِ ازل پردے میں پنہاں ہونا
تیرے عشاق کا ہے اور نمایاں ہونا

رحمتِ حق ہے ترا ہادی ذیشاں ہونا
فضل داور کا سبب شافع عصیاں ہونا

جاذب فضل خدا بن گیا اللہ اللہ
حشر میں کاکلِ مولا کا پریشاں ہونا

میر ساماں ہے خود شافع عصیاں میرے
میرا ساماں بنا گیا بے سر و ساماں ہونا

واہ گلزار علی پور ترا کہنا کیا ہے
ترے ہر پھول میں رکھا ہے گلستاں ہونا

ورک شاپ آج علی پور کا جا کر دیکھو
دیکھنا چاہو جو حیوان کا انساں ہونا

میرے ظلمت کدہ میں نور کا آنا اللہ
میرے کاشانے کو لکھا تھا شبستاں ہونا

میں ہوں کیا گھر مرا کیا مری قسمت کا نصیب
اور اسیر مرے شہزادے کا مہماں ہونا

نور اس نور جہانتاب کا ہے نور نظر
جسکے ہر ذرّے کو ہے مہر درخشاں ہونا

تیری جانب جو جھکے جاتے ہیں قلب مومن
اس سے ظاہر ہے ترا قبلۂ ایماں ہونا

آج مسلم گرِ عالم ہے وہ تیرا قبلہ
جس سے سیکھا ہے زمانے نے مسلماں ہونا

دیکھکر نور کو پھر گبر بھی ہرگز نہ کہے
کافرِ عشق کا مشکل ہے مسلماں ہونا

شیخ والا کے رہے حصے میں احساں کرنا
اپنی قسمت میں ہو منتِ کش احساں ہونا

سنتے ہیں بزم میں شہزادے مضامیں تیرے
تجھکو آزاد مبارک ہو غزل خواں ہونا

جان سے بڑھ کے گراں ملتا ہے سودا کسکا
اور سستے ہی ہے سستا دلِ شیدا کسکا

بنکے نقاش نما آیا ہے نقشا کسکا
جلوہ آرا کو دکھا دیتا ہے جلوا کسکا

جلوہ افروز ہے اللہ رے پردا کسکا / کسکے پردہ میں نظر آتا ہے جلوا کسکا

دلِ شیدا پہ کھنچا رہتا ہے نقشا کسکا / چھپ کے آنکھوں سے ہی تکتی ہیں تماشا کسکا

کس کے دیدار کے طالب ہیں جنابِ موسیٰ / دم بھرا کرتے ہیں خود حضرتِ عیسیٰ کسکا

گود میں کس کے ہے خود خواب کی اپنی تعبیر / عالم افروز ہوا نقشِ تمنا کسکا

شام کی شام سے یہ کہتی ہے صبح بطحا / کسکا خورشید چمک اٹھا ہے ڈوبا کسکا

کسکا نقشہ ہو کہ ہے اور یہی نقشہ یارب / صاف آئینہ ہے یہ آئینہ سیما کسکا

ذاتِ اقدس پہ نہ اترائے زمانہ کیونکر / اس نے جو پائی ہے خلقت یہ ہے صدقا کسکا

کیا عجب عائشہ فرمائیں زلیخا دیکھو / یوسفِ حسن بنا حشر میں دولہا کسکا

کس کے ایما سے کھلا حشر میں بابِ جنت / حق کی رحمت بنا محشر میں اشارا کسکا

شہ کی مجنوں سے نہ کچھ قیس کو دینا نسبت / کسکا دلدادہ ہے وہ اور یہ شیدا کسکا

یہ جو کہتے ہو کہ مولا کا ہے طیبہ سچ ہے / یہ بھی تو ساتھ ہی کہدو کہ ہے کعبہ کسکا

دیدۂ و دل ہے آئینہ حیرت کس کے / سر جھکائے ہوئے بیٹھا ہے یہ شیدا کسکا

کسکی یاد آئی کہ ہے ذکرِ خدا ہونٹوں پہ / ذکر آموز بنا بزم میں چرچا کسکا

چار چاند ایسے شریعت کو لگائے کس نے / جلوہ افگن ہے طریقت میں اجالا کسکا

کون عاشق ہے کہ معشوق کا وہ ہی محبوب / خالقِ عشق ہے خود چاہنے والا کسکا

اپنے بے سایہ کا کون آیا ہے سایا بنکر / سارے عالم پہ ہے چھایا ہوا سایا کسکا

کس نے فرمایا مریدوں سے نہ کچھ خوف کرو / سچا ارشاد ہے یہ حوصلہ افزا کسکا

کس نے وہ ہمکو سکھائی ہے صلوٰۃ الاسرار / مشکلوں کے لئے ہے سہل سا نسخا کسکا

کسکا دریائے کرم رہتا ہے ہر دم مواج / رہتا امواج میں ہے فیض کا دریا کسکا

آج ناگور میں محفل ہے یہ محفل کس کی
کسکا جلسہ ہے کسے کہتے ہیں غوث الاعظم
کیوں نہ ہر دم یہاں نازل ہو ہی حق کی رحمت
کیوں نہ مطلوب زمانہ رہے روضے والا
آج ناگور میں یہ جلسہ ہے جلسا کس کا
دستگیر دو جہاں نام ہے پیارا کس کا
کسکا دربار ہے یہ اسمیں ہے روضا کسکا
اُسکی آنکھوں کا یہ تارا ہے یہ بیٹا کس کا

شاہِ جیلاں کا نہ کیوں دل سے ہو شیدا آزاد
جانتا ہے کہ علی پوری ہے بیٹا کس کا

تو وہ پردہ نشیں ہے دل میں تجھکو بارہا دیکھا
اور اسپر دیکھنے والے یہی کہتے ہیں کیا دیکھا

نہ پوچھو ہم سے شہ کو دیکھنے والے نے کیا دیکھا
اُسے دیکھا ہے اُس نے جسکی آنکھوں نے خدا دیکھا

یہ سُنلو دیدہ و دل نے جو دیکھا شہ کو کیا دیکھا
خدا کا نور دیکھا آنکھ نے دل نے خدا دیکھا

کرم کے تیری طالب ہم نے سب جن و بشر دیکھے
بلا کا تیری شیدا ایک تیرا مبتلا دیکھا

شبِ معراج شہ کو دیکھکر قدسی بھی کہتے تھے
بحمد اللہ کہ ہمنے آج یہ نورِ خدا دیکھا

یہ مانا ہمنے ان آنکھوں سے دنیا دیکھ ڈالی ہے
نہ دیکھا روضہ والا تو پھر آنکھوں سے کیا دیکھا

میں دعوی سے یہ کہتا ہوں نہ مانے نی زمانے میں
نہ شہ سا ذی سخا دیکھا نہ شہ سا ذو العطا دیکھا

مری مولا نے دیکھا عرش پر خود عرش والے کو
جو دیکھا طور پر اے حضرتِ موسیٰ تو کیا دیکھا

شبِ اسریٰ کہا یہ عرش نے تیرے سوا مولا
نہ کوئی دوسرا آیا نہ کوئی دوسرا دیکھا

کہا محشر میں نبیوں نے بلائیں لیکے یہ شہ سے
فدا ہو جان جس پر شہ کا وہ حسن ادا دیکھا

کہا جبریل نے شہ سے کہ گو لاکھوں ہی دیکھے ہیں
نہ تم سا دوسرا پایا نہ تم سا دوسرا دیکھا

یہ جتنے دردِ دنیا ہمنے دیکھے جانگزا دیکھے
فقط اک دردِ مولا ہی کو ہمنے جانفزا دیکھا

کہا کرتے تھے شہ کو دیکھکر راہب بھی رشی بھی
نرالا رنگ سب سے آپ کا شاہِ ہدیٰ دیکھا

بہت حسرت سے دیکھا اگر راہوں میں اسکی آنکھوں کو
کہ جس نے آپ کا روضہ حبیبِ کبریا دیکھا

نکالیں گے کوئی اب اور ہی رستہ رسائی کا
ترا رستہ بہت ہی ہم نے آہِ نارسا دیکھا

دکھاتا ہے جو جنت کو بچاتا ہے جو دوزخ سے
وہ شہ کا نقشِ پا پایا وہ شہ کا نقشِ پا دیکھا

اُٹھایا جب دُعا کو شہ نے گردوں سے ندا آئی
اثر مٹھی میں ہے جس کی وہ یہ دستِ دعا دیکھا

بچایا تو نے اُمت کو بسایا تو نے جنت کو
کرم کیا کیا نہ تیرا شافعِ روزِ جزا دیکھا

میں خادم اُس کا ہوں جو خادمِ فرزندِ مولا ہے
ملا ہے خوش نصیبی سے یہ کیسا سلسلہ دیکھا

خطا سے جو نہ چوکا ہم نے وہ آزاد کو پایا
عطا سے جو نہ بھولا شہ کا وہ دستِ دعا دیکھا

کوئی آسان ہے یوں مشکلیں آساں کرنا
شہ سے سیکھے مرِ محشر کوئی احساں کرنا

سارے عالم میں بتوں کی تو خدائی یا رب
ایک بندے نے تو ہے دنیا کا مسلماں کرنا

کام اُلجھے ہوئے سُلجھا گیا جانم قرباں
کاکلیں شہ کا سرِ حشر پریشاں کرنا

بندہ ہیں گیسوئے مولا کا ہوں اے دستِ جنوں
پھندہ گردن کا مری تارِ گریباں کرنا

مرا مرقد تو ہے ظلمت کدہ آ کر مولا
چشمِ الطاف کی للہ چراغاں کرنا

عہدِ میثاق ہے آساں نہیں کہہ دینا بلیٰ
اے مری روح ذرا سوچ کے پیماں کرنا

میں مرا ہوں مرے ارمان ہیں زندہ دل میں
زندے کا اچھا نہیں خاک میں پنہاں کرنا

دل کو زنداں میں مرے قید ہیں دل کے ارماں
ہاں ذرا دستِ جنوں چاکِ گریباں کرنا

مہرِ محشر نے بڑی ذون کی سے رکھی ہے
اے مرے مولا ذرا گیسو پریشاں کرنا

شب کو آزاد کے گھر ذرہ نوازی کی ہے
میرے خورشید سے سیکھے کوئی احساں کرنا

شکر ہے مکّے میں وہ کعبۂ ذیشاں دیکھا
پہنچے طیبہ میں تو وہ قبلۂ ایماں دیکھا

کہتی ہیں آنکھیں کہ دیکھا نہیں شہ کو ہمنے
دل سے جب پوچھتی ہیں کہتا ہی ہاں ہاں دیکھا

آنکھوں نے دیکھا ہی طیبہ میں تو شہ کا روضہ
دلِ شیدا نے مگر کعبۂ ایماں دیکھا

کامیابی نے کہا طیبہ میں ہنسکر مجھ سے
اسطرح پورے ہوا کرتے ہیں ارماں دیکھا

دولتِ حج بھی ملی دولتِ صحت بھی ملی
اپنے مولا کا یہ احسان پہ احساں دیکھا

کون ایسا ہے کہ جس پر نہیں احسان ترا
ہمنے کعبہ بھی ترا بندۂ احساں دیکھا

بخشوادی ہے سرِ حشر خدائی شہ نے
اور اسپر بھی جتاتے نہیں احساں دیکھا

آنکھ والوں نے تو طیبہ ہی میں جنت دیکھی
روضۂ شاہ پہ رضوان کو درباں دیکھا

گل نرگس نہیں تیرے روضہ پہ جاکر آنکھیں
ٹکٹکی باندھے انہیں ششدر و حیراں دیکھا

کعبہ پر کسکی نظر ایسی پڑی ہے یا رب
رات دن اسپہ جو عشاق کو قرباں دیکھا

تیرے صدقے میں ہوئی مجھپہ یہ حق کی رحمت
تیرے صدقے میں یہ اللہ کا احساں دیکھا

تیرے صدقے میں ملا کعبۂ اقدس مجھکو
تیرے صدقے میں وہ عرفات کا میداں دیکھا

تیرے صدقے میں ترا روضۂ انور پایا
تیرے صدقے میں نکلتا ہوا ارماں دیکھا

تیرے صدقے میں ملا مجمع احباب یہ پھر
تیرے صدقے میں مُحبوں کو غزلخواں دیکھا

تیرے صدقے میں ملے شیخ جماعت ہمکو
تیرے صدقے میں وہ بیخود سا سخنداں دیکھا

تیرے صدقے میں یہ آزادؔ نے جلسہ پایا
تیرے صدقے میں سرِ بزم یہ ریحاں دیکھا

خدا کا بندہ ہے بندہ جناب شاہ جیلاں کا
نبی کا شیدا ہی شیدا جناب شاہ جیلاں کا

نبی کو یہ دکھاتے ہیں نبی حق سے ملاتے ہیں
خدا کا جویا ہی جویا جناب شاہ جیلاں کا

ہوا واصل سے جو واصل اُسے واصل ہی کہتے ہیں
خدا کا شیدا ہے شیدا جناب شاہ جیلاں کا

خدا رکھے سلامت گنبدِ خضرائے طیبہ کو
کہ اُسکا سایا ہے روضہ جناب شاہ جیلاں کا

ہے قالب عشق مولا کا جسے بغداد کہتے ہیں
اور اُسمیں جان ہے روضا جناب شاہ جیلاں کا

فدا یہ جان سو دل سے جناب شاہ جیلاں پر
ہے دل سو جان سے شیدا جناب شاہ جیلاں کا

ولایت زیرِ پا اُنکے ولی زیرِ قدم اُنکے
تعالی اللہ زہے پایا جناب شاہ جیلاں کا

جنابِ شیخ عبد الحق بجا ارشاد کرتے ہیں
تصرف رہتا ہے ہر جا جناب شاہ جیلاں کا

ہمیشہ طالبانِ علم دیں سیراب ہوتے تھے
وہ علمِ دیں بہا کیا دجلا جناب شاہ جیلاں کا

ہے دربار ناگوری شہِ جیلاں کا یہ قایم
کہ اسمیں ہوتا ہے چرچا جناب شاہ جیلاں کا

صبوحی کش یہاں آتے ہیں مستانِ الست آکر
رہے قایم یہ میخانہ جناب شاہ جیلاں کا

مرے اُستاد نجو کو خدا رکھے زمانے میں
کہ بیٹا اور ہے شیدا جناب شاہ جیلاں کا

مرادہ شیخ والا عاشقِ سرکار جیلاں ہے
ہیں شیدا اسکا وہ شیدا جناب شاہ جیلاں کا

دعا آزاد کو بھی ہم یہی دیتے ہیں اب دل سے
کہ اسکے سر پہ ہو سایا جناب شاہ جیلاں کا

غُبارِ روضۂ شہ یوں بنے کحل البصر میرا
الٰہی بخت کس کا لایا تھا نورِ نظر میرا

ترازو بنکے رہجاتا کبھی تیرِ نظر شہ کا
الٰہی سن لے کیا کہتا ہے دل میرا جگر میرا

نگاہیں روضۂ شہ سے نہیں آئیں میں آیا ہوں
اُلجھ کر جالیوں میں رہ گیا تارِ نظر میرا

بلائیں شہ کی گیسو کی کبھی عارض کی لیتا ہے
تصور کام کرتا ہے یہی شام و سحر میرا

رُلائے خون وہ جوش جنوں اب دشتِ طیبہ میں
کہیں ہو لختِ دل میرا کہیں لختِ جگر میرا

تمنا اتنی باقی ہے کہ اک ٹھوکر بھی لگ جائے
الٰہی رہگزر ہو میرے شہ کی اور سر میرا

بنی نوع بشر میں سب سے بدتر اک بشر میں ہوں
پھر اس پر دعویٰ رکھتا ہوں کہ ہے خیر البشر میرا

کیے جا اپنی سی اے چارہ گر اتنا میں کہتا ہوں
کسی چوکھٹ کا صندل چاہتا ہے دردِ سر میرا

الٰہی ہوں تبسم سے نمک افشاں شہِ خوباں
کہ رکھتا ہے مذاق ذائقہ زخمِ جگر میرا

شبِ اسریٰ ذرا دیکھیں نکل کر دیکھنے والے
فلک پر چل رہا ہے کیسا وہ رشکِ قمر میرا

یہ عاصی قابلِ بخشش ہے داور سے کہا شہ نے
کیا ہے کیسا دو لفظوں میں قصہ مختصر میرا

نشاں تر دامنی کا کیا رہے محشر میں جب آئیں
ادھر بحر کرم شہ کا ادھر داماں تر میرا

ہوا ہے چاک جس کے غم میں وہ ٹانکے لگائیگا
نہیں سل سکتا تجھ سے بخیہ گر چاکِ جگر میرا

تمنائے مدینہ پھر کہیں ٹکنے نہیں دیتی
ہوائے شوق پر ہوں اب نہ گھر میرا نہ در میرا

سیہ نامے کو میرے کھلنے کب دیتا کرم شہ کا
خدا سے بخشوا دینا تھا جب مد نظر میرا

الٰہی داغ ہو عشق نبی کا میرا سینہ ہو
الٰہی گیسوئے شہ کا ہو سودا اور سر میرا

گذارش نامہ یہ دربار میں پہنچاتا ہے ہر دم
تصور ہے کہ ہم دوشِ ملائک نامہ بر میرا

عجب کیا لطف مولا حاضری پر ایسا فرمائے
جگہ دینا کہ پھر آیا وہی خستہ جگر میرا

فقط خواہش ہے اتنی سی مرا ممدوح یہ کہدے
کہ واصف ہے مرا آزاد منظورِ نظر میرا

الٰہی جانب ملک عدم میرا سفر جب ہو
کرم ہو شاہ کا تیرے کرم سے ہمسفر میرا

ترے محبوب کی مدحت میں جو دیوان میرا ہے
الٰہی ہو یہی توشہ یہی زادِ سفر میرا

میں اس غفلت میں بھی آزاد اتنا ہوش رکھتا ہوں
کہ ہے شاہ جماعت ایک شیخ باخبر میرا

آنکھوں نے ابھی دیکھا ہے دربار تمہارا
اللہ دکھائے انہیں دیدار تمہارا

ملجائے مری آنکھوں کو وہ نور کا سرمہ
دیکھا کریں ہر سمت ہی دیدار تمہارا

سوچا کیے ہم حشر کو لو اب یہ کھلا ہے
اللہ کا دربار ہے بازار تمہارا

سرکار جہاں وہ ہے وہ مولائے جہاں ہے
جو ادنیٰ پرستار ہے سرکار تمہارا

سُن سُن کے فترضیٰ ہمیں سب کہتی ہے دنیا
اب اونچا بہت چڑھ گیا بازار تمہارا

کونین میں ہے کون کہ جو تم کو خریدے
ہاں ایک ہے وہ ایک خریدار تمہارا

معراج میں ہیں آپ ہمیں کہتی ہے خلقت
اونچا ہے بہت طالع بیدار تمہارا

موسیٰ بھی طلبگار ہیں جلوہ کے تمہارے
عیسیٰ کو سرِ چرخ ہے آزار تمہارا

کونین بھی پھر پلے میں پاسنگ ہی ہوتے
یوسف کو اگر ملتا یہ بازار تمہارا

اُمت کے خریدار ہو تم نقد کرم سے
ہے فضل سے اللہ خریدار تمہارا

نسبت مجھے سلماں سی ہے غیروں سے چھڑاؤ
خدمت میں یہ خادم رہے سرکار تمہارا

محشر میں رہے لاج مری شافع محشر
ہو جائے نہ رسوا سر بازار تمہارا

وہ شیخ دیا تم نے کہ دنیا کو ہے معلوم
فرزند ہے یہ کیسا طلبگار تمہارا

فریاد ہے اب فکر کے پھندے میں پھنسا ہے
آزاد غلام اور ہے گرفتار تمہارا

ردیف ب

تیرے کرم ہیں سرورِ ذیشاں عجب عجب
امت پہ روز ہوتے ہیں احساں عجب عجب

دیکھا ہے جب سے خواب میں جلوہ حضور کا
لائے ہیں رنگ دیدۂ گریاں عجب عجب

دنیا ہے اُسکے سایہ میں عقبیٰ پناہ میں
کرتی ہے کام وسعتِ داماں عجب عجب

فرقت وصال وصل یہ نسخے ہیں مختلف
ہوتی ہیں دردِ عشق کے درماں عجب عجب

کعبے کی آرزو ہے مدینے کا اشتیاق
رہ رہ کے دل میں آتے ہیں ارماں عجب عجب

معراج سے پلٹ کے یہ تھا قول آپ کا
رحمت نے کیا دکھائے ہیں ساماں عجب عجب

تیرہ صدی کے بعد بھی دیکھے جو آنکھ ہو
اعجاز کیا دکھاتا ہے قرآں عجب عجب

حصے میں تھیں ہمارے ہزاروں کرامتیں
کرتے تھے کام پہلے مسلماں عجب عجب

ذرے بنے زمیں کے جو تارے تھے چرخ کے
ہیں رنگ تیری گردشِ دوراں عجب عجب

قطب شمال ہیں کبھی قطب جنوب ہیں
قطب جہاں ہیں مرشد ذیشاں عجب عجب

آزاد کیا عجب ہے کہ فرمائیں خود حضور
پیدا ہوئے ہیں خادمِ حسّاں عجب عجب

پیدا ہوا حبیبِ خدا کا ادب ادب
اترا زمیں پہ عرش کا تارا ادب ادب

توصیفِ شہ کا تجھ کو ہو یارا ادب ادب
بیجا ہے اے زباں تجھے دعویٰ ادب ادب

اے دل یہی ہے فرض کہ پاسِ ادب رہے
اے شوق روک دستِ تمنا ادب ادب

لازم وضو ہے اشکِ ندامت سے اے نگاہ
دیدارِ مصطفیٰ کا تقاضا ادب ادب

نکلے نہ بے درود کوئی لفظ اے زباں
توصیفِ مصطفیٰ کا ارادا ادب ادب

ہے نائبِ رسول کی آزاد انجمن
مسند نشیں ہے شیخ ہمارا ادب ادب

پھر بخت جاگ اٹھے مرا بیدار ہو نصیب
سوتے میں تجھ کو جو ترا دیدار ہو نصیب

اے دل جو شب کو جلوۂ رخسار ہو نصیب
پھر دن کو کیوں نہ مطلعِ بیدار ہو نصیب

چھینٹا ترے کرم کا جو دوزخ پہ جا پڑے
بجھ جائے نارِ نار کو گلزار ہو نصیب

آنکھیں ترس رہی ہیں زیارت کو آپ کی
کس کا نصیب لاؤں جو دیدار ہو نصیب

پائے نگاہ شوق میں مہندی کا کام دے
گلزار راہ طیبہ کا جو خار ہو نصیب

کیا اسکو ڈر ہو حشر میں خورشید حشر سے
طیبہ کا جس کو سایۂ دیوار ہو نصیب

جو سر جھکائے سامنے وہ سرفراز ہو
گردن کشوں کو قہر کی تلوار ہو نصیب

جنت سے کام مجکو نہ دوزخ کا ڈر مجھے
طالب ہوں تیرا نور ہو یا نار ہو نصیب

آتا ہے جی میں طور پہ جا کر دعا کروں
یارب ترے حبیب کا دیدار ہو نصیب

سرہند کو چلے ہو تو آزاد کیا عجب
حضرت سے تم کو خدمت سرکار ہو نصیب

دیکھوں اِن آنکھوں سے دیدار نبی کا یارب
ابتو بر آئے مرے دل کی تمنا یارب

جیتے جی دیکھ لوں دُنیا میں تماشائے بہشت
میرے مولا کا دکھا دے مجھے روضا یارب

ہے قیامت کی سرِ حشر ندامت مجھکو
بخشدے مجھکو برائے شہ بطحا یارب

تیرا پیارا ہے جو اعلیٰ سے بھی اعلیٰ وہ نبی
اُس کی اُمت میں ہے یہ ادنیٰ سا ادنیٰ یارب

بخشدے مجکو کہ ہوں تیرے نبی کا مداح
میری بخشش کو یہ کافی ہے سہارا یارب

نبھ ہی جاتے ہیں کچھ اچھوں میں برے بھی اکثر
میں برا ہوں تو مرا شیخ ہے اچھا یارب

آرزو اتنی ہے باقی ترے آزاد کی اب
جیتے جی دیکھ لے یہ مکہ مدینا یارب

ردیف پائے فارسی پ

خادم زمانہ آپ کا شاہ زمن ہیں آپ
ممنون کل جہان شہ ذوالمنن ہیں آپ

مہکا دیا جہان کو باغ حدیث سے
اعجاز اسی پہ ہے کہ غنچہ دہن ہیں آپ

قدسی تھے لوٹ گیا شب اسریٰ حضور پر
کہتا تھا عرش آئیے میری پھبن ہیں آپ

سمجھا تھا ایک آپ نے رنج و نشاط کو
غربت میں یوں تھے گویا کہ زیب وطن ہیں آپ

مجروح مشت خاک سے فوج عدو ہوئی
قرباں قضا ہے جس پہ وہ ناوک فگن ہیں آپ

ہیں شیخ میرے نائب محبوب کبریا
درماں درد و دافع رنج و محن ہیں آپ

آزاد یہ طفیل ہے نعت رسول کا
مشہور جو جہان میں اہل سخن ہیں آپ

ردیف تائے فوقانی ت

جب تجھکو بنایا تھا سلطان رسالت
رحمت کو بنایا ترا دیوان رسالت

ہیں تا بہ ثریا آپ کے خاصان رسالت
اللہ رے یہ آپکا فیضان رسالت

بدلی کا ہے چاند بھی پھر مہر قیامت
سایہ کرے جو حشر میں دامان رسالت

تھراتے ہیں سات فلک جسکی زمیں کے
ہے اتنا بلند آپ کا ایوان رسالت

مسجود ملائک ہوا آدم ترے باعث
اللہ رے اسے رتبہ ذیشان رسالت

فرمان رسالت ہے جو فرمان خدا ہے
فرمان خدا ہے جو ہے فرمان رسالت

منظور تھا سب میرے ہی محبوب کی چاہیں
نبیوں سے لیا جاتا تھا پیمان رسالت

یوں خاتمہ بالخیر ہوا اس بحر معرا کا
اقرار خدا اور ہوا ایمان رسالت

وہ شیخ ملا تجکو ترے لطف و کرم سے
بے شبہ جو ہے نائب ذیشان رسالت

یہ ذرہ نوازی ہے تری شان کرم کی
آزاد کو جو کہتے ہیں حسان رسالت

گفتم که درد جانفزا گفتا که آزار من است
گفتم که خوشتر در جہاں گفتا که بیمارِ من است

گفتم که محبوبت کسے گفتا نہ دانی نور را
گفتم که چندان قدر او گفتا که مختارِ من است

گفتم که شانِ رفعتش گفتا شبِ اسرے نگر
گفتم که حد دیدنش گفتا که دیدار من است

گفتم که منشورِ ازل گفتا ہمیں قرآن من
گفتم حدیث مصطفیٰ گفتا که گفتار من است

گفتم که مہر و قہرِ تو گفتا ہمیں خلد و جحیم
گفتم که حشرِ کل جہاں گفتا که بازار من است

گفتم که سودائے زیاں گفتا زمن بیگانگی
گفتم بہ سود ہر زیاں گفتا طلبگار من است

گفتم که وجہ قربِ تو گفتا نوافل در سحر
گفتم غذائے روحِ ما گفتا که اذکار من است

گفتم نوائے خوش نوا گفتا که آہِ عاشقاں
گفتم که وقتِ خوش ادا گفتا شبِ تار من است

گفتم چہ گویم کعبہ را گفتا بگو بیت الحرم
گفتم چہ گوئی طیبہ را گفتا که دربار من است

گفتم که سلطانِ جہاں گفتا گدائے درگہم
گفتم سلیمانِ زماں گفتا ہوادار من است

گفتم مقرب ہائے تو گفتا مراقب ہائے من
گفتم که خضرِ راہ ایں گفتا یکے یار من است

گفتم که آں یارت کجا گفتا علی پور سیداں
گفتم که شغل و کار آں گفتا که اذکار من است

گفتم که چشمِ پاک او گفتا نگاہ لطف من
گفتم خرامِ ناز او گفتا که رفتار من است

گفتم که دست بیعتش گفتا بدستم میرسد
گفتم که ہر کس یار او گفتا که آں یار من است

گفتم ثنا خوانان تو گفتا ہمہ شاگرد من
گفتم زبانِ خسروی گفتا گہربار من است

گفتم فقیر و بادشاہ گفتا ہمیں ممدوح تو
گفتم که آزاد گدا گفتا گرفتار من است

دیکھ لے دیکھ لے اے نورِ نظر آ چکی رات
چہرہ رخ یہ پہنچے ہیں وہ رشکِ قمر آ چکی رات

جس کے یہ نور کے ذرے ہیں فلک پردہ ہے
کیوں نہ پھر ماند پڑیں شمس و قمر آ چکی رات

نور خود جاتے ہیں نوری ہیں جلو میں لاکھوں
طور ہی طور ہے ہر راہگذر آجکی رات

دیکھنے جاتے ہیں عقبیٰ میں جو حالت ہوگی
آکے پھر دینگے ہمیں اُس کی خبر آجکی رات

دیدۂ دل میں جو مولا کے رہا ہے ہر دم
اب تو دیکھیں گے اُسے دیدۂ سر آجکی رات

کوئی تنہا نہیں معراج میں جاتے مولا
بخت بھی اپنا ہے ہمراہ سفر آجکی رات

جا کے دیکھے گا جو پیارے کو پیارا اُس کا
کیوں نہ پھر پیارا ہو پیارے کا سفر آجکی رات

کیسی سج دھج ہے نئی کیسی نرالی ہے پھبن
کیسا دولہا بنا وہ والا گہر آجکی رات

کیوں نہ جی بھر کے اُسے دیکھینگی شہ کی آنکھیں
سرمہ مازاغ کا ہے نور بصر آجکی رات

ضبط کب اُنسے ہو معراج نبی کی فرحت
موتی برسائیں نہ کیوں دیدۂ تر آجکی رات

مسجد اقصیٰ سے جب شاہ سوئے چرخ چلے
رہ گئی تھک کے وہیں حد نظر آجکی رات

سدرہ سے آگے قدم شہ کا جو پہلا اُٹھا
رہ گئے پھر وہیں جبریل کے پر آجکی رات

نور حق مسجد اقصیٰ میں ہے اب جلوہ فگن
کیوں نہ ہو شام کی پھر نوری سحر آجکی رات

دل یہ کہتا ہے کہ صدقے میں اُتارو مجھکو
میں بھی قربان ہوں کہتا ہے جگر آجکی رات

مانگ لے مانگنے والے دل کھول کے حق سے آزاد
ٹوٹا پڑتا ہے دعاؤں پہ اثر آجکی رات

ردیف ٹ

یا نبی روضۂ اقدس پہ بلالو جھٹ پٹ
یہ تو ارمان مرے دل کا نکالو جھٹ پٹ

یا نبی حسرتِ دل اسکی نکالو جھٹ پٹ
اپنے مشتاق تجلی کو سنبھالو جھٹ پٹ

لڑکھڑاتے ہیں قدم سر پہ ہے بار عصیاں
یا نبی حشر میں گرتے کو سنبھالو جھٹ پٹ

پھونکے دیتی ہے مجھے گرمیٔ مہرِ محشر
اپنی دامن میں ذرا بڑھ کے چھپا لو جھٹ پٹ

یہ تمنا ہے رہوں اُس کی رضا پہ راضی
یہ نہیں کہتا ہوں دوزخ سے بچا لو جھٹ پٹ

دلِ ویراں میں ہمارے ہو تمہارا مسکن
کچھ بھی مشکل نہیں چاہو تو بنا لو جھٹ پٹ

مجھکو ہے فکر کہ بگڑا ہوا ہے میرا نصیب
تم اگر چاہو تو بگڑے کو بنا لو جھٹ پٹ

دیکھ لوں روضۂ انور کو مدینے آ کر
میری مولا کوئی پہلو تو نکالو جھٹ پٹ

حضرتِ شیخ سے جا کر کوئی کہدے اتنا
اپنے خادم کو ذرا آ کے سنبھالو جھٹ پٹ

بزم میلاد میں آئے ہیں ملائک آزاد
نعت کی کوئی غزل تم بھی سنا لو جھٹ پٹ

ردیف ثائے مثلثہ ث

ہم کو پیدا کیا خالق نے نبی کے باعث
بالیقیں بخشے گا ہم سب کو اُسی کے باعث

رحمتِ حق نے کہا ملتی ہے جنت تم کو
لیسلو مکّی مدنی مطلبی کے باعث

گرم بازاریٔ جنت ہے کسی کا صدقہ
سرد بازاریٔ دوزخ ہے کسی کے باعث

داورِ حشر نے فرمایا یہ رحمت سے ہمیں
جاؤ بخشے گئے تم آج کسی کے باعث

کیسے قسمت کے دھنی تھے وہ مہاجر سارے
مل گئی خلد غریب الوطنی کے باعث

جب کہا حشر میں دوزخ نے بچو گے کیونکر
سب گنہگار پکارے کہ نبی کے باعث

شافعِ حشر مری بھی ہو شفاعت مولا
حضرت شاہ علی پوری ولی کے باعث

کیا عجب رحمتِ خالق سرِ محشر کہدے
بخشا آزاد تجھے نعت نبی کے باعث

ردیف ج

پڑھتا ہوں میں نبی پہ درود و سلام آج
اللہ سے ہمکلام ہے میرا کلام آج

بختِ رسا نکالدے اتنا تو کام آج
دربارِ مصطفےٰ میں ہو میرا سلام آج

یہ کہدے جاکے روضۂ اقدس پہ ای صبا
بیتاب ہند میں ہے کسی کا غلام آج

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر
جاری یہی ہے میری زباں پر کلام آج

کلمہ بھی ہے زبان پہ جاری درود بھی
نام خدا کے ساتھ نبی کا ہے نام آج

پروانہ میرے نام کا جاری ہو یا نبی
ہوتا ہے حکم آئے ہمارا غلام آج

مقبول کیا بلال کی خدمت ہوئی حضورؐ
حوروں کے رخ کا خال ہے رنگِ غلام آج

محشر میں انبیا نے کہا یہ حضور سے
ہم سب کا پیشوا ہے تو خیر الانام آج

آئیں جو شیخ حضرت بیخود سے میں کہوں
ملنے کہ آئے نائب خیر الانام آج

درباں بنائیں آقا تو جبرئیل یہ کہیں
آزادؔ کیوں ہمارا بھی ہوگا سلام آج

نامِ سحباں کا مٹا ہے مری تقریر سے آج
یہ شرف مجھکو ملا نعت کی تاثیر سے آج

خاکِ طیبہ جو ملی سارا جہاں ہے اپنا
کام کیا ہمکو رہا سرمۂ تسخیر سے آج

سرِ تسلیم ہے خم میرا رضائے شہ میں
ہے نہ بخشش سے غرض اور نہ تعزیر سے آج

پہنچا طیبہ میں نہ میں طیبہ نہ میں نے دیکھا
دل خفا مجھ سے ہے شکوا مجھے تقدیر سے آج

مصحف رخ سے ترے کہتے ہیں اگر گیسو
خوبی ثابت ہے تری آیت و تفسیر سے آج

دل صد چاک سے بنے شانہ گیسوئے نبی
یہ تمنا ہے مری نالۂ شبگیر سے آج

شہ کا وہ حکم ہے کاغذ بھی بخوفِ تعزیر
چھپتا پھرتا ہے پسِ آئینہ تصویر سے آج

بنکے گر جاتا ہے ایوانِ خیالی حضرت
ہے خرابی کو لگاؤ مری تعمیر سے آج

سوئے بتخانہ چلے خیر سے کعبے پہنچے
کام کیا اپنا بنا گردشِ تقدیر سے آج

یہ تمنا ہے کہوں شیخ سے جا کر اپنے
پہنچے طیبہ میں یہ خادم کسی تدبیر سے آج

یادِ گیسوئے نبی کا ہوا پابند آزاد
اسکو زنداں سے غرض ہے نہ ہے زنجیر سے آج

اللہ نے خلوت میں بلایا شبِ معراج
مہمان کو دیدار دکھایا شبِ معراج

پایا نہ تھا جو آپ نے پایا شبِ معراج
دیکھا نہ تھا جو آپ نے دیکھا شبِ معراج

پہنچا ہے سرِ عرش جو مولا شبِ معراج
امت کا ستارا ابھر آیا شبِ معراج

کھنچ کھنچ گیا وحدت کا وہ نقشا شبِ معراج
پردا تھا فقط نام کا پردا شبِ معراج

کیا کھینچ لیا عشق کو حسنِ ازلی نے
اللہ رے وحدت کا وہ جذبا شبِ معراج

خلوت میں کوئی قید زمانے کی کہاں تھی
کل پر نہ رہا وعدۂ فردا شبِ معراج

حق بیں وہ نگاہیں ہوئیں کچھ اور بھی حق میں
مازاغ کا وہ سرمہ لگایا شبِ معراج

اللہ نے محبوب کو کیا کیا نہ دکھایا
جب لطف سے دیدار دکھایا شبِ معراج

موسیٰ نے کہا شاہ سے لے جانِ برادر
حصہ تھا ترا تو نے جو پایا شبِ معراج

رہتی وہی کیوں آئینہ پیکر تھے وہ مولا
تھا سامنے یکتائی کا جلوا شبِ معراج

اب دل کے برابر ہوئیں آنکھیں بھی تو شہ کی
بے پردہ وہ آنکھوں میں در آیا شبِ معراج

ہو شاہدِ رویت مرا محبوب جہاں میں
اس واسطے دیدار دکھایا شبِ معراج

حیرت میں سبھی عالمِ بالا کے مکیں تھے
محبوب نے وہ جلوہ دکھایا شبِ معراج

کیا چاندنی ہوتی کہ کہیں چاند نہیں تھا
تھا چرخ پہ جب گیسوؤں لا شب معراج
لے کر جو گئے تھے وہ سر عرش تمنا
بر آئی وہ مولا کی تمنا شب معراج
غش حضرت موسیٰ ہوئے اک جبکی جھلک سے
وہ جلوہ سر عرش دکھایا شب معراج
حق بیں وہ بنا دیں گے زمانے کو نظر سے
حق بیں ہی نہیں ہیں شہ بطحا شب معراج
اب اور نظر آتے ہیں وہ اہل نظر کو
ہے اور سے کچھ اور ہی جلوا شب معراج
جب شیخ نے اسرے کا ہمیں راز بتایا
اب ہم پہ کھلا ہے ترا رتبا شب معراج

مل جائے کرم سے ترے آزاد کو صدقہ
کرتا ہے ہمیشہ ترا چرچا شب معراج

ردیف چ

کیوں تجکو بنایا ہے ذرا بہر خدا سوچ
کیا کرتا ہے کیا حکم ہے یہ بھی تو ذرا سوچ
پیدا ہوا تجھ سے تو بہت پہلے ترا رزق
اسکی تجھے کیا فکر ہے اس کی تجھے کیا سوچ
اک جان ہے اس پہ بھی غم ہر دو جہاں ہے
دنیا کی الگ فکر ہے عقبیٰ کی جدا سوچ
دم سے ترے بس جا چکا یہ درد مدینہ
اس کی تو مسیحا تو کوئی اور دوا سوچ
ہر سانس پہ ہر سانس کا اب رہتا ہے کھٹکا
کیا گذرا ہے کیا گذریگا ہر دم ہے جدا سوچ
امید نہیں اپنوں سے بیگانوں کا پھر کیا
اے دل ہوئی اب اور زمانے کی ہوا سوچ
دنیا کے نہ قابل ہوں نہ عقبیٰ کے ہوں لایق
اسکی ہے جدا فکر مجھے اسکی جدا سوچ
کب شیخ کے ارشاد کی تعمیل ہوئی ہے
منہ ڈال کے تو اپنے گریباں میں ذرا سوچ

آزاد جو کچھ ہونا ہے وہ ہو کے رہیگا

پھر فائدہ کیا فکر سے اتنا تو ذرا سوچ

ردیف حائے حطی ح

ہر حمد تیری اے مرے رحمان ہے صحیح
جس میں ہو حمد تیری وہ دیوان ہی صحیح

سچے ہیں آپ آپکا فرمان ہے صحیح
سچی ہر ایک حدیث ہے قرآن ہے صحیح

سچا خدا ہے آپکا سچے رسول آپ
ایمان کی تو یہ ہے یہ ایمان ہے صحیح

بعد از خدا بزرگ ہیں شہ کائنات میں
سچا یہ اعتقاد یہ ایمان ہے صحیح

کمبخت کیوں نہ کہہ اُٹھے ارشاد فاران
یا صادق وامیں ترا فرمان ہے صحیح

شمشیر براں آپ کا خُلق عظیم ہے
تسخیر ملک دل کو یہی شان ہے صحیح

ہم کو بتایا پانچ تو سو حصے خود کیا
یہ رنگ سچا رنگ یہ احسان ہے صحیح

کر یاد حق تو رات کو سونے کو قبر ہے
آزاد میرے شیخ کا فرمان ہے صحیح

ردیف خائے معجمہ خ

خالق ہو جبکہ فضل سے خود مہربان شیخ
خلقت کے دل میں کیوں نہ ہو پھر عزو شان شیخ

سرکار طیبہ جبکہ ہوں خود میزبان شیخ
سارا زمانہ کیوں نہ ہو پھر میہمان شیخ

کیا ہو بیان اسکا کہ کیا ہے بیان شیخ
لاکھوں ہی دل کی ایک ہے گویا زبان شیخ

صورت سے میرے شیخ کی آتی ہے یاد حق
ذکر خدا کی گویا ہے تصویر شانِ شیخ

ہر سانس کیوں نہ یاد میں پھر گذرے آپکا
ذکر خدا ہی جبکہ ہو ورد زبانِ شیخ

خالق ہے رتبہ داں مرے سرکارِ طیبہ کا
ایسے ہی شادِ طیبہ ہیں خود رتبہ دانِ شیخ

جب ہو زمینِ شیخ بھی صدر رشکِ آسماں
کیا ہوگا پھر بتائے کوئی آسمانِ شیخ

ملحق ہے اُس سے کعبہ تو ملصق ہے طیبہ بھی
بیت خدا و بیت نبی ہے مکانِ شیخ

عالم ہیں سارے صوفی ہیں حافظ ہیں متقی
اک آفتاب فیض ہے سب خاندانِ شیخ

کیا وصف خاک سے ہو بھلا نورِ پاک کا
میری زبان اور ہو اس سے بیانِ شیخ

فیضان کس کا جاری ہے ایسا زمانہ میں
رکھتا ہی خُلق کون جہاں میں لبانِ شیخ

ذرہ ہوں میں بھی مہرِ درخشانِ شیخ کا
سینہ ہے میرا مخزنِ رازِ نہانِ شیخ

نسبت نہ عندلیب کو آزاد سے ہے کچھ
وہ نغمہ خوانِ گل ہے یہ ہے مدح خوانِ شیخ

ردیف دال مہملہ د

ایمن کا تماشا ہے تجلائے محمد
موسیٰ نے بھی دیکھا رُخِ زیبائے محمد

بالا سے ہے بالا قد بالائے محمد
لولاک لما خلعت زیبائے محمد

آئینہ دل اپنا ہے مہرِ جہانتاب
پڑ جائے جو عکس رخ زیبائے محمد

میں خواب میں آنکھیں بھی قدم سے نہیں ملتا
ڈرتا ہوں کہ نازک ہیں کفِ پائے محمد

میں سچا ہوں دعوی میں مرا دعوی ہے سچا
ملجائے خدا ہاں جسے ملجائے محمد

کیا جادۂ توحید رسالت کا ہے رستہ
شیدائے خدا بن گیا شیدائے محمد

موسیٰ نے جو دیکھا تھا سرِ طور وہ جلوہ
تھا شمع تجلی میں تجلائے محمد

کہہ دیجیے بے شبہ کہ یہ عرش خدا ہے
وہ منزلِ دل جس میں کہ آجائے محمد

ارشاد ہے کس لطف کا یعطیک فترضیٰ
فرمائے ہو گا کہاں شیدائے محمد

میں گیسوئے مشکیں کے تصور میں ہوں مجنوں
ہے محملِ دل میں مرے لیلائے محمد

قربان ہوں اس رحمتِ باری کے میں ای یاس
وہ دیکھ شفاعت پہ اُتر آئے محمد

دل میں جو ہے ایمان تو ایماں میں ہے ایقان
ایقان میں رخشاں ہے تجلائے محمد

کیوں قبلے کو ہم اپنے نہ احمد کبھی کہہ دیں
پھر جاتا ہے سوئے رخِ زیبائے محمد

باتوں کا تھا اعجاز کہ دل چھین لیے تھے
گھر کرتے تھے پتھر میں سخن ہائے محمد

وہ قطب شمالی ہیں سوئے وسط جنوبی
کب آئیں گے حضرت مرے شیدائے محمد

پوچھے گا سر حشر جو آزاد سے اللہ
کیا لایا ہے کہہ دے گا تو لائے محمد

سر سے ہے تا بقدم چشمِ عنایت احمد
اسمیں کچھ شک نہیں ہے آیت رحمت احمد

ترے احسان سے اک بات ہے بخشش سرور
تیرے الطاف سے آسان قیامت احمد

غیر ممکن بھی ترے لطف سے ممکن بنجائے
تیرے قبضہ میں ہے گویا یدِ قدرت احمد

خلد میں دیکھ کے امت تری رضوان بولا
تجھ سے آباد ہوا خانۂ جنت احمد

دیکھی شوکت شبِ معراج تو بولے موسیٰ
اللہ اللہ تری شان کی رفعت احمد

کلکِ قدرت نے لکھا ہے درِ جنت پہ یہی
اُسکا گھر ہے جسے دلوائیگا جنت احمد

کیوں نہ ہو فخرِ رسل ذاتِ مقدس تیری
تجھ پہ نازاں ہوئی خود شان رسالت احمد

خواب کو اپنے میں بیداریٔ قسمت سمجھوں
کاش رویا میں دکھادیں مجھے صورت احمد

تیرے فیضانِ کرم ہی کا اثر ہے مولا
شیخ والا کی جو ہے مجھ پہ عنایت احمد

ہو قیامت میں نہ محروم شفاعت آزاد

ہے گنہگار مگر ہے تری امت احمد

راضی اللہ رہے اے مرے سرور احمد
مجھ سے راضی رہے اے خالقِ اکبر احمد

نام نامی ترا یوں ہو ہمیں ازبر احمد
دل میں ہو وصل علی اور زباں پر احمد

تیرے ہوتے نہیں کچھ خوف ہمیں محشر کا
دب گیا تجھ سے ہر اک فتنۂ محشر احمد

سرفرازی اسے کل ہوگی خدا کے آگے
جس نے سر آج جھکایا ترے در پر احمد

رکھے گا سر پہ سرِ حشر وہ تاجِ جنت
جس نے رکھا ہے ترے حکم کو سر پر احمد

تیرے دنداں سے اگر اسکو نہ دیتے تشبیہ
نہ چمکتا کبھی اس طرح یہ گوہر احمد

مہر و مہ کی ہے زمانے میں چمک کا یہ سبب
ہے ضیا بخش تمہارا رخِ انور احمد

آپ آئیں گے نظر حشر میں دولہا سب کو
سہرا باندھینگے شفاعت کا جو سر پر احمد

یاد آتی ہے اسے کاکلِ مشکیں تیری
شمع سے جلتا ہے پروانہ جو اکثر احمد

رد نہیں ہوتی دعا نام سے حضرت کی کبھی
بگڑی بنجاتی ہے جو آئے زباں پر احمد

حشر میں آج جو کرتے ہیں سفارش میری
ہیں نواسے ترے یہ اے مرے سرور احمد

میں غلام انکا ہوں آزاد میں انکا خادم
میرے آقا ہیں محمد مرے سرور احمد

الا یا ایہا الساقی کہ زارت زار میگردد
بدہ جامے کہ از جرعش جہاں سرشار میگردد

سرت گردم کہ دشواری تو منت کش سہل است
ز بخت من اگرچہ سہل ہم دشوار میگردد

دل و جانم نثار خال رخسار شہے باشد
کہ گردش از رحمت حق صورت پرکار میگردد

ز احسانش بلائے رنج دنیا سہل تر باشد
ز الطافش رہ عقبیٰ ہمہ گلزار میگردد

نگاہ لطف فرما اے عزیز مصر محبوبی
کہ از فیض جمالت رونق بازار میگردد

زگردش ہائے چشمانت شکایت ہائی آرم
زبخت خویش می نالم کہ او ہر بار میگردد

بمحراب خم ابروئے تو سجدہ بجا آرم
ازاں کاہیدہ مہ چوں ابروئے خمدار میگردد

منور ہر دو عالم شد ازاں حُسنے کہ میداری
ز آں حُسنے کہ از وے رونق بازار میگردد

بیا در میکدہ بنگر کرامت ہائے ساقی را
کہ دیوانہ زچشم مست او ہشیار میگردد

صبا بگذر بہ شیخ ما بپرس از وے بصد منت
کہ آزاد تو خوابیدہ چساں بیدار میگردد

ردیف ذال ذ

اپنی ہستی یہ ہے دیوان کا نازاں کاغذ
بنگیا نعت نبی سے جو گلستاں کاغذ

دیکھئے پہلے تھا اوراق پریشاں کاغذ
شہ کے شیرازۂ مدحت سے ہے دیواں کاغذ

گل رخسار نبوت کی ثنا ہے اس میں
مرے دیوان کا ہے رشک گلستاں کاغذ

اللہ اللہ شہ امی کی ہے کیا کیا تعلیم
دیکھو قرآن کا ہے حافظ قرآں کاغذ

میں نے حضرت کی سخاوت کی جو لکھے مضموں
گوہر افشاں ہے قلم اور زر افشاں کاغذ

انکے مضمون مٹا دیتے ہیں جہل و ظلمت
میری غزلوں کا بنا مہر درخشاں کاغذ

حضرت شاہ جماعت علی میرے مولا
آپکے نام سے اب رہتا ہی نازاں کاغذ

شافع حشر کی توصیف ہے اسمیں آزاد
تیری بخشش کا ہے نگا یہی ساماں کاغذ

ردیف رائے مہملہ ر

دل میں پردا بھی ترا رہتا ہے جلوا ہو کر
آنکھ میں جلوہ بھی رہتا ہے تو پردا ہو کر

سب سے اچھا رہا دل آپ کا شیدا ہو کر
کنج وحدت میں یہ مجنوں رہا لیلیٰ ہو کر

عالمِ امر میں وہ نور ہویدا ہو کر
عالمِ خلق میں چمکا رخِ زیبا ہو کر

بے نیازی کی عجب شان ہے اللہ اللہ
اُسکا عاشق بھی رہا خلق میں رسوا ہو کر

جلتی ہے تجکو زباں باغ میں سوسن بنکے
تکتی ہے آنکھ تجھے نرگسِ شہلا ہو کر

حسنِ معشوق بھی عشاق کا خواہاں نکلا
اُسکا پردہ بھی رہا پردے میں جلوا ہو کر

ہستی پاتا ہے وہ ہی کھو دے جو اپنی ہستی
قطرہ دریا سے ملا کرتا ہے دریا ہو کر

دل کے پردہ میں تو دیکھا ہے اُسے جلوہ نما
کبھی آنکھوں میں بھی آئیگا تماشا ہو کر

کون مولا کے سوا ایسے کا گاہک ہو گا
جو دو عالم سے بھی مہنگا رہا سستا ہو کر

اپنے مجنونوں سے چھنوا دی ہے خاکِ صحرا
اور خود محمل دل میں چھپے لیلیٰ ہو کر

خاک پر سجدے جو کرتا تھا کہیں گے اُس سے
رنگ لایا ہے دوپٹہ تیرا میلا ہو کر

زندگی موت ہے اس شخص کی میری نزدیک
آپ سے دور جو ہو آپ کا شیدا ہو کر

اپنی ہستی پہ یہ پھولا ہوا کیوں ہے انساں
کیوں سمجھتا ہے پہاڑ اپنے کو ذرہ ہو کر

سال بھر رہتا ہوں میں شیخ سے اپنے چھپ کر
ہجر قسمت میں لکھا لایا ہوں شیدا ہو کر

کہتے ہیں حضرتِ بیخود کا ہے شاگرد آزاد
یہی رکھتا ہے زباں داغ کا پوتا ہو کر

جب خالقِ اکبر ہو ثنا خوانِ پیمبر
اک سوچنے کی بات ہے پھر شانِ پیمبر

خالق سے ملایا ہمیں انسان بنایا
احسان سا احسان ہے احسانِ پیمبر

جب مانو نگا اے دل تجھے تو کام کا دل ہے
ہو عشق خدا کا تجھے ارمانِ پیمبر

ہم وہ ہیں کہ رکھتا ہے خدا بھی تو ہمیں دوست
قسمت کے سکندر رہیں غلامانِ پیمبر

اے بخت رسا لیکے مدینے کی طرف چل
اکبار بنا دے مجھے مہمانِ پیمبر

اے بیخودیٔ شوق سنبھالے ہوئے مجھکو
ہاتھوں سے نہ چھوٹے کہیں دامانِ پیمبر

کہتی ہے یہی جان فدائی ہوں نبی کی
کہتا ہے یہی دل میں ہوں قربانِ پیمبر

ہاں داغ ولائے نبوی ماند نہ ہونا
اے صل علے مہر درخشانِ پیمبر

گو تابش خورشید قیامت بھی غضب ہے
ٹھنڈک بھی بہت ہے تہِ دامانِ پیمبر

کوثر کو لٹاتا ہوں ادھر آؤ پیاسو
محشر میں پکارے گا یہ فیضانِ پیمبر

دعویٰ ہو فصاحت کا تو لاؤ کوئی سورة
کہتا ہے فصیحوں سے یہ قرآنِ پیمبر

نغموں سے قیامت کو بھی دن بند نہ ہوگا
ہوں مرغ نوا سنج گلستانِ پیمبر

عالم ہیں وہ عامل ہیں وہ صوفی ہیں وہ سید
ہیں شیخ مرے نائب ذیشانِ پیمبر

اعمال جو اچھے ہوں تو کیا بات ہے آزاد
مقبولِ خدا ہونگے ثنا خوانِ پیمبر

چھپے کیونکر ملے کیونکر وہ بندوں کا خدا ہوکر
کہ پتے پتے سے ظاہر ہوا ہے کم نما ہوکر

وہ پہنچے عرش پر کعبے سے خود اپنی دعا ہوکر
اُتر آئے وہ کعبے میں ہمارا مدعا ہوکر

شب اسریٰ بنا عین الیقین حق الیقیں کیسا
گئے تھے آپ حق بیں بنکے آئے حق نما ہوکر

خدا کی بنکے رحمت وہ ابھی نازل زمیں پر ہیں
ابھی عرش خدا کی زیب تھے شانِ خدا ہوکر

مجسم رحمت باری سراپا فضل داور ہیں
یہاں وہ مصطفےٰ ہوکر وہاں وہ مجتبیٰ ہوکر

کلام حق ہے اور تیری زباں ہے سینہ ہے دل ہے
ملا نور خدا سے نور بھی نور خدا ہوکر

دل و جانم فدا بادا عجب بندہ نوازی ہے
غلاموں کے وہ شیدا ہیں حبیب کبریا ہوکر

تری شمشیر خُلق اعلیٰ کی معجز نمائی ہے
کہ سب اہل جفا آخر رہے اہل وفا ہوکر

ترے بیماروں کا بنتی ہے چارہ رحمتِ خالق
کہیں حرفِ دعا ہو کر کہیں صرفِ دوا ہو کر

تری چاہت بنا دیتی ہے مولا خود غلاموں کو
بلال آقا بنا شاہوں کا اک بندا ترا ہو کر

ترا یہ جلوہ اے نورِ خدا محشر میں امت کے
سیہ نامے منور کرتا ہے نورِ خدا ہو کر

عجب رحمت پہ رحمت ہے عجب احساں پہ احساں ہے
شفیعِ حشر ہونا آپ کا شاہِ ہدیٰ ہو کر

چراغِ خانہ بے روغن دمِ رحلت قیامت ہے
یہ ساماں رکھتے تھے گھر میں شہِ ہر دوسرا ہو کر

عجب ہے چارہ فرمانا م تیرا اپنی امت کا
اثر میں خود اثر ہو کر دعا میں خود دعا ہو کر

تصور عمر بھر یارب رہے اس بانکی چتون کا
قضا بھی میری جب آئے تو شہ کی اک ادا ہو کر

ادھر نیکی بڑھائی ہے ادھر عصیاں کو پھونکا ہے
ادھر بدر الدجیٰ ہو کر ادھر شمس الضحیٰ ہو کر

تعجب ہے کہ کیونکر وصل میں یہ جسم رہتا ہے
تعجب ہے کہ کیونکر جیتے ہیں تجھ سے جدا ہو کر

پرِ پرواز دے اے شوق جو طیبہ میں جا پہنچے
رہا جاتا ہے میرا بخت بخت نارسا ہو کر

دکھا دے درگہِ رشکِ سلیماں آج طیبہ میں
اٹھا کر دوش پر لے روح بیچل تو ہوا ہو کر

مری لے خودنمائی چھوڑ دے للہ اب مجھکو
کبھی تو بوریئے پہ بیٹھوں میں بھی بے ریا ہو کر

عنایت سے تری اے شیخ مجھ پر فضلِ باری ہے
مقدر میرا نازاں ہے ترا دستِ دعا ہو کر

ترا آزاد بیخود تیری مدحت میں رہے مولا
اڑائے جامِ کوثر یہ ترا محوِ ثنا ہو کر

اس قدر بیتاب ہے جب حسنِ پنہاں دیکھ کر
دل پہ کیا بنتی مرے حسنِ نمایاں دیکھ کر

تھے ادھر حیرت میں حضرت ساز و ساماں دیکھ کر
عرش تھا حیراں ادھر حضرت کو مہماں دیکھ کر

دیکھتے ہیں جو بھی حسنِ بے پردہ تو کیونکر دیکھتیں
جب جھپک جاتی تھیں آنکھیں حسنِ پنہاں دیکھ کر

دشمنِ جانِ خلق مولا سے بنے ہیں جاں نثار
سرکشوں کے سر جھکے ہیں شہ کا احساں دیکھ کر

گرمیاں وہ آفتاب حشر کی کیا ہو گئیں
اوس سی کیوں پڑ گئی مولا کا داماں دیکھ کر

عشق کے قابل نہ نکلے جب زمین و آسماں
دیدیا انساں کو پھر ظرف انساں دیکھ کر

شہ کے جلوے سے بنا تصویر عاشق قبر میں
محو حیرت تھے فرشتے اسکو حیراں دیکھ کر

چلنا پھرنا شہ کا یاد آیا کہیں دیوانے کو
اتنا جو رویا ہے وہ طیبہ کی گلیاں دیکھ کر

شہ کے مجنوں نے اڑائیں پہلے تو خود دھجیاں
پھر پڑا الجھن میں خود تار گریباں دیکھ کر

خواب میں دیتا تھا جنت کوئی طیبہ کی عوض
چونک اٹھا شوریدہ یہ خواب پریشاں دیکھ کر

کم نہیں رہنے کا سایا حشر والوں کے لئے
دامن محشر بنا ہے شہ کا داماں دیکھ کر

بولی رحمت شہ کی امت ہے تو جنت کسکی ہے
حشر میں مولا کے گیسو کچھ پریشاں دیکھ کر

غیب پر ایمان مومن کم سے کم اتنا تو ہو
ایک ذرہ بھر بڑھے اس کا نہ ایماں دیکھ کر

میری رحمت بن گئی میری شفاعت ہو گئی
مجھکو حیراں دیکھ کر مجھ کو پریشاں دیکھ کر

تھا اندھیرے میں مراقبہ یہ ہوئی خلوت شکن
جل گیا پروانہ کیا شمع کو سوزاں دیکھ کر

دشت غربت میں رلاتی تھی ہمیں یاد وطن
صبر سا کچھ آ گیا گور غریباں دیکھ کر

جانشین داغ کے ساغر سے میں سرشار ہوں
بیخودی طاری نہ کیوں ہو میرا دیواں دیکھ کر

اللہ اللہ خُلق حضرت پھر گیا آنکھوں میں کیا
شیخ کا آزاد سے انساں پہ احساں دیکھ کر

دل کے پردے ہی میں رہتا ہے وہ پنہاں ہو کر
آنکھ میں بھی تو کبھی آئے نمایاں ہو کر

اسکے قربان کہ خود ہادی ذیشاں ہو کر
کتنا احسان کیا شافع عصیاں ہو کر

اسکے پردے نے تو یہ دھوم مچائی اے دل
جلوہ کیا کرتا خدا جانے نمایاں ہو کر

اس کرم پر دل و جان کیوں نہ ہوں اپنے قربان
کام امت کا بنا آئے وہ مہماں ہو کر

ہوش اڑ جائیں تو اُڑ جائیں بلا سے اُنکی
اک جھلک کاش دکھا دیں وہ نمایاں ہو کر

گرمیٔ مہر قیامت ہوئی راحت کا سبب
اُٹھی رحمت کی گھٹا شاہ کا داماں ہو کر

اے جنوں چاک گریباں سے نہ چھوٹی گردن
اور پھندا بنا یہ تار گریباں ہو کر

کسکو معلوم تھا ہو جائیگا یثرب طیبہ
رشک فردوس بنے گا یہ بیاباں ہو کر

اے نکیرین کرم شاہ کے دیکھے تم نے
ساتھ آئے ہیں مرے میرے نگہباں ہو کر

کہتے تھے غار حرا میں نہیں آتا پڑھنا
آئے فاران پہ جو صاحب قرآں ہو کر

میرے سے گر توشہ ڈھوتے تھے ترا پاکس نے
اسی اک چشم ندامت نے تو نیساں ہو کر

داغ عشق نبوی اور کفن سے چھپ جائے
یہ تو چمکیگا چراغ تہ داماں ہو کر

دل میں لیجاؤں گا میں مصحف رخ کا مضمون
کیا عجب اٹھوں جو میں حافظ قرآں ہو کر

اُسکے جلوے سے بنا قبر میں عاشق تصویر
حشر تک آنکھ نہ پھر جھپکی جو حیراں ہو کر

آرزو دل میں رہی کعبے کی حسرت نکلے
شوق طیبہ رہا دل میں مری ارماں ہو کر

خلد میں بھیجا ہے دوزخ سے بچا کر شہ نے
کتنا احسان کیا بر سر احساں ہو کر

اُلجھنوں سے سیہ کاروں کو نکالا کیسا
حشر میں گیسوئے مولا نے پریشاں ہو کر

کس کے صدقے میں ملا ہے ہمیں دین ایماں
سوچے اتنا تو کوئی دل میں مسلماں ہو کر

یہ تمنا ہے مری دفتر اعمال مرا
پیش داور ہو تو ہو نعت کا دیواں ہو کر

اُس سخنور پہ مجھے آتا ہے کتنا افسوس
نعت حضرت نہیں کہتا جو مسلماں ہو کر

فضل خالق سے بنا واصف مولا آزاد
حضرت شاہ جماعت کا ثنا خواں ہو کر

یہ چھُپ چھُپ کے دکھانا جلوہ خلاق جہاں ہو کر
نہاں ہیں یوں عیاں ہو کر عیاں ہیں یوں نہاں ہو کر

سنبھالا کیا ہی دنیا میں نبی نے مہرباں ہو کر بچایا کیا ہی عقبےٰ میں شفیع عاصیاں ہو کر

سمجھتا ہوں کہ میں بھی کچھ ہوں مور ناتواں ہو کر سلیماں آج میرے گھر جو آئے مہماں ہو کر

مرے اُستاد میرے گھر میں آئے مہماں ہو کر ادائے شکر کر تو ہر بُن مو اب زباں ہو کر

تنِ بیجاں میں ڈالی جان تم نے مہماں ہو کر بجا ہے میرا یہ کہنا کہ آئے میری جاں ہو کر

بتائے اب کوئی مجھکو میں اپنے گھر کو کیا سمجھوں کہ گھر پر میرے وہ آئے خدا کے مہماں ہو کر

فصیح الملک داغؔ دہلوی کی جانشینی کو لگائے چار چاند اُستاد نے کیا خوش بیاں ہو کر

کیا ہے نام روشن داغؔ کا تو نے زمانے میں بڑھایا رتبہ شاگردی کا اُستادِ جہاں ہو کر

کسی سحر البیاں کو سامنے تیری حقیقت کیا کیا ہے بند تو نے ناطقہ معجز بیاں ہو کر

زباں اُردو کی تیری ایک خانہ زاد لونڈی ہے جو ہے محبوبۂ عالم تری طرز بیاں ہو کر

تری بندش کی خوبی نے ستارے جڑ دیئے اسمیں زمینِ شعر کیوں نازاں نہ ہو پھر آسماں ہو کر

تری ذاتِ مقدس سے مفخر آج دِلّی ہے ہوئی ممتاز دِلّی کی زباں تیری زباں ہو کر

بلاغت کیوں نہ اترائے ترا حُسنِ ادا بنکے فصاحت کیوں نہ نازاں ہو ترا حُسنِ بیاں ہو کر

تری بندش ادا تیری تخیل دلربا تیرا کوئی لائے کہاں سے لاکھ میں اہلِ زباں ہو کر

سخنور جس کو کہتے ہیں کہ یہ فیضانِ خالق ہے وہ حصے میں ترے آیا ہے خود تیری زباں ہو کر

خطا میری کہ برسوں سے نہ خدمت میں ہوا حاضر عطا تیری کہ تو آیا مرے گھر مہماں ہو کر

بنی آزادؔ منزل اب تو بیخود میکدہ تیرا ہوا ہے کیا سے کیا میرا مکاں تیرا مکاں ہو کر

یہ تیرا فیض ہے تیرا کرم ہے تیرا صدقہ ہے سناتے ہیں جو شاعر نظم تجھکو خوش بیاں ہو کر

جنابِ حضرتِ اقدس کا ہے احسان پر احساں کہ تجھ سے شاہ اُردو کو وہ لائے شاہجہاں ہو کر

خدا رکھے سلامت دونو ہی یہ میرے قبلہ ہیں کرم فرماتے ہیں دونو ہی کیا کیا مہرباں ہو کر

ہے مالک آج تو اردو زباں کا بیخود والا
کرے آزاد جو تیرا وصف کیا کچھ مجھ زباں تجھ

عرش پہ جاتے ہیں امت کا نصیبا لیکر
فرش پر آتے ہیں رحمت کا وثیقا لیکر

دن بھی روشن ہے رخ نور کا صدقا لیکر
رات بھی مشکیں ہے گیسو کا اُتارا لیکر

آئے جب عرش سے وہ حسن دل آرا لیکر
نذر کرنے کو بڑھے ہم دل شیدا لیکر

سرکشوں سے خم ابروئے نبی کہتا ہے
رکھدو سر سجدے میں تم نام خدا کا لیکر

جلوہ افروز ہے فاراں پہ وہ لیکر قرآن
نور حق چمکا ہے کیا نور خدا کا لیکر

چاہتے کیا ہیں خدا جانے نبی کے عاشق
خلد میں جاتے ہیں جو طیبہ کا نقشا لیکر

دل بیتاب وہاں طیبہ بھی ملجائے گا
چل تو کعبے کو ذرا نام خدا کا لیکر

لے تو بیٹھے تھے نکیرین سے لیکن عاشق
حشر تک بولے نہ پھر نام تمھارا لیکر

نقد جاں آپ کے بازار میں آکر مولا
ختم سب ہوگیا اک آپ کا سودا لیکر

شب جوانی کی کہاں آگیا اب بال سفید
پیری آئی ہے مری صبح کا تارا لیکر

پہلے تو دیکھا اُسے پھر کہا شہ نے مجھ سے
آئے ہو نامۂ اعمال تو اچھا لیکر

فرش کل سج گیا سامان بہت ہی باقی
عرش سے آئے خدا جانے وہ کیا کیا لیکر

بیٹھے تھے قبر میں جب شہ نے سنبھالا تھا ہمیں
اُٹھے ہیں قبر سے اب شہ کا سہارا لیکر

اب تو کچھ اور سمجھتے ہیں اُنھیں اہل نظر
عرش سے آئے وہ کیا جلوۂ یکتا لیکر

داور حشر نہیں پاس ہمارے کچھ بھی
شافع حشر کا آئے ہیں سہارا لیکر

داور حشر نہ پوچھ آئے ہیں جو مرکے غریب
گرتے پڑتے تری رحمت کا سہارا لیکر

تھا یہ منظور کہ رحمت ہو مجسم الہی
ڈھالا رحمت کو قد شاہ کا سایا لیکر

ہم تو کہہ اُٹھتے اگر شیخ سے ہوتے عاشق
آدمی عشق کرے نام ہمارا لیکر

مژدہ باد اے دل پژمردہ وہ آیا ساقی
ساغرِ دنیا میں اعجاز مسیحا لیکر

ہم دکھائیں گے تمہیں کوئی نبی کا نائب
آؤ دل تھامے ہوئے دیدۂ بینا لیکر

میں بھی اُس بیخود والا کا ہوں شاگرد آزاد
آیا دنیا میں ہے جو نظم کا حصہ لیکر

دیدہ و دل چلو آزاد کے میخانے کو
ساقی آیا ہے کوئی ساغر و مینا لیکر

نامِ خدا جو دل میں ہے احمد زبان پر
اہل زمیں ہیں وجد میں شور آسمان پر

مختار حشر جنت و دوزخ کا فیصلہ
کسکی زبان پر ہے تمہاری زبان پر

گنہہ کو اُسکی ڈھونڈتے تھے خود ہی گم ہوئے
کیا کیا گمان ہم کو تھے اپنے گمان پر

اللہ رے ذکر اُس شہ عالیمقام کا
صل علےٰ کا شور ہے ہفت آسمان پر

اہل فلک تو کہتے ہیں مولا زمیں پہ ہے
اہل زمیں سمجھتے ہیں ہے آسمان پر

اللہ رے خوبی اس ترے حُسن کلام کی
لاکھوں کا دل فدا ہے تری اک زبان پہ

نازاں ہیں دونو کیا شب معراج شاہ سے
یہ آسماں زمیں پہ زمیں آسمان پر

اللہ رے محویت سرِ غوغائے حشر بھی
جُوں بھی چلی نہ آپکے مجنوں کے کان پر

ایسے سیاہ نامے سے میری بلا ڈرے
میری نجات رکھی ہے شہ کی زبان پر

دُنیا کا رنج و غم ہے تو عقبیٰ کی فکر و خوف
دونو جہاں کا بوجھ ہے ننھی سی جان پر

پوچھا جو اُس نے حشر میں کس بات پر ہے ناز
کہدوں گا ہاتھ باندھ کے رحمت کی شان پر

عاشق تمہارا عاشق محبوب حق ہے
اے شیخ لطف اور ہوا اس خستہ جان پر

آزاد رنگ نعت ہیں یہ گلفشانیاں
بیخود کا رنگ آیا ہے تیری زبان پر

ردیف زائے منقوطہ

چشم مومن میں بسا رہتا ہے تیرا اعجاز
حق نے بخشا ہے نبی تجھکو نرالا اعجاز

سنگریزے کف منکر میں ہیں تیری شاہد
اللہ اللہ تمہارے شہ والا اعجاز

یوں تو ہر شان ہے اعجاز سراپا گویا
ہے مگر خُلق عظیم آپ کا اعلیٰ اعجاز

آپکے معجزے ہیں حد بیاں سے باہر
آپکی ذات مقدس ہے سراپا اعجاز

تیرے احکام شریعت میں ہی کیا کیا حکمت
تیرے ارشاد مقدس میں ہے کیا کیا اعجاز

ایک سورۃ بھی کہی جائے نہ قرآں جیسی
لاکھ اعجازوں کا ہے ایک یہ کیسا اعجاز

حضرت شاہ جماعت علی قبلہ میرے
میرے مولا کا بیاں کرتے ہیں کیسا اعجاز

شہ کے ہر رنگ میں ہے شان نرالی آزاد
کیا بیاں کیجیے مولا کے ہیں کیا کیا اعجاز

نہیں ملتا ہے کسی میں بھی نبی کا انداز
کیا اچھوتا ہے نرالا ہے انوکھا انداز

تیرا خواہاں ہے خدا تجھپہ نبی ہیں عاشق
حُسن پیارا ہے ترا تیرا ہے پیارا انداز

خَلق میں تیری ہدایت کا نرالا نقشا
حشر میں تیری شفاعت کا انوکھا انداز

تیرے الطاف میں ہے رنگ نرالا سب سے
تیرے اشفاق میں ہی سب سے اچھوتا انداز

کھینچ لے جان کو رگ رگ سے نہ کیوں حُسن ترا
چھین لے دل کو نہ کیوں سینے سے تیرا انداز

حجرۂ عائشہ شب کو بنا رشک خورشید
تیرے قربان تبسم ہیں یہ کیسا انداز

ماہ کامل سے سوا ہے رُخ روشن کی جھلک
عائشہ کہتی ہیں تھا حُسن کا ایسا انداز

تم پہ ہے حضرت حسان کا سایہ آزاد
نعت گوئی میں بتاتا ہے تمہارا انداز

ردیف سین مہملہ

جو برس گذری مدینے میں وہ ہی اچھا برس
یا الٰہی بھیجدے اس سال تو ایسا برس

جس برس میں حج میسر ہو زیارت ہو نصیب
زندگی بھر میں جو پوچھو تو وہ ہی اچھا برس

داغ عصیاں سب دُھلیں ہم جبکے پہنچوں طیبہ میں
اے مرے ابر کرم ایسا برس ایسا برس

سانس ہی اک عمر گذری یاد حضرت میں اگر
اور دوری میں تو اک اک سانس ہے صدہا برس

آہ اُٹھتی ہے اگر دل سے بہت اچھا اُٹھے
چشم تر گر تو برستی ہے بہت اچھا برس

شیخ کا وعدہ ہے بیکا نیر آئینگے ضرور
یا الٰہی کون سے دن ہوگا وہ اچھا برس

جس نے مکے والوں کی کایا پلٹ دی سر بسر
ہے وہی آزاد حضرت کی نبوت کا برس

یوں تو حضور رہتے تھے ہر دم خدا کے پاس
اظہار قرب کرنا تھا لیکن بلا کے پاس

ڈھونڈا کہاں کہاں نہ ترے لامکاں کو شیخ
پایا تو ہمنے پایا در مصطفیٰ کے پاس

قربان وصل اور یہ ادنیٰ حجاب خوب
پردے میں کچھ بتانا تھا شاید بٹھا کے پاس

شہ کی دعا ہو اور اثر کا ہو انتظار
یہ تو لگا ہی رہتا ہے دست دعا کے پاس

ہیں آپ اُسکے دل میں خدا اسکے دل میں ہے
کیا کچھ نہیں ہے آپکے اس مبتلا کے پاس

اُڑ جائے کیوں نہ ظلمت عالم جہان سے
قرآں کا نور بھی تو ہے شمع ہدیٰ کے پاس

نکلا نہ نیر دفتر عصیاں دوبارہا
شہ کی عطا تھی حشر میں میری خطا کے پاس

اے غوث پاک مدحت مولا قبول ہو
کچھ بھی نہیں ہے اور ترے بینوا کے پاس

آزاد تیرے شیخ کو تیرا خیال ہے

سینے سے وہ لگائیں گے تجھکو بلا کے پاس

ردیف شین منقوطہ

ہوتے ہیں شاہِ زمین و آسماں مہمانِ عرش
اس لئے ایسا سجا ہے سب سر و سامانِ عرش

اللہ اللہ آج کیسا ہے عروجِ سروری
آپ ہیں کرسی نشیں عرش کے مہمانِ عرش

والیٔ اُمت کی مہمانی پہ نازاں عرش ہے
کیوں نہ اُمت آپکی پھر ہو ترِ دامانِ عرش

عرش بھی تیرا شبِ اسریٰ بنا ہے فرشِ پا
تیرے خالق نے بنایا جب تجھے مہمانِ عرش

عرش منزل کی زمیں پر ہے یہی آرام گاہ
آپکے روضے کو ہے کہنا بجا ایوانِ عرش

دیکھ لی معراج میں مہماں نوازی آپنے
کیوں نہ ہو مہماں نوازِ دو جہاں مہمانِ عرش

اللہ اللہ آپکے نائب بھی ہیں بالغ نظر
شیخ کی نظروں میں رہتا ہے سر و سامانِ عرش

جلوہ فرما دل میں گر آزاد ہو جائیں نبی
پھر تو کیا کہنا ہے یہ دل ہو ترا ایوانِ عرش

اللہ اللہ شہ کی رحمت کی تلاش
عاصیوں کی ہے قیامت کی تلاش

ہے قیامت میں شفاعت کی تلاش
معصیت کرتی ہے رحمت کی تلاش

سوئے دوزخ خلد سے آئے ہیں آپ
ہے گنہگارانِ اُمت کی تلاش

اُسکی رحمت سے شبِ اسریٰ ملے
عرش کو تھی خود بدولت کی تلاش

شہ کی صورت کی ہے دن کو جستجو
رات کو ہے شہ کی سیرت کی تلاش

اُمتِ شہ کب ہے جویا خلد کی
خلد کو ہے شہ کی اُمت کی تلاش

نقشِ پائے شاہِ والا کا عروج
مہر کو ہے اُس کی رفعت کی تلاش

ڈھونڈتی پھرتی ہے ہم کو حشر میں
مغفرت کو بھی ہے اُمت کی تلاش

گیارہویں میں ذکر غوث پاک ہے
خود زباں کو ہے سماعت کی تلاش

ڈھونڈتا ہے شیخ کی سیرت کو دل
رہتی ہے آنکھوں کو صورت کی تلاش

اور تھی آزاد کو کیا جستجو
اک فقط شاہ جماعت کی تلاش

ردیف صاد مہملہ

رحمت حق کی جو اُمت پہ ہے رحمت مخصوص
لطف مخصوص ہے ہر لحظہ عنایت مخصوص

زاہدوں کیلئے مخصوص ہے اُسکا انصاف
خاطیوں کے لئے کر دی ہے عنایت مخصوص

آنکھ کے واسطے مخصوص ہے صورت شہ کی
اور دل کے لئے ہے شاہ کی سیرت مخصوص

اور آئینوں کی قسمت نے تو صورت پائی
شہ کے آئینہ کے حصے میں ہے حیرت مخصوص

جسکے اک نقش سے یہ بنگیا نقش عالم
دست قدرت کا ہے وہ خامۂ قدرت مخصوص

اسپہ تھا نبیوں کو ایمان کا لانا لازم
تھی ازل سے مری مولا کی نبوت مخصوص

خاص محبوب الٰہی کی ادا ہو کوئی
کوئی ارمان ہے مخصوص نہ حسرت مخصوص

یوں تو فیاض ہیں دنیا میں مشائخ سارے
فیض ہے آپکا اے شاہِ جماعت مخصوص

یوں تو آزاد سے ہیں عام گلے بھی ہمکو
اپنے بیخود سے نہ ملنے کی شکایت مخصوص

یا تو آزادوں میں اک خاص تھے حضرت آزاد
یا ہے پابندوں میں بھی آپکی حالت مخصوص

ردیف ضاد منقوطہ

میرا مولا ہے وہ کونین میں یکتا فیاض
جسکا ہمسر نہ مخیر نہ ہے ہمتا فیاض

شہ سا ہادی نہ کوئی اور نہ شہ سا ہے شفیع
شہ سا کوئی نہ کریم اور نہ شہ سا فیاض

سیدہ فیض ازل نے تجھے رحمت والے
سارے عالم کے لئے کیا بنایا فیاض

خواب میں بھی تو کبھی چشم فلک نے مولا
تجھ سا دیکھا نہ کریم اور نہ تجھ سا فیاض

شہ کا ہر ذرہ ہے یا فیض مثال خورشید
شہ کا ہر قطرہ بنا صورت دریا فیاض

تیرا با فیض ہے مولد ترا مسکن با فیض
ترے مکے کی طرح تیرا مدینہ فیاض

اسکی رحمت نے کیا ہے تجھے رحمتہ الا
فیض نے اسکے کیا ہے تجھے یکتا فیاض

شکر صد شکر جماعت علی آقا میرا
فیض ہی سے ترے زمانے میں ہے کیا کیا فیاض

خالی جھولی نہ تری فیض سے ہوگی آزاد
ترا فیاض ہے مولا ترا آقا فیاض

ردیف طائے مہملہ

آنکھیں دیکھا کریں ہر دم ترا دربار فقط
یہ تمنا ہے مری اے مرے سرکار فقط

اے طبیب آتناتپ ہجر نبی میں نسخہ
اسکو تو کافی ہے اک شربت دیدار فقط

مہندی جنت کی نہیں چاہتے چھالے میرے
دست طیبہ کا نہیں چاہیے اک خار فقط

یا نبی اس سے زیادہ نہیں دیتا تکلیف
نظر لطف سے تم دیکھ لو اک بار فقط

ہم سیہ کاروں کو تھی اپنی حقیقت معلوم
یہ عنایت ہے تری اے شہ ابرار فقط

ابر نیساں کی دُر افشانی کا قصہ ہے غلط
آپکی طرز تکلم ہے گہر بار فقط

بخشکر ہم سے گنہگاروں کو خالق نے کہا
پاس خاطر ہے ترا احمد مختار فقط

ملک دل سارے جہاں کے تو مسخر ہونگے
دست نازک میں ہو اک خُلق کی تلوار فقط

دیکے جنت کہا رحمت نے کہ ای میرے نبی
اتنے ہی تھے تری اُمت میں گنہگار فقط

اے مرے شیخ نکل جائیں گے دل کے ارمان
اپنے سینہ سے لگا لیجئے اکبار فقط

اتنا تو وقت ملے آپ کا واصف آزاد
اک غزل اپنی سنائے سر دربار فقط

ردیف ظائے منقوطہ

یا نبی کیا کہوں کیسے ہیں یہ پیارے الفاظ
اک زباں آپکی ہے حق کے ہیں سارے الفاظ

تم ہو محبوب خدا تم ہو حبیب خالق
کیوں نہ محبوب جہاں بھر ہوں تمہارے الفاظ

کیا ارشاد ہے ما ینطقُ اللہ اللہ
آپ کہتے ہیں ہمارے ہیں تمہارے الفاظ

کیوں نہ شیدا ہوں ترے لفظوں پہ شیدا تیرے
پیارے ہوتے ہیں سبھی پیارے کے پیارے الفاظ

حق نما دو نو جہاں کے بنے اللہ اللہ
آپکے چرخ نبوت کے ستارے الفاظ

دل میں گھر کرتا ہے اے شیخ تمہارا ارشاد
روح پرور ہوئے عالم میں تمہارے الفاظ

تم کو سلمان عجم سے ملا حصہ آزاد
کیوں نہ ہوں ہند میں یکتا یہ تمہارے الفاظ

ردیف عین مہملہ

تم نے دیکھی بھی کہیں ایسی کسی کی شمع
جیسی کونین میں روشن ہے نبی کی شمع

لاکھ جلتی ہیں چلیں باد مخالف اے دل
کہیں بجھتی ہے بھلا اپنے نبی کی شمع

شعلۂ عشق نبی سے رہے سینہ روشن
کاش دل میں ہو مرے ایسی لگی کی شمع

حسن معشوق میں ہے اسکے ہی جلوے کی جھلک
دل عشاق میں جلتی ہے اسی کی شمع

بیکسی تو ہی بتا کون ہے جانے والا
رو رہی ہے یہ بجھی سی جو کسی کی شمع

روشنی بخش جہاں ہے مرا شیخ والا
یہ فروزاں ہے اسی بزم نبی کی شمع

خوف تاریکئ مرقد کا نہ کر تو آزاد
ساتھ جائے گی ترے مدح نبی کی شمع

ردیف غین منقوطہ

حکم خالق ہے کہ سب ہی یہ ہماری تبلیغ
اے پیمبر جو جہاں میں ہے تمہاری تبلیغ

ایک کو ایک بتایا کہ احد ہے وہ صمد
کیسی یکتا ہے یہ یکتائی کی پیاری تبلیغ

تم نے پہنچایا وہی حق سے جو پایا تم نے
اپنا ایمان ہے سچی ہے تمہاری تبلیغ

شرح قرآن کی ہے ساری حدیثوں میں بیاں
حق کے ارشاد کی تفسیر ہے ساری تبلیغ

حق کو پیارے کی سبھی بات ہی پیاری اے دل
حکم پیارے کا ہے پیارا یہ ہے پیاری تبلیغ

جس نے بھیجا تھا تمہیں اس سے ملایا تم نے
حق کو آنکھوں سے دکھاتی ہے تمہاری تبلیغ

شہر کی تبلیغ کو پھیلاتے ہیں نائب شہ کے
حشر تک کیوں نہ رہے آپکی جاری تبلیغ

کیسا سچا ہے مرے شیخ کا پیارا ارشاد
ہم کو جو پہنچا وہی تو ہے ہماری تبلیغ

خدمت خلق ذرا تم بھی تو آزاد کرو
ہم بھی تو دیکھیں کہ کیسی ہے تمہاری تبلیغ

ردیف فائے ف

کہتی ہے یاس دیکھئے کردار کی طرف
کہتی ہے آس آنکھ ہو غفار کی طرف

شہ کی نظر ہے ایسی گنہگار کی طرف
چشم طبیب جیسی ہو بیمار کی طرف

زاہد کی نظریں پڑتی ہیں حوران خلد پر
عاشق کی آنکھ ہے ترے دیدار کی طرف

للہ سلیم ہو مرا قلب سقیم آج
عیسیٰ ذرا تو دیکھ لے بیمار کی طرف

زاہد کی تو نگاہ میں اعمال اپنے ہیں
اپنی نظر ہے بخشش غفار کی طرف

رہنا ہے تجھکو قبر میں جانا ہے حشر میں
غافل رہے نظر اسی گھر بار کی طرف

باغی ہے نفس اسکا طرفدار تو نہ ہو
بندہ وہی ہے جو رہے سرکار کی طرف

آئینہ دل کا کیجئے پہلے تو خوب صاف
گردن جھکا کے دیکھئے پھر یار کی طرف

یوسف ہمارے وہ ہیں کہ بڑھیا کیواسطے
خود لینے سودا آتے ہیں بازار کی طرف

رکھا ہمیشہ بخت نے مہجور ہند میں
کمبخت لیگیا نہ کبھی یار کی طرف

شاید تمھارے کام ہی کی اسمیں بات ہو
دیکھو تو غور سے ذرا دیوار کی طرف

ایما یہی ہے کتبہ لوح مزار کا
رستہ ہے یہ تو جانے کا سرکار کی طرف

وہ دل ہو جس کو طایر قبلہ نما کہیں
ہر لحظہ جسکا رخ ہو رخ یار کی طرف

آزاد تیرے شیخ تو بیکس نواز ہیں
دیکھیں گے کیوں نہ تجھ سے گرفتار کی طرف

ردیف "ق"

خلد میں ملتا ہے پھولوں میں کسی کا عاشق
یہ خدا کا ہے کہ رخسار نبی کا عاشق

دشت طیبہ نے بنایا ہے سلیماں اسکو
دوش پر بادِ صبا کے ہے نبی کا عاشق

وہ مُزمّل وہ مدثر وہ ہیں طٰہٰ یٰسین
ایک عالم ہے اسی خوش لقبی کا عاشق

بخشوا کر مجھے پھر خاص ادا سے شہ نے
مُسکرا کر یہ کہا ہے یہ کسی کا عاشق

اے صبا اتنا ذرا کہدے مدینے جا کر
ہند میں رہتا ہے بیتاب کسی کا عاشق

ہم تو کہتے ہیں اُسے عاشقِ صادق ای قیس
جو ہے مکی مدنی مطلبی کا عاشق

اک ادہر بھی تو نظر ہو ذرا ای حُسنِ ازل
سر جُھکائے ہوئے بیٹھا ہے کسی کا عاشق

شیخ کے عشق سے ملجاتا ہے عشق حضرت
عاشق اللہ کا بنتا ہے نبی کا عاشق

اپنی تقدیر کو دیتا ہوں دعائیں آزاد
کر دیا مجھکو علی پوری ولی کا عاشق

ردیف ک

بھڑکی ہوئی ہے آگ مرے دل سے جگر تک
مجھکو ہے یقیں پہنچونگا اُس رشکِ قمر تک

پڑتی ہیں گنہگاروں پہ رحمت کی نگاہیں
لیچل مجھے ای شرمِ گُنہ شہ کی نظر تک

رہبر ہے یہ کیا صلِ علیٰ نام تمہارا
پُہنچاتا دعا کو ہے یہی بابِ اثر تک

گر چشمہ مری آنکھوں کا دیتا رہا پانی
پھر نخلِ تمنا مرا پُہنچیگا ثمر تک

اے سوزِ غمِ ہجرِ نبی آگ وہ بھڑکا
اک شعلہ نظر آئے مری دل سے جگر تک

صدقے میں نبی کے ہوا مسجودِ ملائک
ورنہ کہاں یہ رُتبہ پُہنچ سکتا بشر تک

وحشت مجھے جنگل کو تو لیجاتی ہے لیچل
للہ مجھے پُہنچا نا مگر سیرِ خضر تک

آزاد نے سُرمۂ بینش غزل اپنی
قسمت سے پُہنچ جائے جو مولا کی نظر تک

اللہ اللہ کہ مازاغ بصر کی عینک
کیسی حق بیں ہے شہ جن و بشر کی عینک

پھر نظر آئے مجسم غمِ ہجر حضرت
گوہر اشک جو ہو دیدۂ تر کی عینک

ہند میں رہکے بھی دیکھا کرے طیبہ ہر دم
دل کا آئینہ ہو گر چشم بشر کی عینک

منکر شاہ بھی پھر عاشق و شیدا ہوگا
وہ لگائیگا اگر میری نظر کی عینک

ہے یہ ایما کہ سیہ کاری پہ نادم ہو جائے
شام کو دی ہے جو خالق نے سحر کی عینک

سوئے خالق ہے نگہہ جانب مخلوق نظر
ایسی عینک ہے شہ والا گہر کی عینک

نور الابصار کی ہر چیز ہے نور الابصار
کرتۂ یوسف کا بنا چشم پدر کی عینک

نعت حضرت میں ہیں مضمون جو میرے باریک
دیدۂ چرخ پہ ہے شمس و قمر کی عینک

ماسوا میری نظر میں نہ سمائے ہرگز
اے مرے شیخ ملے ایسی نظر کی عینک

عشق مولا کے نہ کیوں سوجھیں گے مضموں آزاد
مل گئی تجھکو کسی خستہ جگر کی عینک

دیکھئے ہوتی ہیں مقبول دعائیں کبتک
مرے مولا مجھے روضے پہ بلائیں کبتک

اے شب ہجر نبی خواب میں گیسو دیکھوں
یوں تصور ہی میں لوں انکی بلائیں کبتک

یہ تو ہے حضرت دل عشق کی پہلی منزل
یہ نہ کہئے ابھی یہ سہیے بلائیں کبتک

اب تو لے بخت رسا ہمکو مدینے لیچل
ہند میں بیٹھے ہوئے باتیں بنائیں کبتک

مٹ چکیں ہم سے تو یہ حسرتیں تیری اے دل
دیکھئے حسرتیں خود تجھکو مٹائیں کبتک

کیوں نہ ہوگا کبھی وہ باب اجابت مفتوح
لوٹ کر آئینگی یوں میری دعائیں کبتک

منہ دکھانے کے تو قابل نہیں مانا اے دل
ہاں چھپائیں بھی تو آخر کو چھپائیں کبتک

دیکھئے آتے ہیں کب خواب میں اپنے مولا
رہِ امید میں ہم آنکھیں بچھائیں کبتک

گرچہ گستاخی ہے اتنی تو گذارش سنئے
صدمہ ہجر اٹھائیں تو اٹھائیں کبتک

رہگئی خواب میں تیارئے دعوت ہوکر
دیکھئے پھر کبھی آپ آئیں تو آئیں کبتک

پر یہی چرخ کہن جانیدے ای دل اسکو
آپ کے دن کا ہے یہ اسکی جفائیں کبتک

دل تو گھر انکا ہی رہتے ہیں ہمیشہ اسمیں
دیکھنا یہ ہے وہ آنکھوں میں سمائیں کبتک

ہم وہاں آئینگے تھا حکم یہ وقت رخصت
شیخ آئیں گے یہاں دیکھئے آئیں کبتک

کب وہ دن ہوگا وہاں جاکے سنائیں آزاد
اس طرح رہکے یہاں نعت سنائیں کبتک

ردیف کاف فارسی گ

بیرنگ تو ہے اور ترے بیشمار رنگ
پیدا ہیں رنگ رنگ میں تیرے ہزار رنگ

یاد نبی میں بلبل شیدا تھی نالہ کش
ہجر نبی میں گل کا اڑا بار بار رنگ

اے پھول داغ کھائے ہیں کس گلعذار کے
سینے کا تیرے ایسا جو ہے لالہ زار رنگ

عکس رخ نبی کی جو ہوتی نہ کچھ جھلک
ہوتا کبھی نہ پھول کا جان ہزار رنگ

سو بار جنگ بدر میں دشمن کے چہروں کا
رعب نبی سے اڑتا تھا بے اختیار رنگ

دلدادہ شہ کا پھول بھی بلبل بھی شیفتہ
نکہت فدا ہی شاہ کی شہ پر نثار رنگ

جتنے نبی تھے ایک طرف کو کھڑے ہوئے
دیکھا کئے حضور کا روز شمار رنگ

تا حشر جس کے رنگ کا اک ڈوب کافی ہو
رکھتا ہے مرا شیخ وہی پائدار رنگ

آزاد مدح عارض حضرت ہے تجھ پہ ختم
کس درجہ تیرا پختہ ہے اے پختہ کار رنگ

ردیف لام

دے عشق مصطفیٰ مجھے پروردگار دل
صدقے ہو بیقراری دل پر قرار دل

بیچین رکھے یاد نبی دل کو رات دن
ایسا ہو دل تو جان ہماری نثار دل

فرقت میں شہ کی سینہ مرا رشک خلد ہے
دیکھیں گی آکے حوریں بھی دل میں بہار دل

رکھا ہے یا نبی اُسے دل میں سنبھال کر
حاصل ہے تیری یاد کو سب اختیار دل

دل پر تو ہے سوار نہیں راہ دور کچھ
جلوہ دکھا دے آنکھ کو اے شہسوار دل

نازاں ہے کیسا داغ غلامیٔ شاہ پر
اللہ رے دل کا بخت زہے افتخار دل

فریاد یہ کروں گا میں دربار شیخ میں
ابر کرم جلائے نہ مجھکو شرار دل

آزاد آہ سرد سے پرہیز چاہیے
کمبخت پُھنک نہ جائے کہیں یہ شرار دل

طرح کہتی ہے کہ مضمون نکلنا مشکل
طبع کہتی ہے مرا رنگ بدلنا مشکل

دل وارفتہ کا ہے آج سنبھلنا مشکل
وصف مولا میں ہے مضمون نکلنا مشکل

میری آنکھوں میں بسا رہتا ہے نقشہ شہ کا
اب ادب سے مجھے آنکھوں کا ہی ملنا مشکل

کہتا ہے پاس ادب اُف نہ زباں سے نکلے
شوق کہتا ہے کہ اب دل کا سنبھلنا مشکل

پر لگا دے مجھے اے شوق مدینے پہنچوں
یوں تو وارفتہ کا اب ہو گیا چلنا مشکل

ہجر لکھا ہے جہاں وصل رقم ہو جائے
آپ کو کیا ہے مقدر کا بدلنا مشکل

لکھنے بیٹھا تو ہوں حضرت کا سراپا لیکن
فکر کے سانچے میں ہے نور کا ڈھلنا مشکل

تمکو مشکل کی بھی مشکل ہے پلٹنی آساں
مجھکو آسان سا آسان بدلنا مشکل

وصف یاقوت لب شہ کا ہی مضموں دل میں
خونِ دل پیتا ہوں ہی لعل اُگلنا مشکل

آپ لیجائینگے جنت میں وہاں سے مجھکو
جس جگہ ہے مجھے کروٹ کا بدلنا مشکل

طفلِ اشک اب مری آنکھوں سے گری پڑتے ہیں
ایسے مچلے ہوئے بچوں کا سنبھلنا مشکل

سُن لیا وصفِ رُخ رحمت عالم اسنے
ابتو اے شمع ہے پروانہ کا جلنا مشکل

پھینکدیں میں اسی اب شہ کا اشارہ ہو جائے
بار عصیاں کا ہوا مجھ سی سنبھلنا مشکل

شیخ آزاد کو پہنچا دیں دعا سے اپنی
جانب طیبہ ہوا اس کا تو چلنا مشکل

دل میں اگر وہ آئے مرا اُسپہ آئے دل
پتلی کی جائے پھر تو ہو آنکھوں میں جائے دل

محبوب حق پہ بندے کا کیونکر نہ آئے دل
انصاف تجھ سے چاہتا ہوں ای خدائے دل

رُخسار میرے شہ کے ہیں معجز نمائے دل
گیسو ہیں مرے مولا کے عقدہ کشائے دل

اتنے سے دل میں تو بھی ہو دونو جہان بھی
اللہ تیری شان یہ کیسے بنائے دل

جو دل کہ تیرے عشق سے درد آشنا نہ ہو
پتھر ہو پھر تو سینے میں یارب بجائے دل

کہتی ہیں آنکھیں جلوۂ پنہاں سے شوق میں
مشتاق تیری ہم بھی ہیں جلوہ نمائے دل

قسمت میں آیا آنکھ کے دیدار ماسوا
حصے میں آگیا ہے دلوں کے خدائے دل

جلوہ فروز دل ہے وہ مطلوب دو جہاں
کیا کہنا تیرا اے مرے بخت رسائے دل

محبوب حق بھی تم ہو تو مطلوب خلق بھی
تُم پر یہ دل نہ آئے تو پھر کس پہ آئے دل

سجدہ نمائے قلب ہے شہ کی جبین پاک
ابروئے مولا دل کے ہیں قبلہ نمائے دل

صورت سی شہ کی رکھی ہے حق نے بنائے چشم
سیرت سی شہ کی ڈالی ہے حق نے بنائے دل

آنکھوں کو رشک اسکا ہے مہجور ہم رہیں
طیبہ میں روز شوق سے یوں آئے جائے دل

سن لیں حضور اتنا کہ دوری سے تنگ ہے — یہ سرگذشت دل ہے یہی ماجرائے دل
سچ پوچھئے تو دل ہی کا اس میں قصور ہے — آنکھوں میں ورنہ آئے نہ جلوہ نمائے دل
اپنے لئے بنایا ہے اُسنے اُسی کا گھر ہے یہ — کیوں پائیدار پھر نہ ہو اپنی بنائے دل
میری خطا معاف ہو اے بادشاہِ حشر — دل میرے بس کا کب تھا یہ سب ہے خطائے دل
طولِ امل کے بحر میں دل ڈگمگاتا ہے — کشتی مری تباہ ہے اے ناخدائے دل
بدلا ہوا ہے آج یہ محفل کا رنگ کیوں — آتا نظر ہے اور ہی کچھ ماجرائے دل
کیا آج آگئی ہے وہ دسویں صفر کی پھر — رخصت ہوا ہے آج ہی کیا رہنمائے دل
کیا آج دن وُہی ہے کہ ہم سے جدا ہوا — مولا کریم بخش سا قبلہ نمائے دل
ہاں ہاں وُہی تو دن ہے کہ کھویا ہے ہمنے وہ — تا حشر بھی جو ڈھونڈیے تو ایسا نہ پائے دل
پہلو میں گوکہ دل ہے مگر دل میں دل نہیں — جب سے چھپا ہے آنکھوں سے وہ دلربائے دل
جلوہ فروز چشم تھا جب آفتاب تھا — اب چھپ کے نور بنگیا جلوہ نمائے دل
صورت تھی چھپنے والے کی کیا خوشنمائے چشم — سیرت تھی جانے والے کی کیا خوشنمائے دل
صیاد کا وہ دام تھا یا اُس کا خُلق تھا — مٹھی میں اُسکے رہتے تھے اپنے پرائے دل
پہلو میں اُسکے دل تھا الٰہی کہ فیکٹری — دن رات تیرے بندوں کے جس نے بنائے دل
بگڑی بنا تو اُسکے غلاموں کی اے خُدا — جس نے کہ تیرے واسطے بگڑے بنائے دل
اسکی دُعا سے حضرت اعلیٰ ملے ہیں وہ — نقشِ قدم بھی جنکا ہے خود رہنمائے دل

آزاد تجھکو دیتے ہیں ہم بھی دُعا یہی
تا حشر تیرا شیخ ہو جلوہ نمائے دل

از کے آموختہ ایں شورِ دہانِ بلبل — چوں نہ بنہاد گل آتش بہ زبانِ بلبل

شمع پروانہ بسوزد کہ رقیب سو است
گل بجہ وجہہ شرر داد بجان بلبل

حیرت افزاست عجب نالہ عاشق بنگر
گل شدہ چاک گریبان ز فغان بلبل

گل ز اوراق بدیں وجہ کتابے دارد
تا نویسد در و صد نام و نشان بلبل

نکہت گل بشہ شاہ جماعت دادند
پس نمودند بہ آزاد فغان بلبل

ردیف میم

شانِ رحمت ہی تری شان رسولِ اکرم
ہیں تری شان کے قربان رسولِ اکرم

کیسے بیمثل کے بیمثل پیمبر وہ ہیں
کیسے ذیشان کے ذیشان رسولِ اکرم

فخر آدم ہی نہیں ذات مقدس تیری
تجھپہ جبریل ہے قربان رسولِ اکرم

شب معراج سکھائی ہمیں کرنی تعظیم
نوح کے خود ہوئے مہمان رسولِ اکرم

آپکے خوانِ کرم کی تھی وسعت مشہور
ہیں خلیل آپ کے مہمان رسولِ اکرم

چشمِ یعقوب کا ہے نور ترا حسن ملیح
حسن یوسف ترے قربان رسولِ اکرم

کاش ملجائے ترے تخت رواں کا پایہ
اس ہوا میں ہیں سلیمان رسولِ اکرم

کیوں نہ پاتے لبِ جاں بخش جنابِ عیسیٰ
تھی ثنا خواں ترے ہر آن رسولِ اکرم

رکھتے تھے دل میں تمہی ملنے کی خواہش ہر دم
انبیا جتنے تھے ذیشان رسولِ اکرم

سرنگوں ابتو ہیں شہ لات و منات و عزیٰ
دیکھکر آپکی یہ شان رسولِ اکرم

ساتھ جبریل کے ہیں لاکھوں جلو میں قدسی
اس تزک سے چلے ذیشان رسولِ اکرم

شب اسریٰ ہوگئے یوں آپ سوار رفرف
رحل پر جیسے ہو قرآن رسولِ اکرم

الف اللہ کا ہے یہ قد بالا تیرا ‌ ‌ **قطعہ** ‌ ‌ اور سینہ ترا قرآن رسولِ اکرم
لام گیسو دہن پاک ہے ہائے مخفی ‌ ‌ اللہ اللہ تری شان رسولِ اکرم
لوح توریت ہے پیشانیٔ انور تیری ‌ ‌ مصحف رخ ترا فرقان رسولِ اکرم
کاتب فضل ازل فضل خدا سے مولا ‌ ‌ تیرے دفتر کا ہے دیوان رسولِ اکرم

قطعہ

چار ہیں حرف ترے نام کے ظاہر یہی ‌ ‌ چار سو ہے ترا فرمان رسولِ اکرم
چار مذہب ہیں تو ہیں چار طریق عالی ‌ ‌ چار ہیں نائب ذیشان رسولِ اکرم
نام احمد سے ترے اسم محمد سے ترے ‌ ‌ یوں مُثمّن ہوا ذیشان رسولِ اکرم
کیا زبانی ہوا ادا مُصحفِ رخ کا مضمون ‌ ‌ حفظ مجھکو نہیں قرآن رسولِ اکرم
دستگیری مری کی جس نے کرم سے تیرے ‌ ‌ ہے نواسہ ترا ذیشان رسولِ اکرم

ہے غلام آپ کا آزادؔ دعا ہو یہ قبول
اس کے پورے ہوں سب ارمان رسولِ اکرم

عرضداشت

مشکلیں کیوں نہ ہوں آسان رسولِ اکرم ‌ ‌ تم ہو ہر درد کے درمان رسولِ اکرم
گر نہ گستاخی ہو کچھ عرض ہے کرنی مجھکو ‌ ‌ مرے ماں باپ ہوں قربان رسولِ اکرم
نازپروردۂ الطاف یہ اُمت تیری ‌ ‌ آج ہے سخت پریشان رسولِ اکرم
خوگرِ لطف یہ ہیں تیغ ستم کے چرکے ‌ ‌ کوئی دم کے ہیں یہ مہمان رسولِ اکرم
تیرے پروردۂ آغوش عنایت جو تھی ‌ ‌ آج بیکس ہیں وہ بیجان رسولِ اکرم
علم مولا میں ہے جو حال مراکش اب ہے ‌ ‌ کیسا مظلوم ہے ایران رسولِ اکرم

شہ کو معلوم ہیں اٹلی کے مظالم جو ہیں / اب غضب ڈھاتا ہے بلقان رسولِ اکرم

اس خطا پر کہ ہے خادم پہ ہے یورش انکی / کیوں وہ تیرا ہے مسلمان رسولِ اکرم

ہمنے خود پاؤں میں اپنے ہی کلہاڑی ماری / توڑ کر دین کے ارکان رسولِ اکرم

قوت نامیہ کرتی ہے مذاہب پیدا / ذو المذاہب ہیں مسلمان رسولِ اکرم

کیا ترقی ہے کہ عین اللہ بنا ہے انساں / اُسکا قرآن ہے فرمان رسولِ اکرم

ایک پہلو ہے کرشن ایک مسیح و مہدی / یوں دو شاخہ بنا انسان رسولِ اکرم

زید و خالد کا فسانہ ہی حدیث اقدس / یہ خیال اور مسلمان رسولِ اکرم

یہ کرامت ہے بنا حجرۂ صوفی کعبہ / صوفی خود بنگیا شیطان رسولِ اکرم

ہو نہیں سکتا ہی کچھ باتیں بناتی ہم ہیں / نام کے ہم ہیں مسلمان رسولِ اکرم

پڑ گیا عقل پہ اس قوم کے پردا ایسا / در پئے پردہ ہیں نادان رسولِ اکرم

طاقِ نسیاں میں رکھا ہمنے زکوٰۃ و صدقہ / فطرے پہ جانے لگی جان رسولِ اکرم

فیشن ایبل جو ہیں مسجد میں ہوں کیونکر داخل / جس میں ہوں ادنیٰ مسلمان رسولِ اکرم

خونِ ناحق ہوا قربانیٔ عیدِ قرباں / مولوی کرتے ہیں نقصان رسولِ اکرم

گو کہ ہم ایسے ہیں مگر تیری ہیں اُمت مولا / رحم رحمت کو ہے شایان رسولِ اکرم

ہم سے ہو لاکھ خطا تجھکو عطا ہے زیبا / تری رحمت کا ہے فرمان رسولِ اکرم

سخت مجبور ہیں اب تنگ ہی حالت اپنی / اب تو ہم ہوتے ہیں بیجان رسولِ اکرم

ننگے سر آئے ہیں فریاد یہ لیکر آقا / جب نہ دیکھا کوئی درمان رسولِ اکرم

آپکی گر یہی مرضی ہے تو ہم راضی ہیں / ورنہ کیجیے کوئی درمان رسولِ اکرم

غیر ممکن ہے نہوں تیری دعائیں مقبول / اپنا تو اس پہ ہے ایمان رسولِ اکرم

ہم کو آسان بھی ہو بات تو وہ مشکل ہے / تجھکو مشکل بھی ہے آسان رسولِ اکرم

ہو مدد انکی کہ اب وقت مدد ہے مولا
آپ فرمایئے درمان رسولِ اکرم

ترا خادم رہے ہر وقت مظفر منصور
وہ ہو اب فاتح بلقان رسولِ اکرم

شیخ سنوسی جو اک شیر ببر ہے آقا
وہ ہو افریقہ کا سلطان رسولِ اکرم

سلطنت مُلک مراکش کی بھی رکھنا قایم
اور سلامت رہے ایران رسولِ اکرم

اسپہ سایا رہے الطاف و کرم کا تیرے
جو یہ کابل کا ہے سلطان رسولِ اکرم

ہند والے بھی مسلمان ہوں ایسے آقا
جیسے تھے اگلے مسلمان رسولِ اکرم

علم بافیض ملے انکے عمل ہوں اچھے
رہیں ملت پہ یہ قربان رسولِ اکرم

تنگدستی سے بچیں رائے ہو صائب انکی
ہو خدا کی انہیں پہچان رسولِ اکرم

جسقدر علم ہیں یہ اُنکے ہوں عالم مولا
اسپہ کامل رہے ایمان رسولِ اکرم

جس قدر فرض و نوافل ہیں ادا ہوں انسے
اس میں ہرگز نہ ہو نقصان رسولِ اکرم

عمر ہو انکی سوا اور ہو صالح اولاد
اُنکا کامل رہے ایمان رسولِ اکرم

قطعہ

حضرت شاہ جماعت علی مولا میرے
ترے خادم جو ہیں ذیشان رسولِ اکرم

خضر و الیاس سے ہو عمر زیادہ انکی
تجھپہ ہر دم رہیں قربان رسولِ اکرم

قطعہ

مرے اُستاد ہیں بیخود جو نواسے تیرے
اُنسے یہ بنگیا دیوان رسولِ اکرم

تیرے مداحوں پہ احسان ہے اُنکا مولا
تیرا اُن پر رہے احسان رسولِ اکرم

ترے خادم کا جو دیوان ہے مدحت میں تری
یہ تو مقبول ہو ذیشان رسولِ اکرم

اب ادب کرتا ہے خاموش زباں کو میری
دل میں گو اور ہیں ارمان رسولِ اکرم

ختم آزاد کی فریاد ہے مولا اس پر
ہو درود آپ پہ ہر آن رسولِ اکرم

یہ چاہتے ہیں یا نبی تیری دُعا سے ہم
راضی خدا ہو ہم سے ہوں راضی خدا سے ہم

پائیں مراد دل کی درِ مصطفےٰ سے ہم
اُمید اتنی رکھتے ہیں اپنے خدا سے ہم

دنیا میں آکے بنگئے کیا مبتلا سے ہم
شرمندہ آج ہوتے ہیں عہد بلیٰ سے ہم

نظروں سے گرگرے گرے تحت الثریٰ سے ہم
نظروں میں ہیں تو ملتے ہیں عرش خدا سے ہم

رکھتے ہیں آرزو یہی بدرالدجیٰ سے ہم
دیکھیں خدا کو ہر جگہ تیری ضیا سے ہم

سچا ہو تیرا عشق تو پھر اور چیز ہیں
پہنچے کہاں کہاں تری مہر و ولا سے ہم

غفلت نے اپنی کھویا ہے دونو جہان سے
محجوب آج ہیں شہِ ہر دو سرا سے ہم

دم لے اودھر اب کوئی دم میں طلب ہوئی
کب تک یہ دینگے ہجر میں دل کو دلاسے ہم

گر ہو کرم تو ہم بھی مدینے کو دیکھ لیں
مایوس ورنہ ہو چکے بخت رسا سے ہم

اب تو کرم ہو شہ کا کہ مایوس ہو چکے
شور فغان و نالہ و آہ و بکا سے ہم

تیرے کرم سے ہمکو یہ معراج ہی نصیب
اللہ سے ہم کلام ہیں صل علیٰ سے ہم

اللہ فیض شاہ کہ چل کر دکھائی راہ
رستہ خدا کا پاتے ہیں ہر نقش پا سے ہم

ہوتا ہے خاکساری سے آئینہ دل کا صاف
دل صاف جب ہوا ہوئے اہل صفا سے ہم

کیجئے دعا کہ شیخ کی یہ عمر طول ہو
پاتے ہیں فیض نائب شاہ ہدیٰ سے ہم

آزاد کیا عجب ہے کہ مقبول ہو کلام
ہو جائے حکم خوش ہوئے مدحت سرا سے ہم

ساتھ دیتے ہیں یا نبی کا دم گفتار قدم
شرح ہے کیا عمل نیک کی ہر بار قدم

شب معراج میں جبریل ادب سے کیا کیا
چومتے جاتے تھے ہر گام پہ ہر بار قدم

سر جھکائے ہوئے اٹھتا ہوا طیبہ پہنچوں
باندھے شوق کے بنجائیں جو طیار قدم

خواب میں لائے ہیں تشریف تو دل تک آئیں
مری آنکھوں میں پڑیں آپ کے دو چار قدم

شوق کہتے ہیں اسے دیکھا جو مہمان اپنا
عرش نے جھک کے لیے آپ کے سو بار قدم

بے مدد آپکی ہے حشر میں چلنا دشوار
لڑکھڑاتے ہیں مرے دیکھیے سرکار قدم

کیا تصور ہی میں دیکھا کروں اے شاہ رسل
کیا تصور ہی میں چوما کروں ہر بار قدم

جس طرف آپ گئے کٹ گئے کافر دل میں
دشمنوں کے لیئے بنجاتے تھے تلوار قدم

آپکی پھر بھی زیارت کبھی ہوگی مجھکو
کیا تصور ہی میں لیتا رہوں سرکار قدم

آنکھیں تکتی ہیں کوئی شیخ سے جاکر کہدے
کاش آجائے ترا اپنے بھی اکبار قدم

رکھتی ہے خار مژہ چشم تمنا آزاد
اسپہ حسرت ہے کہ رکھیں مرے سرکار قدم

در عشق آں یگانہ چو بیگانہ سوختیم
در دل نہ جلوہ داد کہ ما خانہ سوختیم

در سوز عشق لغزش پا را چہ کار بود
مستانہ سوختیم چو مردانہ سوختیم

کو چشم موسی آنکہ بہ بیند جمال یار
در نار ہجر ایں دل پروانہ سوختیم

موسی کہ ہوش نذر تجلیٔ طور کرد
ما در خیال جلوۂ جانانہ سوختیم

چشمے کجا کہ اشک فشاند بہ یاد او
ایں رنگ ما بہ بیں خم و پیمانہ سوختیم

از ما چہ پرسی ایں دل ناداں بعشق یار
دیوانہ سوختیم کہ فرزانہ سوختیم

ایں نقد جاں کہ بود خریدار سوز عشق
قیمت چہ قدر آنکہ بہ بیعانہ سوختیم

اے شیخ ما کجائی خدا را نگاہ کن
ابر کرم ببار کہ کاشانہ سوختیم

آزاد در دلت چہا نقش و نگار بود
اکنوں چہ گوئی ایں ہمہ بتخانہ سوختیم

یکہ با ناز جہاں ایں چنیں نازے دارم
بخت نازد کہ عجب بندہ نوازے دارم

رحمۃ العالمیں خواند چو خدایش اورا
چشمِ الطاف ازاں ذرہ نوازے دارم

بہر سودِ منِ عاصی بدعائے مانند
اے عجب نازِ جہاں را بہ نیازے دارم

سہل گوئی پری در شیشۂ دل مے آید
مشکلم ہیں کہ پری شیشہ گدازے دارم

تا قضائے منِ عاصی بادائے آید
جانب قبلۂ خود رو بہ نیازے دارم

ہیچکس ہیچ من سودا زدہ دیدہ باشی
دل بیارانِ جہاں رو بہ نمازے دارم

بہر سازِ دلِ دیوانہ چہ سوزے دارد
دلِ پروانۂ خود شمع گدازے دارم

واقفِ دردِ فراقش نہ زبانم باشد
ایں چہ رازے ست کہ در سوز و گدازے دارم

لطف تیغم زحد جرم و خطایم بگذشت
دیدی آزاد چہا بندہ نوازے دارم

ردیف نون

خدا جانے وہ کس منزل کی مہماں ہوتے جاتے ہیں
ملائک ہر قدم پر شہ کے حیراں ہوتے جاتے ہیں

تعالی اللہ شبِ اسریٰ نیاز و ناز کا نقشا
وہ سجدے ہوتے جاتے ہیں وہ احساں ہوتی جاتی ہیں

عرب میں مہر دیں چمکا شعاعیں جسکی یہ پھیلیں
عجم میں جس طرف دیکھو مسلماں ہوتے جاتے ہیں

دکھاتی جاتے ہیں رستہ مٹاتے جاتی ہیں ظلمت
کسی کے نقش پا بھی مہر تاباں ہوتے جاتے ہیں

ثنائے داورِ محشر ہے اور سجدے ہیں احمد ہیں
مبارک ہو کہ اب بخشش کی ساماں ہوتے جاتی ہیں

طلوعِ مہر ہو جیسے پسِ باراں وہ چمکیں گے
ردائے خاصِ رحمت میں جو پنہاں ہوتے جاتے ہیں

عجب اعجاز اُمّی ہے کہ باتیں سن کے حضرت کی
فصاحت پر جو نازاں تھے وہ حیراں ہوتے جاتے ہیں

ادھر حضرت کے لب پر کچھ تبسم سا نمایاں ہے / ادھر سینے میں پیدا اور ارماں ہوتے جاتے ہیں

ابھی جبریل سے ارشاد تھا اقرأ یہ اُمّی ہوں / ابھی وہ حاوئ تعلیم قرآں ہوتے جاتے ہیں

دکھا دیجے رُخ تاباں سیہ بختی کی اُلجھن سے / مرے طالع جواب زلف پیچاں ہوتے جاتے ہیں

چُھپیں غارِ حرا میں یا کہ لپٹیں آ کے کملی میں / الٰہی چُھپنے والے تو نمایاں ہوتے جاتے ہیں

برائے نام دینداری بظاہر قومی غمخواری / خبر لیجے کہ اب کیسے مسلماں ہوتے جاتے ہیں

عجب خورشید ہیں غارِ حرا میں تھے ابھی پنہاں / ابھی وہ کوہِ فاراں پر درخشاں ہوتے جاتے ہیں

نہ وحشی تھے نہ حیواں تھی درندے تھے بہائم تھے / یہ تبلیغ ہدایت ہے کہ انساں ہوتے جاتے ہیں

جناب حضرت شاہ جماعت کی توجہ سے / جو عُقدے سخت مشکل تھے وہ آساں ہوتے جاتے ہیں

ہوائے خاک طیبہ کا اثر آزادؔ یہ دیکھا
جو اسمیں مٹتے جاتے ہیں سلیماں ہوتے جاتے ہیں

اعجاز ہے اُس رشک سلیماں کی ثنا میں / مضمون مجھے اُڑتے نظر آتے ہیں ہوا میں

تاثیر ہے کیا صل علیٰ صل علیٰ ہیں / لپٹا ہوا آتا ہے اثر خود ہی دعا میں

کیوں ہوں نہ دلاویزیاں پھر اسکی فضا میں / جنت کو بسایا ترے کوچے کی ہوا میں

جو کر دے فنا اپنی فنا تیری بقا میں / پھر فرق وہ کیا سمجھے جزا اور سزا میں

معراج کے مضموں ہیں مری طبع رسا میں / پریاں ہیں کہ اُڑتی ہیں سلیماں کی ہوا میں

شاید کہ ہوئی روضۂ اقدس سے مشرف / آتی ہے نظر آج ہوا اور ہوا میں

گیسو کا ترے رنگ ہو عارض کا ہو پرتو / اس دل کے سویدا میں ان آنکھوں کی ضیا میں

معراج میں فرمایا کہ ہم دیتے ہیں تجھے / لیجائیے رحمت ہی کو دامانِ عبا میں

غنچے کھلے یہ سنتے ہی نسبت ہو دہن سے / تھا مژدۂ جاں بخش یہی بادِ صبا میں

رکھتے نہ تصور ترے گیسو کا جو آہو
خوشبو کی لپٹ ہوتی نہ پھر مشکِ خطا میں

ہے عقدہ کُشا آپ کے گیسو کا تصور
مشکل میں مصیبت میں تباہی میں بلا میں

تلوار جو کھینچے ہوئے آئے تھے مقابل
جھک کر وہ کماں بن گئے اک تیر ادا میں

وہ طالب گفتار ہے یہ عاشق رفتار
دل اور ہوا میں ہے جگر اور ہوا میں

کانٹے نہ ملے راہ میں گھر جا کے یہ پوچھا
اچھی ہو چھپی آج کمی کیوں ہے جفا میں

فرمایا یہی داور محشر نے کہ منظور
کیا ناز تھا اللہ شفاعت کی ادا میں

میں عدل سے ڈرتا ہوں نہیں عدل کے لائق
اعمال مرے وزن ہوں میزان عطا میں

سرکش ہے اگر نفس تو ہے حرص ہوا پر
ہاں شیخ جو آئیں اسے رد کیں اسی تھا میں

مداح جو میں گیسوئے مشکیں کا ہوں آزاد
محشر میں گرفتار نہ ہونگا میں خطا میں

اُلجھا ہوا تھا گیسوئے اقدس کے جو خم میں
پیدا ہوا نافہ مرے شبدیز قلم میں

منظور یہ تھا حمد بیاں نعت ادا ہو
دو رکھی ہیں قدرت نے زبانیں جو قلم میں

ہیبت سے گرے کنگرے کسریٰ کے محل کے
پیدائش حضرت سے تزلزل تھا عجم میں

رحمت کا وسیلہ کوئی آدم کو ملا ہے
کیا جانیے کیا دیکھ لیا لوح و قلم میں

یہ نکہت طیبہ نہیں ملتی نہیں ملتی
گلزار میں جنت میں گلستاں میں ارم میں

یہ جس کو ملا منزل مقصود کو پہنچا
ہے خلد کا نقشا ترے ہر نقش قدم میں

انگشت مبارک سے نکیوں چشمہ ہو جاری
جب جوش ہو رحمت کا ترے دست کرم میں

کیوں عالم و کاتب نہ ترے زلہ رُبا ہوں
ہے جلوہ فگن نور ترا لوح و قلم میں

بالائے زمیں رہتے ہیں پھر زیر زمیں ہیں
ہے فاصلہ دو گز کا وجود اور عدم میں

ہے شیخ کو میرے تو سفر اور حضر ایک
وہ رنگ عرب میں ہے کہ جو رنگ عجم میں

آزاد عجب کیا ترے یہ نعت کے مضموں
پہنچا دیں تجھے سایہ سلمان عجم میں

حزیں غم ہیں نہ کچھ شادی ہی میں دلشاد رہتے ہیں
نبی کے مبتلا ہر حال میں آزاد رہتے ہیں

سمجھتے ہیں جو گھر دُنیا کو وہ برباد رہتے ہیں
جو کوسوں بھاگتے ہیں اس سے وہ آباد رہتے ہیں

جو ہیں پابند تسلیم و رضا ہر حال میں خوش ہیں
جہاں خوش ہو کے تو رکھے وہاں دلشاد رہتے ہیں

اغثنا اے شہ والا کہ مارا نفس و شیطاں نے
یہ ہر دم درپئے ایذا و ستم ایجاد رہتے ہیں

یہ عالم ہیچ اگر پوچھو ہمیں سے رہتا ہے ویراں
عدم آباد رہتا ہے جہاں آباد رہتے ہیں

عجم میں ہمکو رکھا آپ نے اچھا بہت اچھا
سرِ تسلیم خم ہے ہر چہ بادا باد رہتے ہیں

نشیمن کر سنبھل کر طائرِ جاں شاخِ عنصر پر
کہ پتے پتے میں مخفی یہاں صیاد رہتے ہیں

فراقِ شیخ میں اے دل یہی باعث ہے جینے کا
یقیں اسکا ہے انکو ہر گھڑی ہم یاد رہتے ہیں

تخلص پر مرے آزاد جو حیراں ہیں ناداں ہیں
غلام اُس شہ کا ہوں جسکے غلام آزاد رہتے ہیں

زباں سے نبی کی ثنا چاہتا ہوں
میں کیا چیز ہوں اور کیا چاہتا ہوں

حبیب خدا سے خدا کا ہوں جویا
خدا سے حبیب خدا چاہتا ہوں

فنا جس کو ہے وہ بقا کب بقا ہے
بقا جس کو ہے وہ فنا چاہتا ہوں

سرِ عرش خلوت میں جس کو بُلایا
الٰہی اُسے بر ملا چاہتا ہوں

حبیب خدا تم ہو محبوب حق ہو
تمہیں میں بھی یا مصطفیٰ چاہتا ہوں

خدا سے ملاتا ہے جس کا تصوّر
میں وہ دلبر دلربا چاہتا ہوں

تمنائے گیسوئے حضرت ہے دل میں / ضیائے رُخِ پُر ضیا چاہتا ہوں

بڑھے دردِ عشق نبی دل میں یکسر / میں وہ دردِ افزا دوا چاہتا ہوں

مٹے نیستی تاکہ مل جائے ہستی / میں مٹنے سے پہلے مٹا چاہتا ہوں

صدا دونگا یہ گھر پہ جا کر خدا کے / میں راہِ درِ مصطفٰی چاہتا ہوں

میں ہوں کون چاہوں جو طور و تجلی / فقط دل میں تیری ضیا چاہتا ہوں

الست کا اک بار ارشاد پھر ہو / میں پھر دل سے کہنا بلیٰ چاہتا ہوں

اجل آئیگی یاد چشم نبی میں / کہ میں جام آبِ بقا چاہتا ہوں

شہ دین و دنیا ہو جو چاہو بخشو / مگر یہ نہ پوچھو کہ کیا چاہتا ہوں

اُٹھا دے جو اک دم میں دوری کا پردہ / وہ اعجاز دستِ قضا چاہتا ہوں

توجہ سے حضرت جماعت علی کی / فقط ایک راہ ہُدے چاہتا ہوں

تمنا ہے خوش مجھ سے مولا ہوں میرے / میں آزاد حق کی رضا چاہتا ہوں

نُور وہ اپنا دکھاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں / ظلمتِ دہر مٹاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

بڑھ کے جبریل بتاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں / قدسیوں کو یہ سناتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

شوقِ دیدار میں بیتاب ہیں حور و قدسی / دل کو پہلو میں دباتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

عقدۂ بخشش اُمت تھا بہت ہی مشکل / آج کیا حل کیے آتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

آہِ عاشق کی طرح جاتے ہیں سوئے افلاک / نازِ معشوق دکھاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

صورتِ مد ہیں سرِ عرش وہ بحرِ رحمت / جزر کا نقشا دکھاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

ہے عروج ایسا کہ منزل ہے عرش و افلاک / یہ نزول اپنا دکھاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

شان خالق ہے کہ ہے عرش پہ جلوہ اُن کا
فرش کو عرش بناتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

اللہ اللہ شہ والا کی وہ آمد آمد
عالم امر سجاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

دیکھ اے چشم تصور میں ہیں شیخِ عالی
دیکھ اب تجھکو دکھاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

خوش ہو آزاد کہ ہے اوج پہ قسمت تیری
تیرے مضمون بتاتے ہیں کہ وہ آتے ہیں

نبوت شہ کی کہتی ہے نہ تنہا میں ہدایت ہوں
عنایت ہوں کرامت ہوں محبت ہوں سخاوت ہوں

رسالت کہہ رہی ہے دیکھو آثارِ قیامت ہوں
ہدایت خلقتِ عالم میں ہوں خلقت کی غایت ہوں

کہا جب حشر نے بڑھکر کہ سنبھلو میں قیامت ہوں
شفاعت نے کہا ہنسکر کہ میں داور کی رحمت ہوں

میں اک سورت ہوں قرآں کی اشارہ مصحفِ رُخ کا
جبینِ پاک کا ایما کہ میں سجدے کی آیت ہوں

زبانِ حال سے یہ کہہ رہی ہے خاک اسکندر
میں مُشتِ خاک حسرت ہوں نہ دولت ہوں نہ شوکت ہوں

مرا کیا منہ ہے کس منہ سے ترے دربار میں آؤں
سیہ کاری سے نادم ہوں سراسر پُر خجالت ہوں

کہا کرتا ہے غافل آکے مرقد زیرِ پا تیرے
تغافل سے تو کیا جانے میں کسکی خاک حسرت ہوں

کہا یہ علم نے دولت سے ہم جب خرچ ہوں دونوں
تو گھٹنے والی دولت ہے میں بڑھنے والی دولت ہوں

خبر لیجے کہ اب ہے خادم مولا بھی نرغے میں
مسیحی دشمن جاں ہیں کہ کیوں کہتے ہو اُمت ہوں

مری نسبت بڑی ہے گو بظاہر کم ہوں ذرے سے
غلام نقشبند و بندۂ شاہِ جماعت ہوں

ثنا گوئی کا کیوں شیوہ نہ ہو آزاد اب میرا
غلام حضرت حسّاں ہوں اور مامور مدحت ہوں

رفعت میں پست چرخ سے تیری زمیں نہیں
ہم پایہ تیرے فرش کا عرش بریں نہیں

خاکِ درِ جناب کے قابل جبیں نہیں
میری جبیں تو خاک ہے عرش بریں نہیں

وہ ہے عیاں نہاں ہیں عیاں میں نہاں ہے وہ
نیرنگ یہ عجیب ہے کہ ہے اور کہیں نہیں

جس دل پہ تیرا نقش ہے بیشک نگیں ہے وہ
پتھر ہے جس پہ نام نہ ہو وہ نگیں نہیں

ناحق ہُما کو ہے ترے سایہ کی جستجو
جو شے بنی نہیں ہے وہ ملتی کہیں نہیں

ہاں ہاں یہی نکلا عرضِ شفاعت پہ لُطف سے
کہنے کا اب تو داورِ محشر نہیں نہیں

صدیق بولے سُنکر معراج شاہ سے
کیسے ہو تم کہ اس کا بھی تم کو یقیں نہیں

دنیا میں کیا نہیں ترے روضے کی ہونے سے
خُلدِ بریں نہیں ہے کہ عرشِ بریں نہیں

مہرِ منیر کیا نہیں خادم حضور کا
داغی غلام آپ کا ماہِ مبیں نہیں

تو نور تیرا دین بھی شمع آں بھی نور ہیں
اندھے ہیں جنکو اسکا بھی عین الیقیں نہیں

تیرا کرم نہ کم ہے نہ رحمت میں ہے کمی
ہم میں ہے یہ کمی کسی قابل ہمیں نہیں

بھجواؤ جلد شیخ کو للہ ہند میں
اندھیر ہے کہ شمع شبستانِ دیں نہیں

آزاد چاہتا ہے کرے عرض اور کچھ
مشکل ہے یہ کہ قابو میں طبعِ حزیں نہیں

فکرِ عاجز نہ ہے رسا مدحتِ سبحاں میں نہیں
حمدِ خالق کرے انساں کہ امکاں میں نہیں

شہ کا ہم پلہ کوئی عالمِ انساں میں نہیں
خاص انسان تو کیا عالمِ امکاں میں نہیں

کونسا احساں ہے جسمیں نہیں لُطفِ مولا
کونسا لطف ہے جو شاہ کے احساں میں نہیں

کونسی ہے وہ خطا جو نہیں دفتر میں مرے
کونسی ہے وہ عطا جو ترے احساں میں نہیں

اُسکا جلوہ تو سرِ بام ہے جلوہ افروز
تابِ نظارہ مگر دیدۂ حیراں میں نہیں

شہ کی کیا تیغ نظر میں نہیں آبِ حیواں
کیا حیاتِ ابدی گنجِ شہیداں میں نہیں

صبح نے پایا ہے خورشید یہ کیسا دیکھو
پھر نہ کہنا کبھی کچھ چاکِ گریباں میں نہیں

خانۂ دل ہی میں دیکھو اُسے بند آنکھوں سے
نخلِ ایمن میں نہیں سروِ چراغاں میں نہیں

بنگئیں میرے سیہ نامے کی سطریں زنجیر
مخلصی کی کوئی صورت مرے زنداں میں نہیں

سُننے والوں کو بھی کمبخت جلا دیتی ہیں
سرد آہوں کی جلن آتشِ سوزاں میں نہیں

پہلے جو بات تھی اک عام مسلماں میں ترے
یا نبی آج تو وہ خاص مسلماں میں نہیں

ہم میں کل خوبی تھی ایسی کہ فرشتوں میں نہ تھی
آج وہ ہم میں برائی ہے کہ حیواں میں نہیں

حشر میں کس کے کرم نے یہ دکھایا اعجاز
دیکھنے کو بھی خطا نامۂ عصیاں میں نہیں

خضر و الیاس سے کہدے کوئی اتنا جاکر
دلِ عاشق میں ہے جو وہ بحر و بیاباں میں نہیں

یہ بتا دے تمہیں تلوار چلانے والے
تیری تلوار میں وہ کیا ہے جو احساں میں نہیں

اُسکی رحمت کے لئے ایک بہانہ ہوتا
اشک کمبخت بھی کوئی مری مژگاں میں نہیں

المدد المدد اے شافعِ عصیاں میں چلا
ایک نیکی بھی مرے نامۂ عصیاں میں نہیں

قابلِ خاص کرم ہوں میں شفیعِ عالم
مجھ سا عاصی تو کوئی حشر کے میداں میں نہیں

کسی دلِ خستہ کے سینہ سے سبق لو اس کا
باب اس عشق کا سعدی کی گلستاں میں نہیں

چشمِ انجام نگر ہو تو ہیں دونو یکساں
فرق کچھ راج محل گورِ غریباں میں نہیں

شیخ نے بھر دی ہے آزاد کی ایسی جھولی
کہتا پھرتا ہے کہ کیا کچھ مرے داماں میں نہیں

صدقے میں ترے حق کے جو احسان بہت ہیں
مرہونِ کرم تیرے مسلمان بہت ہیں

کس منہ سے کہوں اور بھی ارمان بہت ہیں
پہلے ہی کرم شاہ کے احسان بہت ہیں

کیا جانیے انہیں پردے میں کیا جلوہ دکھایا
آئینۂ دل سینے میں حیران بہت ہیں

کہتے ہیں کہ جنت ترے صدقے میں ملیگی
اس صدقے کے لینے کو مسلمان بہت ہیں

ہم تیرے ہیں تو حق کا ہی حق تیرا ہے غفار / محشر میں ہمارے لئے سامان بہت ہیں

ہم پلہ ترے دامن والا کے کہاں وہ / یوں ہونے کو ہاں حشر میں دامان بہت ہیں

بیدرد جو انسان ہے انسان نہیں ہے / انسان کی صورت میں تو انسان بہت ہیں

پہنچادے ترا دست کرم خلد میں انکو / یہ اُمتی بھولے ترے انجان بہت ہیں

اے دستِ جنوں شوق سے تو کام کئے جا / کچھ فکر نہ کر اسکی گریبان بہت ہیں

کہتا ہی ترا خوانِ کرم رکھتا ہوں وسعت / کیا حرج ہے محشر میں جو مہمان بہت ہیں

کیوں تابش خورشیدِ قیامت کا ہو کھٹکا / جب آپ کے پھیلے ہوئے دامان بہت ہیں

شرم آتی ہے منہ ڈھانک کے جاتی ہیں کفن میں / اعمال پہ ہم اپنے پشیمان بہت ہیں

اے گیسوئے مشکین نبی عقدہ کشا ہو / ہندی ترے شوریدہ پریشان بہت ہیں

اک ہم ہیں جنھیں سہل بھی مشکل سے ہے مشکل / اک وہ ہیں جنھیں مشکلیں آسان بہت ہیں

بیحد ترے احسانوں کا اندازہ نہیں ہے / یہ کہنا بھی جائز نہیں احسان بہت ہیں

ہم بےسروسامانوں کو سامان سے کیا کام / جب حشر میں ہیں آپ تو سامان بہت ہیں

آتے ہیں جو مہمان تو لاتے ہیں مقدر / خوش ہوں مرے مہمان جو ارمان بہت ہیں

اے روح نہ غافل ہو نہ غافل ہو خدا را / غفلت میں تو نقصان مریجان بہت ہیں

آنیدہ و علی پور میں جو آتی ہے خلقت / کیا ڈر ہے یہاں شیخ کے دامان بہت ہیں

کیوں دیکھے کوئی اس ترے دیوان کو آزاد / مداحوں کو حافظ ہی کے دیوان بہت ہیں

کیوں بیٹھے ہیں منہ ڈالے گریبان میں آزاد / کیا دیکھا ہے آئینہ میں حیران بہت ہیں

کب ہمنے اسکو ڈھونڈا جو ہم کو ملا نہیں / اُسکا کرم تو یہ ہے کہ ہم سے جدا نہیں

اے دل جو بتلائے شہ دوسرا نہیں
بندہ خدا کا وہ نہیں اُسکا خدا نہیں

ہادی بھی آپ شافعِ عصیاں بھی آپ ہیں
اس شان کا کریم کوئی دوسرا نہیں

وہ کونسا ہے وقت کہ اسکی نہیں عطا
وہ کونسی گھڑی ہے کہ اپنی خطا نہیں

لیجاؤنگا میں ساتھ خیالِ رُخِ حضور
کیا ہرج ہے لحد میں جو بتی دیا نہیں

سچی طلب تو خود نہیں ناحق کا ہے گلہ
طالع کی یاوری نہیں بخت رسا نہیں

کعبے کی آرزو نہیں تو دل ہی سنگ و خشت
ہے کور آنکھ جس میں کہ طیبہ بسا نہیں

دُنیا کو جانتے تھے کہ دار المحن ہے یہ
افسوس کوئی کام بھی ہم سے ہوا نہیں

آزاد گو مجاز بھی ہے اپنے شیخ سے
غافل ہے ایسا گویا کہ کچھ جانتا نہیں

تو بھی ہو اور ہم بھی یہ موقعہ مگر کہاں
تیری خبر ملی تو پھر اپنی خبر کہاں

کُنہہ کو تیری پا سکے اتنا بشر کہاں
جلوے کی تیری تاب ہو اتنی نظر کہاں

خیر البشر سا کوئی جہاں میں بشر کہاں
ہم رنگ لعل ہوتا ہے کوئی حجر کہاں

عشقِ نبی کہاں دلِ خستہ جگر کہاں
سودائے زلف شہ کہاں آشفتہ سر کہاں

رہتا ہے تو شکستہ دلوں میں سُنا ہے یہ
اللہ تیری شان بنایا ہے گھر کہاں

چرخ و بُراق و قدسی و جبریل رہ گئے
چل کر کہاں سے پہنچے ہیں خیر البشر کہاں

کہتا تھا کعبہ میرا یہ قبلہ کدھر چلا
کہتا تھا عرش میرا یہ رشکِ قمر کہاں

دوری کو سمجھ سکے یہ حضوری میں رہ سکے
اتنا یہ دل کہاں ہے یہ اتنا جگر کہاں

اکلِ حلال اور نہ صدقِ مقال ہے
لب پر دُعا جو آئے تو اسمیں اثر کہاں

زلف و رُخِ نبی کا تصور ہے رات دن
ہم رنگ میرے بخت کے شام و سحر کہاں

سالک کی ہر مقام پہ کہتی ہے چشم شوق
ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوب تر کہاں

کہتی ہے آس نخل تمنا میں ڈھونڈیئے
کہتی ہے یاس ڈھونڈلو اس میں ثمر کہاں

میرے سیاہ نامے میں نیکی کا ذکر کیا
ایسی اندھیری رات میں نور سحر کہاں

کرلے جو ہم سفر یہ ہوائے مدینہ کو
کمبخت میری آہ میں اتنا اثر کہاں

قسمت میں تیرا عشق ہو دل میں تری ولا
حصے میں ہر جبیں کے ترا سنگِ در کہاں

گم گشتہ اُسکا کون و مکاں سے گذر گیا
اے بیخبر تو پائے گا اُسکی خبر کہاں

صورت نما ہے وہ تو حقیقت نما ہے یہ
کحل البصر ہے خوب مگر خاکِ در کہاں

دیدار حق میں آنکھ نہ جھپکی حضور کی
جانم فدا حضور سی حق بیں نظر کہاں

شاہوں کو موتی آپ کو آنسو پسند ہیں
تُو اے صدف کہاں یہ میری چشم تر کہاں

باد شمال کہنا دکن میں یہ شیخ سے
گم گشتہ تیرا ڈھونڈھے تجھے اے خضر کہاں

آزاد دل کے نقشے میں ڈھونڈا مگر یہی
اللہ کا گھر کہ ہر کو ہے مولا کا گھر کہاں

اسیر قربان ہوں اک شان بنے بیٹھے ہیں
دیکھو اے دل کہ مرجان بنے بیٹھے ہیں

دل اُڑا لیگئیں دزدیدہ نگاہیں جنکی
نیچی نظریں کئے انجان بنے بیٹھے ہیں

جاگزیں اب نہیں ہوتی کوئی حسرت دل میں
میزباں خود ہی وہ مہمان بنے بیٹھے ہیں

جانے کیا دیکھ لیا آپ نے طیبہ جاکر
ہند میں ایسے جو حیران بنے بیٹھے ہیں

ہند والے بھی اُنہیں یاد ہیں پوچھے کوئی
طیبہ میں شہ کے جو مہمان بنے بیٹھے ہیں

دل ترا کس لئے لیا ہے یہ مجھی سے ہے سوال
اسیر مرتا ہوں کہ انجان بنے بیٹھے ہیں

اپنا مولا تو ہے مہمان محمد آباد
ہم علی پور میں مہمان بنے بیٹھے ہیں

انکے دربار سے جائے گا نہ خالی آزاد
منبع جود و الاحسان بنے بیٹھے ہیں

عاجز ہیں تیرے شکر میں جو دل شکور ہیں
مولا ملے وہ انکو جو تیرے ظہور ہیں

جب عام نعمتیں تری رب غفور ہیں
جنت میں کیوں نہ جائیں جو اہل قصور ہیں

یہی نہیں زمین کی زینت حضور ہیں
رشک قمر ہیں عرش الٰہی کے نور ہیں

شہ کو بشر جو کہتے ہو ہاں ہاں ضرور ہیں
اسکا بھی کچھ خیال ہے وہ کس کے نور ہیں

جیتے ہیں جو حضوری میں جاکر ہی مر گئے
وہ جیتے مر گئے ہیں جو مولا سے دور ہیں

محشر میں لطف حق نے یہ فرمایا شاہ سے
جنت میں رکھئے ان کو یہ اہل قصور ہیں

دربان چرخ دیکھ کے ہک دھک سا رہ گیا
انگلی دبا کے دانتوں میں بولا حضور ہیں

لیل و نہار ہیں مرے دفتر کے دو ورق
اس میں خطائیں میری ہیں اس میں قصور ہیں

حضرت ہی اپنے ہادی ہیں دنیا میں قبر میں
حضرت ہی اپنے شافع روز نشور ہیں

خادم ہو شہ کا اور وہ دوزخ میں جل سکے
سچ جانئے حضور بڑے ہی غیور ہیں

رحمت نے مسکرا کے کہا شہ سے حشر میں
امت کے تیری بس یہی جرم و قصور ہیں

نور خدا کے نور نے بخشی ہے وہ ضیا
شیدی غلام آپ کے صد رشک طور ہیں

اللہ رے لطف شاہ کہ ارشاد والا ہے
وہ میرے ہیں ہوں انکا جو اہل قصور ہیں

آہ و فغاں و نالے سے سب راز کھل گئے
تیری ہی سب خطائیں دل ناصبور ہیں

رہتے ہیں دل میں شیخ دکن ہی میں کیوں نہ ہوں
باطن میں میرے پاس ہیں ظاہر میں دور ہیں

شاید پیالہ ساقی بیخود کا پی لیا
آزاد آج بزم سخن میں جو چور ہیں

طالعِ خُفتہ جو بیدار نظر آتے ہیں
خواب میں کس کے یہ دیدار نظر آتے ہیں

آج کچھ اور ہی آثار نظر آتے ہیں
دل میں آتے ہوئے سرکار نظر آتے ہیں

عقل سے خالی ہیں جو خالی ہیں عشقِ شہ سے
شہ کے دیوانے ہی ہشیار نظر آتے ہیں

قدسیوں نے شبِ معراج یہ موسیٰ سے کہا
ہو مبارک تمہیں دیدار نظر آتے ہیں

دیکھ اے یاس کہ اب رحمتِ حق اور ہو گی
بخشواتے ہوئے سرکار نظر آتے ہیں

ہو نہ ہو حشر میں کچھ بات تو ایسی ہی ضرور
مطمئن سے جو گنہگار نظر آتے ہیں

شہ کے مجنوں کو رہِ طیبہ میں اللہ اللہ
خارِ صحرا گُلِ بیخار نظر آتے ہیں

اپنے ہی مولا کا دُنیا میں ہے یہ سارا ظہور
عقبیٰ میں اپنے ہی سرکار نظر آتے ہیں

ساری دُنیا کی نگاہیں ہیں اُنہیں پر دیکھو
ساری دُنیا سے جو بیزار نظر آتے ہیں

رحمتِ حق نے کہا داورِ محشر سے یہی
قابلِ رحم گنہگار نظر آتے ہیں

بند آنکھوں سے ذرا سر کو جُھکا کر دیکھو
دل میں بیٹھے ہوئے سرکار نظر آتے ہیں

طالبِ دُنیا تو دنیا میں ہے دنیا ساری
طالبِ مولا تو دو چار نظر آتے ہیں

تو نے بازارِ قیامت تو زلیخا دیکھا
سچ بتا کون طرحدار نظر آتے ہیں

آنکھوں سے دل نے کہا حصہ ہو اپنا اپنا
یار مجھکو تمہیں اغیار نظر آتے ہیں

ہاں نکیرین ذرا ہوش میں آنے دو مجھے
آج مر مر کے یہ دیدار نظر آتے ہیں

کس نے انعام یہ بخشا ہے چمن کو یارب
پھول جتنے ہیں وہ زردار نظر آتے ہیں

بھائی بیدل کی جو بچی کی ہے شادی اے دل
ہر طرف شادی کے آثار نظر آتے ہیں

بارور ہو گیا بیدل کا نہالِ اُمید
آج ہر شاخ میں اثمار نظر آتے ہیں

اور بیدل تجھے انعام ملیگا حق سے
غیب داں ہم نہیں آثار نظر آتے ہیں

دل ناکارہ سمجھتا ہے کہ میں بھی کچھ ہوں | شیخ والا جو خریدار نظر آتے ہیں

درد دل بھی جو سخنور کا ہو شامل آزاد
پھر تو کچھ اور ہی اشعار نظر آتے ہیں

ضیا ہے ماہِ تاباں میں نہ ضو ہے مہر رخشاں میں | کوئی جلوہ فزا ہے اور ہی اس بزم امکاں میں
دکھائے جس نے دیکھا ہو جو شہ سا کوئی انساں میں | ہدایت میں کرم میں خُلق میں رحمت میں احساں میں
چھپایا گوشۂ دامن سے میدانِ قیامت کو | خدا رکھے بڑی وسعت ہے میرے شہ کے داماں میں
نظر آتا ہے جلوہ لامکاں کا سر کے جھکتے ہی | نہاں کیا دور ہیں آئینہ ہے چاک گریباں میں
نہ ہم روکیں نہ تم ٹوکو غلامانِ محمد کو | ہوا ہے عہد باہم شہ کے درباں اور رضواں میں
شب معراج ہے پردہ بھی ہے جلوت بھی خلوت بھی | خدا جانے کہ کیا کیا علم ہے اس رازِ پنہاں میں
مسافر پروری تیری عجب اے دشتِ طیبہ ہے | ثمر جنت کے ملتے ہیں ترے خار مغیلاں میں
جھروکے اُنکے درشن کے ہیں داغِ سینۂ عاشق | کہاں یہ بات گلشن میں کہاں سروِ چراغاں میں
بنا کرتا ہے ہر اشکِ ندامت خلد کا موتی | عجب تاثیر ہے اے ابر نیساں چشم گریاں میں
جھلک سی بند ہو جاتی ہیں آنکھیں سر کے جھکتے ہی | خدا جانے کہ کس کا جلوہ ہے میرے گریباں میں
گنہگاران اُمت حشر میں کیا ہو گئے یارب | شفاعت ڈھونڈتی پھرتی ہے جو محشر کے میدان میں
نہ پائی جب جگہ خالی بنایا غین یوں شہ نے | کہ ساری کٹ گئی سطریں تھیں جتنی فرد عصیاں میں
شہیدِ ناز مولا اے سکندر تجھ کو ہونا تھا | کہ ملتی ہے حیات جاوداں گنج شہیداں میں
کہا حسرت سے مجنوں نے کہ دوزخ دشتِ فرقت ہے | وہی کچھ لوگ جنت میں ہیں جو ہیں کوئے جاناں میں
یہ کسکا ذکر ہے محفل میں کس کی یاد آئی ہے | یہ کسکی پھرتی ہے تصویر ایسی چشم حیراں میں
وہی دسویں صفر کی آج پھر تاریخ آئی ہے | چھپا مہر کریم اپنا اسی شام غریباں میں

نہ پوچھو خون کیوں جاری ہے کیوں اتنی ہے بیچینی
جوانا مرگ شہ کا نشترِ غم ہے رگِ جاں میں

دلِ ظلمت کدہ میں میرے وہ دن رات رہتا ہے
مرا یوسف رہا کرتا ہے خود میرے ہی زنداں میں

مہ و خورشید کا چشمے میں جیسے عکس ہوتا ہے
رخِ مولا کا یوں نقشا ہے میری چشمِ گریاں میں

قیامت میں تہیدستوں کی دولت اسکو بننا ہے
چھپا ہے اسلئے گنجِ عنایت خاکِ ویراں میں

نہ وہ عیسیٰ نفس آئے نہ یہ آزارِ جاں جائے
عجب کچھ معرکہ آ کر پڑا ہے درد و درماں میں

نہیں بے وجہ سرخ آنکھیں ہمارے نوحہ خوانوں کی
پرو کر لائے ہیں ٹکڑے جگر کے نوکِ مژگاں میں

عجب ہیں راز کی باتیں عجب ربطِ نہانی ہے
ہمارے سوزِ باطن میں تمہارے حسنِ پنہاں میں

جنابِ حضرتِ اعلیٰ ترے قبلہ مرے کعبہ
جہاں میں ایک ہیں مہر و محبت لطف و احساں میں

خدا رکھے سلامت انکو اپنے فضل و رحمت سے
کہ ہم ہیں زیرِ سایہ انکے وہ ہیں ظلِ سبحاں میں

ہمیں معلوم ہے آزادؔ بیخود کی عنایت ہے
نہیں تو بیخودی کا رنگ یہ ہو تیرے دیواں میں

روشن ہو شمع جس طرح اپنی نقاب میں
جلوے دکھا رہا ہے وہ کیا کیا حجاب میں

معراج میں وہ قرب تھا حق کی جناب میں
ناز و نیاز ایک تھے ادنیٰ حجاب میں

جو دیکھتے ہو آیۂ رحمت کتاب میں
ہے شرح اسکی صورتِ رحمت خطاب میں

یارب یہ کس کے نور سے روشن ہے کائنات
کسکی ضیا قمر میں ہے ضو آفتاب میں

کیوں ہو نہ اپنے شیب میں رفعت کا آفتاب
غارِ حرا میں جو رہے عہدِ شباب میں

کس کے فروغِ رخ کا یہ صدقہ ہے اے خدا
مہکا ہوا شہاب جو آیا گلاب میں

نورِ خدا کے جسم کا سایا ہے آفتاب
تم ڈھونڈتے ہو سایا کہاں آفتاب میں

سوچا کئے حضور کی یکتائی کی مثال
نکلی تو بیمثالی ہی نکلی جواب میں

ساقی کی چشم مست سے ساغر وہ دو ملے
کونین کا سرور ہے جنکی شراب میں

کھلتی نہیں ہے رازِ حقیقت کی یہ گرہ
دریا میں ہے حباب کہ دریا حباب میں

مولا یہ حشر والوں کی عرض نجات اب
کسکی جناب میں ہے تمہاری جناب میں

مر مر کے جو گذاری ہے ہجر نبی میں عمر
یارب شمار ہوتی ہے وہ بھی حساب میں

کچھ بھی بچیں نہ چشم کرم میں تو روزِ حشر
جتنی خطائیں میری تھیں فرد حساب میں

ایسا خلیق شیخ نہ ہوگا زمانے میں
اپنا یہ اعتقاد ہے حضرت کی باب میں

کیا جانے کیوں یہ کہتے ہیں آزاد فرد ہے
ناکارہ ایک شخص ہے اپنے حساب میں

اللہ رے شکر حضرت پروردگار میں
ہر برگِ گل زبان ہے گویا بہار میں

صرفِ زباں ہو وصف شہ ذی وقار میں
جبتک کہ جان باقی ہے اس جان نثار میں

صدقہ ملا ہے یہ رخ و گیسوئے شاہ کا
نکہت جو گل میں بو جو ہے مشک تتار میں

سب کی نظر ہے آپ پہ اللہ رے وقار
گو اور انبیا بھی ہیں روز شمار میں

کانٹے بھی اب نگاہ میں اسکے ہیں پھول سے
اللہ رے پھول کیا بسے چشم ہزار میں

میرے سیہ نامے کو دیکھیں گے نور حق
اتنی جھلک ہے صبح کی شبہائے تار میں

سچ ہے کہ عشق بس اسی بلبل کا عشق ہے
جسکا ہو ایک رنگ خزاں میں بہار میں

قابو ہے اپنا دل پہ نہ قسمت پہ اقتدار
یہ اختیار میں ہے نہ وہ اختیار میں

لیکر گئے ہیں دل میں خیال رخ حضور
اک نور سی ہے شمع فروزاں مزار میں

عصیاں پہ مرے شاہ نے کچھ سوچا پھر کہا
وسعت بہت ہے رحمت پروردگار میں

آنکھوں سے دل نشیں کو چھپایا ہے عمر بھر
اتنا رہا ہے ضبط دل پردہ دار میں

اللہ رے اپنے شاہ کی ذرہ نوازیاں
خود آئے ہیں سنبھالنے ہم کو مزار میں

کیوں عمر بھر نہ بادیہ پیما ہی وہ رہے
تقدیر جسکی لکھی ہو خطِ غبار میں

یارب سکون اسکو جو ہوتا نہیں کبھی
کیا رکھ دیا ہے تو نے دلِ بیقرار میں

دیکھیں گے اب تو دیکھیں گے جلوہ ہی یار کا
جاتے ہیں بند آنکھیں کئے ہم مزار میں

ساقی وہی ہیں ساغر و مینا و مے وہی
لیکن کہاں وہ ذوق دلِ بادہ خوار میں

اے طیبہ تیرے گلشنِ اقدس کا کہنا کیا
جنت کا رنگ ہے ترے صحرا کے خار میں

ہو جائے وقتِ نزع جو رویت حضور کی
آجائے جان اور ہی پھر جاں نثار میں

اے شیخ بیشمار ہیں وہ آصف جناب کے
میں بھی شمار میں رہوں روز شمار میں

آزاد تم وہ بلبلِ ناداں کی ہو مثال
کھوئی ہو جس نے عمر سبھی عشق خار میں

یگانے سے جو یوں بیگانہ میں ہوں
کہاں فرزانہ ہوں دیوانہ میں ہوں

کرم اسے جذبۂ شمع تجلی
شکستہ بال و پر پروانہ میں ہوں

کہاں ہے شاہ کی زنجیر کا غل
کہ اک سودا زدہ دیوانہ میں ہوں

کبھی دیکھی تھی چشم مست ساقی
ابھی تک نرگس مستانہ میں ہوں

یگانہ وہ ہے جو ہے ساتھ میرے
میں اس سے دور ہوں بیگانہ میں ہوں

کوئی دیکھے سنے کیا حال میرا
جہاں میں اک کہن افسانہ میں ہوں

نکیوں پھر سب کریں پامال مجھکو
روش پر سبزۂ بیگانہ میں ہوں

جسے ملتا نہ ہو صحرا اے طیبہ
وہ اک وحشت زدہ دیوانہ میں ہوں

نہ ہو جسکو خبر کیا گذری مجھ پر
وہ اشکِ دیدۂ مستانہ میں ہوں

مے غفلت سے ہوں مدہوش ایسا
کہ اُس سے بیخبر مستانہ میں ہوں

جو بے شمع جلا ہو عمر بھر ہی
وہ اک جان سوختہ پروانہ میں ہوں

مجھے طول امل نے مسیکے مارا
جو دل دیکھو تو اک بتخانہ میں ہوں

فقط اک ساقیٔ بیخود کے خُم سے
ذرا سی پی کے یوں مستانہ میں ہوں

پلاؤں شیخ کیونکر تیری صہبا
کہ اک ٹوٹا ہوا پیمانہ میں ہوں

سمجھتے ہیں مجھے آزاد جیسا
بہت شرمندہ ہوں ایسا نہ میں ہوں

یہ دیکھتا ہوں روضہ خیر البشر کو میں
اللہ دل ہی دیدوں نکیوں اب نظر کو میں

کعبے میں جو غروب تھا طیبہ میں جو طلوع
اب ڈھونڈتا ہوں پھر اُسی شام وسحر کو میں

بیتاب ہیں یہ کعبہ و طیبہ کے ہجر میں
اب دل کو میں سنبھالوں کہ تھاموں جگر کو میں

دیکھا ہے جو دعا کے اثر سے حجاز کو
اپنی دعا کو پیار کروں یا اثر کو میں

پیکِ خیال عرض رساں ہو حضور میں
دل ہی نہ دوں سواری میں کیوں نامہ بر کو میں

پھر دن میں جستجو ہے اُسی رشک مہر کی
پھر ڈھونڈتا ہوں شب اُسی رشکِ قمر کو میں

بار گنہ سے شافع عصیاں پہ آنکھ ہے
جب دیکھتا ہوں ٹوٹی سی اپنی کمر کو میں

مجھ سے نہ پوچھو طیبہ جو آنکھوں میں بس گیا
کیا دیکھتا ہوں ہند میں دیوار و در کو میں

ساغر بھرا جو اشکوں سے دردِ فراق میں
بھیجوں گا نذر اس شہ والا گہر کو میں

یارب دیا ہے تو نے جو مکے مدینے میں
لیجاؤں ساتھ اب اسی زادِ سفر کو میں

دیکھونگا جب لحد میں جمال رُخِ حضور
کر دونگا نذر آپ کی اپنی نظر کو میں

دست دعائے شیخ سے دیکھا ہے جو حجاز
پھر چاہتا ہوں ایسی دعا و اثر کو میں

آزاد نکلی آنکھوں سے جو دل کی آرزو
کیوں بڑھ کے دل سی سمجھوں نہ اب چشم سر کو میں

کرم کرتے ہیں جب ستم دیکھتے ہیں
ستمگر بھی شہ کا کرم دیکھتے ہیں

یہ صدقہ ہے شہ کا جو ہم دیکھتے ہیں
جدھر دیکھتے ہیں کرم دیکھتے ہیں

نبی کا جو بیت الحرم دیکھتے ہیں
وہ دنیا میں باغ ارم دیکھتے ہیں

نبی کا جو فیض اتم دیکھتے ہیں
خدا کا وہ گویا کرم دیکھتے ہیں

الٰہی یہ محشر ہے یا بحر رحمت
کہ یوں موجزن ہم کرم دیکھتے ہیں

تری بے نیازی کی یہ شان اللہ
ترے گھر پہ قابض صنم دیکھتے ہیں

الٰہی یہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے
بتوں کو خدا بنتے ہم دیکھتے ہیں

بڑے غور سے حشر میں انبیا سب
تمہیں یا شفیع الامم دیکھتے ہیں

وہ دیکھیں گے پھر دن میں خورشید کو کیوں
جو صورت تری صبحدم دیکھتے ہیں

ہوئی مغفرت شہ کے صدقہ میں اپنی
اُتارے میں شہ کے ارم دیکھتے ہیں

دکھایا وہ عقبیٰ کو دنیا میں شہ نے
کہ کل دیکھتے آج ہم دیکھتے ہیں

سر حشر حیرت زدہ حشر والے
شفاعت کا رنگ کرم دیکھتے ہیں

پڑے انکی عقلوں پہ یہ کیسے پتھر
تجھے دیکھنا تھا صنم دیکھتے ہیں

مرے شہ نے آنکھوں سی دیکھا ہی حق کو
سر عرش شہ کے قدم دیکھتے ہیں

جو کرتے ہیں پیرو ترے طوف کعبہ
کہیں تیرا نقش قدم دیکھتے ہیں

وہ ہیں دور بیں چشم بد دور مولا
سر لوح چلتا قلم دیکھتے ہیں

مدینے کا نقشا ہے آنکھوں میں اپنی
بڑے غور سے خلد ہم دیکھتے ہیں

خدا بنکے کوئی اسے دیکھتا ہے
اے شدّاد بندے ارم دیکھتے ہیں

تمہارے سوا کوئی شافع ہمارا
نہ تم دیکھتے ہو نہ ہم دیکھتے ہیں

یہی اپنی ڈھارس ہے یہ آس اپنی
سیہ نامہ شاہِ کرم دیکھتے ہیں

نہ پوچھو غلامانِ سرکارِ طیبہ
حضوری میں کیا کیا کرم دیکھتے ہیں

جماعت علی شاہِ مولا ہمارے
تمہیں شیخوں میں خاص ہم دیکھتے ہیں

کہو آج **آزاد** تشویش کیا ہے
بہت تم کو اُلجھن میں ہم دیکھتے ہیں

ردیف واؤ

کب شفا کی ہے تمنا ترے بیماروں کو
یا نبی یہ تو دعا دیتے ہیں آزاروں کو

چشمِ رحمت بھی ادھر چشمِ شفاعت بھی ادھر
پیار سے دیکھتی ہیں دونو گنہگاروں کو

بھاگتے پھرتے ہیں یہ اور تماشا یہ ہے
ڈھونڈتا پھرتا ہے چارہ ترے بیچاروں کو

بخطاؤں کو خطا کرنے کا ارماں ہوگا
ساتھ لیجائیں گے مولا جو خطاواروں کو

کیوں نہ اُمت کی کراماتیں ہوں شہ کا اعجاز
جو خزانے میں ہے وہ ملتا ہے فواروں کو

ایک ہم ہیں کہ سرِ حشر ہیں چھپتے پھرتے
اک وہ ڈھونڈتے پھرتے ہیں گنہگاروں کو

پنجۂ دستِ مسیحائی میں دیکر ان کو
اور آزار میں ڈالا ترے بیماروں کو

زاہدِ خشک کی یارب نظر ان کو نہ لگے
بھر کے ساغر جو پلاتے ہیں گنہگاروں کو

پھول کی قدر نہ اس باغِ جہاں میں ہوتی
پہلے شاخوں سے لگاتے نہ اگر خاروں کو

دن کو بیداری میں وہ حافظِ قرآں ہوگا
شب کو جو خواب میں دیکھے تری رخساروں کو

ہم سیہ کاروں کو طیبہ میں بلا لیں مولا
جیتے جی خُلد ملے ہم سے گنہگاروں کو

یہ شفاعت نے سرِ حشر منادی کردی
دینگے جنت اُسے جو لائے گنہگاروں کو

جرمِ عصیاں میں فقط ضبطیٔ دوزخ ہو گو
اور سب کچھ ملا اُمت کے گنہگاروں کو

حشر میں صدقہ ملا شہ کی شفاعت کا ہمیں
ورنہ یہ خُلد کہاں ہم سے گنہگاروں کو

شیخ والا کو ملیں خوبیاں ساری شہ سے
اور خود شیخ ملے ہم سے گنہگاروں کو

گیسوئے مشکیں کے صدقے میں عجب کیا آزادؔ
چھوڑدیں وہ سرِ محشر جو سیہ کاروں کو

موزوں تھی خود وہ آپ ہی اپنی جواب کو
اوّل بنا کے بھیجا جو آخر جناب کو

واصل خدا سے دیکھا جو ذات جناب کو
کیا کیا حجاب آئے ہیں ادنیٰ حجاب کو

ہم چاہتے ہیں دیکھنا روشن کتاب کو
للہ اُٹھاؤ مصحفِ رُخ سے نقاب کو

توقیر ہے خطاب کی شہ کے خطاب سے
اعزاز ہے جناب سے لفظِ جناب کو

ادنیٰ حجاب اس لئے رکھا تھا وصل میں
پردے میں کچھ بتانا تھا عالیجناب کو

کیوں رشکِ صد شباب نہ ہو شیبِ احمدی
غارِ حرا میں کیسا گذارا شباب کو

حضرت جو چاہیں ذرے سے گھٹ جائے آفتاب
چاہیں بڑھائیں دریا سے دم میں حباب کو

شق القمر نہ ہوتا جو انگشتِ پاک سے
کس طرح چومتا وہ ہلالِ رکاب کو

سائے کو جبکہ کہتے ہیں ضو رُو دُم ہی یہ
کیونکر یہ ملتا آپ سے پھر لاجواب کو

دشمن بھی ڈھونڈھتے ہیں تو ملتا نہیں پتا
رحمت نے یوں چھپا یا ہی شہ کے عتاب کو

حضرت کو پھر ملیگی نہ قرآن سی کتاب
حضرت سے پھر ملیں گے نہ صاحب کتاب کو

شہ کی طلب میں غولِ بیاباں ہے خضرِ راہ
دریا ہی پائے تشنہ جو دیکھے سُراب کو

کیا شان ہے حضور کی جبریل شوق میں — جاتے ہیں جھومتے ہوئے تھامے رکاب کو
لکھا جو فرد ہستی پہ گنجان وصفِ شہ — عینک کی احتیاج ہوئی آفتاب کو
ظاہر یہی تھا کرنا کہ ابر کرم ہیں آپ — سر پر نثار رکھا ہمیشہ سحاب کو
ٹکتا نہیں ہے سینے میں پھرتا ہے کو بکو — حضرت سنبھالئے دل خانہ خراب کو
پیری میں آرزو ہے کہ واپس اگر ملے — پھر خاک میں ملاؤں میں اپنے شباب کو
کہنا نسیم جاکے خدارا یہ شیخ سے — للہ جگاؤ آکے ذرا مستِ خواب کو

آزاد اپنے دل میں تمنا ہے اب یہی
خود ہی سناؤں نعت میں جاکر جناب کو

سہارا اے نبی یہ ہے شفیع المذنبیں تم ہو — کریم العالمیں تم ہو رحیم العالمیں تم ہو
مری روحِ رواں تم ہو تو پھر ہو دور کیوں مجھ سے — سبب کیا یا نبی اسکا کہیں میں ہوں کہیں تم ہو
جو دیکھا چاند سے چہرے کو شہ کے عرش یہ بولا — مرے شمس الضحیٰ تم ہو مرے ماہِ مبیں تم ہو
مجھے ذرے سے نسبت ہے تمہیں خورشید کہتے ہیں — مقدر پر میں نازاں ہوں کہیں میں ہوں کہیں تم ہو
خدا کی ذات بے ہمتا و یکتا جس طرح دیکھی — عدیم المثل و لاثانی یونہی اے شاہِ دیں تم ہو
شبِ معراج کے رازوں سے اپنی عقل حیراں ہے — ابھی تھے عرش کی زینت ابھی زیبِ زمیں تم ہو
کہونگا شیخ سے جاکر مری یہ جھولی اب بھر دو — غریب المسلمیں میں ہوں امیر المومنیں تم ہو

چلو آزاد ہم تم کو ملائیں شیخ والا سے
یہ کیا ہے لطف جینے کا کہیں وہ ہیں کہیں تم ہو

شافعِ حشر نے دوزخ سے بچا کر مجھکو — کہدیا جاؤ ادھر خلد دکھا کر مجھکو
گم کیا خواب میں بھی جلوہ دکھا کر مجھکو — رخِ روشن بھی دکھایا تو چھپا کر مجھکو

آنکھ پڑتی نہیں اب اور یہ اللہ اللہ
محو کچھ ایسا کیا جلوہ دکھا کر مجھکو

میں قسم کھا کے یہ کہدونگا کہ جنت دیکھی
شہ دکھائیں گے اگر روضہ بلا کر مجھکو

رنگ نیرنگیٔ قدرت تھا دکھانا منظور
یوں بنا کر مجھے اور ایسا مٹا کر مجھکو

کیوں ملی آنکھیں کہ ہستی کا تماشا دیکھا
خاک ہی کرنا تھا مولا جو مٹا کر مجھکو

رکھتی ہے سلسلۂ بیم و رجا کی پابند
بے نیازی تری آزاد بنا کر مجھکو

کیا عجب بخشدے جو شان کریمی اسکی
شافع حشر کا احسان جتا کر مجھکو

درد فرقت ترا بنجائیگا خود ہی چارہ
دل میں یہ بیٹھ کے لائیگا اٹھا کر مجھکو

تو نے اے بخت کیا اور زیادہ محجوب
شیخ کے حلقۂ خدام میں لا کر مجھکو

توسن عمر ہے چالاک بہت اے آزاد
یہی لیجائے گا اک روز اڑا کر مجھکو

خدا کی شان ہے جلوہ نمائے دو جہاں تم ہو
خدا رکھے یہاں تم ہو خدا رکھے وہاں تم ہو

تمہارے نور سے روحانیوں کا دل بھی روشن ہے
بنے ہیں خاک ہی جو انکی بھی روحِ رواں تم ہو

ہویدا نورِ حق تم سے ہو شانِ حق کے تم مظہر
کہ آنکھوں میں عیاں ہو کر دلوں میں بھی نہاں تم ہو

شبِ معراج کیا جانے کوئی منزل کہ عالی
کسی کو کیا خبر اسکی کہ کس کے میہماں تم ہو

سیاہی کا شب اسریٰ کی رخ پر تل بنا لینا
جہاں کی ہے نظر تم پر وہ محبوب جہاں تم ہو

ملی سبکو سر بلندی جس کو وہ تم ایک ہو مولا
قد زیبا ہے جسکا ایک وہ جانِ جہاں تم ہو

عدو کو کرتے ہیں زخمی تم دعائیں انکو دیتے ہو
دکھا تو دے کوئی ایسا کہ جیسے مہرباں تم ہو

کوئی پیر شیخ سے کہدے سنبھالو اپنے خادم کو
گدا پر لطف ہو جائے کہ شاہِ خسرواں تم ہو

تمہیں شاگرد بجز دکھانا نہیں ہونا تھا اے آزاد
تمہیں اردو سے کیا نسبت کوئی اہل زباں تم ہو

بہت مشکل ہے اے آزاد نعت حضرت والا
ذرا سوچو کہاں یہ منزل عالی کہاں تم ہو

شب اسریٰ عروج حضرت خیر البشر دیکھو
نظر آتی ہے کیا شان خدا اک عرش دیکھو

ادھر بچوں کی شادی ہے ادھر قبلے کا جلوہ ہے
ہوا کرتا ہے یوں نخل تمنا باردر دیکھو

مری بزم طرب میں خود مسرت بنکے آئے ہیں
کرم فرما ہیں مجھ پہ شیخ میرے کس قدر دیکھو

نہ بنا میرا تم دیکھو نہ دیکھو تم مری صورت
مری گڑی بنانے والے بیٹھے ہیں ادھر دیکھو

عزیز من نثار احمد دعائیں دل سے دو مجھکو
تمہارے گھر جو آیا ہے مرا رشک قمر دیکھو

سیہ دہوں مجھے محفل میں پہلو میں جگہ دیجے
بہت ہیں دیکھنے والے نہ ہو جائے نظر دیکھو

جو مجھ سے پوچھتے ہو شیخ بیکا نیر جائیں گے
ابھی تو کہہ نہیں سکتا ہوں تم سے کچھ مگر دیکھو

لیے بیٹھا ہے حلقے میں پرستاران صورت کو
ستاروں میں ہوا جلوہ فگن رشک قمر دیکھو

اثر لائی ہے یہ کسکی دعا جو آج سنتے ہیں
عجب دولہا بنے آزاد کے دونوں پسر دیکھو

ہوا خواہان دولت آج مالا مال ہو جائیں
لٹاتا ہوں میں بزم شیخ میں اپنے گہر دیکھو

محبت ہمنواؤں کی اگر دیکھی نہیں تم نے
یہاں آؤ مری محفل میں یہ والا گہر دیکھو

دعا ہے اے مرے قبلہ مسرت شہ کی لونڈی ہو
غلاموں کے یہاں یوں شادیاں شام و سحر دیکھو

دعا ہے رات دن شہ کا دعا گو میں رہوں آزاد
دعاؤں کو مری دیکھو دعاؤں کا اثر دیکھو

شکر صد شکر اے خلاق زبان اردو
فضل سے تیرے نمایاں ہوئی شان اردو

نعت مولا میں بہت کام نئے ہیں اس سے
کیوں نہ پیاری ہو دہن کو یہ زبان اردو

دفتر حمد و ثنا نعت حبیب خلاق
ترا سرمایہ سبحان اللہ ہے دکان اردو

اُردو والوں کو جو ہوتی ہے حضوری شہ کی
لطف سے بولتے ہیں آپ زبانِ اُردو

نعت والا کے مضامین سے اللہ اللہ
اونچے اونچے ہے جنت میں مکانِ اُردو

کیا نشاں پوچھتے اُردو کا ہو اُردو والو
دلی کے مٹیا محل پر ہے نشانِ اُردو

تم نے دیکھا نہ تھا اُس روز پھریرا اُڑتا
ہاں وہی ہے وہی اونچا سا مکانِ اُردو

جسم اُردو کا تو اس مٹیا محل کو سمجھو
اس میں رہتا ہے جو بیخودؔ وہ ہی جانِ اُردو

یا تو آغوش میں اُردو کے پلا ہے بیخودؔ
یا پلی گود میں بیخودؔ کے زبانِ اُردو

کر گئے نذر زباں شہر خموشاں والے
مرنے والوں نے اسے سونپی ہی جانِ اُردو

جاری اقلیم سخن میں ہے اسی کا سکّہ
آج قبضے میں اسی کے ہے جہانِ اُردو

کیوں نہ کھنچ جائے مقابل جو ہو اسکی کوئی
اسکی چلتی ہوئی ہے تیغ زبانِ اُردو

آج اقلیم سخن کا ہے شہنشہ بیخودؔ
اسکے گھر پر اُڑا کرتا ہے نشانِ اُردو

آج ہیں اہل سخن اس کے کرم کے مہماں
بہرہ اندوز اسی سے ہے زبانِ اُردو

اسکے انداز کے مشتاق ہیں اُردو والے
اسکی ہر آن پہ قربان ہے جانِ اُردو

دھاک کچھ ایسی بٹھائی ہے زباں نے اسکی
ہو گیا اور سے کچھ اور گمانِ اُردو

سکۂ وقت کی ٹکسال ہیں باتیں اسکی
ایسا ڈھونڈا نہ ملیگا ہمسرانِ اُردو

خوش بیانی پہ جو تلتی ہے طبیعت اسکی
ناز کرتی ہوئی آتی ہے زبانِ اُردو

کہیں انداز فصاحت ہی کہیں طرز بلیغ
آج قبضے میں اسی کے ہے عنانِ اُردو

اسکو طیبہ سے سند ملگئی مقبولی کی
اب تو کچھ اور کہیگی یہ زبانِ اُردو

کیوں نہ پھر نعت کے مضموں ہوں اُردو میں ادا
شیخ والا کو ہے مرغوب زبانِ اُردو

خوشہ چیں ہوں اُسی بیخودؔ کی زباں کا میں بھی
جس کی ممنون ہے آزادؔ زبانِ اُردو

اُسی کا جلوہ ہے ہر سو جدھر دیکھو جہاں دیکھو
فلک دیکھو زمیں دیکھو وہاں دیکھو یہاں دیکھو

یہ کس کے رُخ کا جلوہ ہے یہ کس کے نور کا پرتو
بنے جو نور کے بُکے زمین و آسماں دیکھو

تری رحمت کے ہم صدقے کرم پر تیرے ہم قرباں
ہمارے گھر یہ یوں بھیجے ہیں یہ خضر جہاں دیکھو

ہوا اٹھکیلیاں کرتی ہوئی یہ کہتی پھرتی ہے
وہ بیکانیر میں آئے سلیمانِ زماں دیکھو

خدا کی شان ہے خورشید خود ذرے کے گھر آئے
مرا یہ میزباں خود بن کے آیا میہماں دیکھو

بنا پھر مصر کا بازار یہ آزاد کا کلبہ
ہوا پھر جلوہ فرما وہ مہ کنعاں یہاں دیکھو

بظاہر گو یہ دلبر ہے بباطن روح افزا ہے
یہ یوسف ہے عیاں دیکھو مسیحا ہے نہاں دیکھو

عرب ہے اسکا مستانہ عجم ہے اس کا دیوانہ
ہے عالم اسکا پروانہ جدھر دیکھو جہاں دیکھو

شہید ناز کو اس کے بھلا مرنے سے کیا نسبت
مرے عیسیٰ کے کشتوں میں حیات جاوداں دیکھو

نہ خود ہی آئے ہیں بیخود کو بھی وہ ساتھ لائے ہیں
کرم فرماتے ہیں کیا کیا مرے شیخ زماں دیکھو

یہ بیخود دلی کا اُستاد اُردو اسکو پیاری ہے
مرا یہ شاہجہاں اُردو کا کیا ہے قدرداں دیکھو

نظر والے ہیں بیخود اُنکو یہ کہہ کر دکھاتا ہوں
مرے اُستاد کیسے ہیں مرے شیخ زماں دیکھو

کہے دیتا ہوں میں آزاد سے تو کچھ نہیں ہونا
تم اپنی نسبت والا کو اے شیخ جہاں دیکھو

دل کو کیا دیکھتے ہو دل کے مکیں کو دیکھو
کھول کر آنکھ ذرا پردہ نشیں کو دیکھو

پھر نظر آئے گا آنکھوں سے خدا بھی تمکو
چشم حق بیں سے اگر سرور دیں کو دیکھو

ہو اگر مد نظر دیکھنا حق کا پیارا
نیچی نظروں سے کسی خاک نشیں کو دیکھو

کسکا نقش اسپہ ہوا نام کھدا ہے کس کا
یہ بھی حلقے میں ذرا دل کے نگیں کو دیکھو

شب اسریٰ کہا جبریل نے اُٹھو مولا
سوئے بالا چلو اب عرش بریں کو دیکھو

چاندنی میں تو بہت چاند کو دیکھا تم نے
آؤ دل میں مرے اک ماہ جبیں کو دیکھو

شبِ اسریٰ ہوا ارشاد جو آئی ہو حبیب
سیر افلاک کرو خُلد بریں کو دیکھو

ملتا ہے ٹوٹے دلوں میں ہی وہ دل کا مالک
دید چاہو تو کسی قلب حزیں کو دیکھو

دھیان صانع کا رہے دیکھو جو صنعت کوئی
یاد نقاش ہو جب نقش و نگیں کو دیکھو

حسن نقاش ازل ہی تمہیں کر دے بیتاب
جب کسی ماہوش و زہرہ جبیں کو دیکھو

شیخ والا سے یہ کہہ دے کوئی جا کر آزاد
آ کے للہ مرے قلبِ حزیں کو دیکھو

شبِ اسریٰ فرشتو قدرِ مہماں دیکھتے جاؤ
ذرا ٹھہرو ابھی رفعت کے ساماں دیکھتے جاؤ

تم اُس کے ہو تو پھر عشرت کے ساماں دیکھتے جاؤ
تمہارے واسطے ہے باغِ رضواں دیکھتے جاؤ

شبِ اسریٰ ہے یا تفسیر کرمنا بنی آدم
نوازشہائے بے پایانِ سبحاں دیکھتے جاؤ

نبوت شہ سے کہتی تھی کہ یہ کیا چھپنا کملی میں
ہیں جہاں تم ہی تم ہو گے نمایاں دیکھتے جاؤ

شبِ اسریٰ نیازِ پاک کی وہ ناصیہ سائی
کرم سے نازِ اقدس کا وہ احساں دیکھتے جاؤ

شبِ معراج یہ ارشاد حق تھا اپنے پیارے سے
جو آئے ہو یہاں اُمت کے ساماں دیکھتے جاؤ

کہا جب شہ نے پڑھ سکتا نہیں جبریل کہہ اٹھے
پڑھاؤ گے زمانے بھر کو قرآں دیکھتے جاؤ

اسی آئینے سے جلوہ نظر آتا ہے کہتے ہیں
جھکا کر سر کو تم چاک گریباں دیکھتے جاؤ

خبر جبریل نے دی تھی تمہارے فیض مقدم کی
یہی یثرب بنے گا رشک بستاں دیکھتے جاؤ

ابھی ہیں حضرت موسیٰ ذرا دیکھو ذرا ٹھہرو
جنابِ خضر کے کارِ نمایاں دیکھتے جاؤ

شبِ ہجرت یہ تھا ارشاد شہ صدیق اکبر سے
عدو ہو جائیں گے سب تم پہ قرباں دیکھتے جاؤ

دماغ و دل سے کہتا ہے تصور شہ کے عارض کا
تمہیں ہو جائے گا سب حفظ قرآں دیکھتے جاؤ

مری تاریک دل میں جلوۂ یوسف کی آمد ہے
پریخانہ یہ بنجائیگا زنداں دیکھتے جاؤ

ستم کی بڑھنے پر یہ جوش رحمت اور بڑھتا ہے
عدو کی سختیوں پر شہ کی احساں دیکھتے جاؤ

مجھے خالی سمجھتے ہو کرم بھی شہ کا دیکھا ہے
ابھی پُر یہ ہونگے میرے جیب و داماں دیکھتے جاؤ

کرم نے کر دیا گستاخ جو یہ عرض کرتا ہوں
مری مولا مرا حالِ پریشاں دیکھتے جاؤ

تسلّی دیکے محشر والوں کو حضرت نے فرمایا
ذرا ٹھہرو مرے مولا کے احساں دیکھتے جاؤ

مبارکباد دے رضواں یہ سنکر شہ نے فرمایا
ابھی کیا ہے ذرا اے بھائی رضواں دیکھتے جاؤ

یہ کیا غارِ حرا میں جھانکتے ہو مہر طلعت کو
ابھی چمکیگا سارا کوہِ فاراں دیکھتے جاؤ

دلِ پُر داغ پر عکسِ رُخِ خود ڈال کر مولا
گلستاں میں بہارِ صبح خنداں دیکھتے جاؤ

ابھی تک شام کی بزم چراغاں تمنے دیکھی ہے
ابد تک اب تمامی صبح خنداں دیکھتے جاؤ

نہ کچھ بھی فرق پاؤگے ملالو اسطرح دونو
ادھر تم خلقِ مولا اور ادھر مولا کا قرآں دیکھتے جاؤ

خدا چاہے یہی سایا بنیگا حشر میں آزاد
مشایخ کا جو ہے یہ سر پہ داماں دیکھتے جاؤ

بہت اچھا یونہی غفلت میں گذرے عمر سب آزاد
پڑے سوتے رہو خوابِ پریشاں دیکھتے جاؤ

یہ تمنا ہے کہ یارب ملے وہ دل مجھکو
تیرے ہی ذکر میں ہر دم رکھے شاغل مجھکو

نام لیوا ہوں ترا اے مدینے والے
ترے صدقے میں ملے تیری ہی محفل مجھکو

شہ کی معراج کے مضمون ہیں دل میں میرے
کیوں نظر آئے نہ پھر عرش کی منزل مجھکو

میں گنہگار ہوں رحمت ہیں وہ رحمت والے
ہے یقیں اپنوں میں کرلینگے وہ شامل مجھکو

رُخِ مولا کے تصور میں گذاری ہیں شبے
کیوں نظر آئے نہ داغی مہ کامل مجھکو

قیس کہتا ہے کہ دوری ہے حجاب لیلیٰ
گم بیاباں سے نہیں پردہ محمل مجھکو

دور بیں آئینہ پیری کا ملا ہے ایسا / جس سے عقبیٰ کی نظر آتی ہے منزل مجھکو

خوشنما یوں تو نظر آتا تھا یہ نخلِ حیات / خارِ حسرت کے سوا کیا ہوا حاصل مجھکو

ایک ناقص تھا میں گم کردۂ راہِ مقصد / شیخ والا ملے کیا رہبر کامل مجھکو

تم کو آزاد کہوں کیسے بتاؤ آزاد / جب نظر آتے ہو پابند سلاسل مجھکو

ردیف ہائے ہوز

دل میں اتر آیا رخِ زیبائے مدینہ / ہے آنکھ کی پُتلی میں تماشائے مدینہ

کچھ آنکھوں کا حصہ ہوا کچھ دل کو ملا ہے / یوں بانٹتا ہے قدرت فی سودائے مدینہ

کانٹوں کی عوض پھول نکلتے ہیں زمیں سے / جنت ہے تہِ دامنِ صحرائے مدینہ

دل ہے وُہی جس دل میں ہے طیبہ کی تمنا / سر ہے وُہی جس سر میں ہے سودائے مدینہ

میں کون ہوں لیجاؤنگا جو دل میں تمنا / لیجائیگی خود مجھکو تمنائے مدینہ

صدقے میں ذرا آنکھوں کے اے ساقیٔ کوثر / دے بھر کے مجھے ساغرِ صہبائے مدینہ

جب ذکر کبھی آتا ہے فردوس بریں کا / بیساختہ کہہ اُٹھتا ہے دل ہائے مدینہ

ہے باعثِ ایجادِ دو عالم کا یہ مسکن / زیبا ہے مقدر پہ جو اترائے مدینہ

عُشاق سے کہدو کہ دلوں سے ہوں خبردار / آتا ہے نظر شاہدِ رعنائے مدینہ

اک رُخ پہ جو قبلہ ہے تو اک رُخ پہ ہے کعبہ / نورین ہیں دونوں رُخِ زیبائے مدینہ

آجائیں قدم آپ کے جو خانۂ دل میں / کیا کہنا ہے پھر دل مرا بنجائے مدینہ

نسبت مری ثابت ہوئی سلمان عجم سے / ہندی ہی ہوں مگر عاشقِ شیدائے مدینہ

کب دیکھئے فرمائیگا وہ قافلہ سالار
وہ آیا نظر گنبدِ خضرائے مدینہ

کیوں باعثِ تسکیں نہ علی پور ہوا ہی دل
رکھتا ہے وہ عکسِ رُخِ زیبائے مدینہ

آزاد نکیوں شیخ پہ قربان ہو یہ دل
دامن میں لئے بیٹھے ہیں گلہائے مدینہ

مہمانِ خدا بنتا ہے مہمانِ مدینہ
کیا شان ہے اللہ رے یہ شانِ مدینہ

کیا آنکھ ہے جس آنکھ میں طیبہ کی ہے حسرت
کیا دل ہے وہ جس دل میں ہے ارمانِ مدینہ

جنت کا یہی رستہ ہے وہ آگے ہی جنت
کہدیتا ہے رہرو سے بیابانِ مدینہ

تم پھول ہو جنت کے ثمر خُلد کے تم ہو
سچ کہتا ہوں اے خارِ مغیلانِ مدینہ

اک مہرِ قیامت نہیں سو ایسے اگر ہوں
چھُپ جائیں جو آئیں تہِ دامانِ مدینہ

جو سر کو اُٹھانے نہ دے جو سر کو جھکا دے
وہ گردنِ عالم پہ ہے احسانِ مدینہ

نازل ہو سرِ عرش سے جس طرح کہ رحمت
یوں اُترے ہیں ناقہ سے وہ سلطانِ مدینہ

ہم تجھکو دکھاتے ہیں تصوّر ہی میں اے دل
وہ دیکھ نظر آتے ہیں ایوانِ مدینہ

رہتے ہیں حضوری میں شہِ ہر دوسرا کی
قسمت کے سکندر ہیں غلامانِ مدینہ

وہ سر کو جھکائے ہوئے تھامے ہوئے دل کو
حسرت سے چلے آتے ہیں مہمانِ مدینہ

رحمت کی طرح چھا گئی تو دونو جہاں پہ
کیا کہنا ہے اے وسعتِ دامانِ مدینہ

جو مانگنا ہی مانگ لے ملجائیگا اے دل
سلطانِ کرم ہیں ترے سلطانِ مدینہ

مسرور ہیں کیا دولتِ عقبیٰ سے مرے شیخ
یوں دیتے ہیں جب دیتے ہیں سلطانِ مدینہ

لیجائے گا تو خالی نہ جھولی کبھی آزاد
ہیں شیخ ترے نائبِ سلطانِ مدینہ

کب دیکھینگی آنکھیں مری دربار مدینہ
کب آئیگی باری مری سرکار مدینہ

ہشیاروں سے ہشیار ہے دیوانۂ طیبہ
دیوانوں سے دیوانہ ہے ہشیار مدینہ

رضواں سے کہو مجھکو نہ چھیڑے نہ ستائے
بدلوں گا نہ پھولوں سے کبھی خار مدینہ

جنت کی جو پھانک ہو تو دوزخ کی ہوا آئیں
کیا کہنا تمہارا در و دیوار مدینہ

ہو درد اگر دل میں تو ہو دردِ نبی کا
آزار اگر ہو تو ہو آزار مدینہ

وہ دستِ مسیحائی نہ اعجاز دکھائے
اچھوں سے بھی اچھا ہے یہ بیمار مدینہ

یہ رستہ بناتے نہ اگر حضرتِ آدم
جنت سے نہ آتے کبھی زوار مدینہ

میں بکتا ہوں اور شیخ خریدار ہیں میرے
گاہک میرے مولا کے ہیں سرکار مدینہ

بھر دینگے تری جھولی یہ آزاد یقیں ہے
داتا رہیں جو نائبِ سرکار مدینہ

آنکھیں ہوں مری اور ہو دربار مدینہ
اللہ رے کرم اے مرے سرکار مدینہ

چمکا دیا ہر ذرے کو خورشید بنا کر
کیا کہنا ترا مطلعِ انوارِ مدینہ

کونین میں ہیں آپ خداوند خدائی
محبوبِ خدا آپ ہیں سرکارِ مدینہ

اللہ جو فانوس ہے یہ شمع نبی کا
کونین ہے پروانۂ رخسارِ مدینہ

قربان ہوں میں طالعِ بیدار پہ اپنے
آنکھوں کو ملی دولتِ بیدار مدینہ

سرسبز تری پود سے گلزارِ جناں ہے
جنت کا ذخیرہ ہے تو گلزارِ مدینہ

یہ ہمیہ کھلا روضۂ اقدس کے کرم سے
جنت کو رکھا ہے تہِ دیوارِ مدینہ

دونو ہی جھکی پڑتی ہیں دنیا ہو کہ عقبیٰ
اللہ رے احسانِ گرانبارِ مدینہ

یہ آنکھ کے حلقے ہیں تو یہ پتلی کے پردے
آنکھوں کی بنا ہیں در و دیوارِ مدینہ

کیوں روضۂ والا کا نہ دربان ہو رضواں
جنت نہیں کیا روضۂ سرکارِ مدینہ

دم بھرتے ہیں وہ روضۂ والا ہی کا ہر دم
لو حضرتِ عیسیٰ بھی ہیں بیمارِ مدینہ

آ آ کے یہاں بکتے ہیں کنعانی و مصری
اللہ رے خوبی تری بازارِ مدینہ

اے رضواں بھلا پھول ہو گیا اسکی نظر میں
پلکوں سے لگا لایا ہوں جو خارِ مدینہ

لینا ہو اگر عکس تو آنکھیں مری دیکھو
پتلی میں بسا لایا ہوں دیدارِ مدینہ

قطعہ

تا حشر رہے فیض یونہی شاہ کا جاری
تا حشر رہے رونق دربارِ مدینہ

آزاد غلام آپکا محتاجِ کرم ہے
للہ کرم کیجئے سرکارِ مدینہ

اس در کے سوا اور ٹھکانا نہیں اسکا
مولائے مدینہ مرے سرکارِ مدینہ

ہے آپکے فرزند سے نسبت اسے حاصل
لاج اسکی رہے اے شہِ ابرارِ مدینہ

آزاد یہ صدقہ ہے مئے حُبِ نبی کا
اُستاد ملے بیخود و سرشارِ مدینہ

حاصل ہے مجھے دولتِ دیدارِ مدینہ
صدقے میں ترے اے مرے سرکارِ مدینہ

کونین ہیں کیا اک ترے رخسار کا پرتو
کیا کہنا ترا جلوۂ انوارِ مدینہ

سرکارِ مدینہ ہی خریدار یہاں ہیں
ہے حشر کا بازار بھی بازارِ مدینہ

شیدائے نبی کیوں نہوں قربان شب و روز
کعبے میں نظر آتے ہیں انوارِ مدینہ

کعبہ جو تمہارا ہے تو طیبہ بھی تمہارا
تم والیٔ مکہ ہو تو سرکارِ مدینہ

دیکھے دلِ ایوب کا آکر کوئی نقشا
ناقے سے اترتے ہیں جو سرکارِ مدینہ

گلشن جسے کہتے ہیں جسے کہتے ہیں بستان
صحرائے مدینہ ہے وہ کہسارِ مدینہ

جنت کہ خطاداروں کی جب ارث ہی جنت
کیوں اسکا نہ وارث ہو گنہگارِ مدینہ

دل میں مرے عکسِ رُخِ پُر نور نبی تھا — آنکھوں میں مری آیا جو دربارِ مدینہ

کونین سے افضل ہے کہیں انکے مکاں کا — اترائیں نکیوں پھر درو دیوارِ مدینہ

کعبے میں لئے بوسے مرے لب نے اُسی کے — لیتے رہے جس کے لبِ سرکارِ مدینہ

تا حشر ترے حصہ میں محبوب خدا ہوں — کیا کہنا ترا طالعِ بیدارِ مدینہ

سچ کہتا ہوں کانٹے نہیں گلزار جہاں میں — اِسکو تو ملا گلشنِ بیخارِ مدینہ

شاہانِ جہاں ادنیٰ پرستار ہیں جسکے — دُنیا میں ہے وہ خادمِ سرکارِ مدینہ

جس شاہ کے یہ چرخ و زمیں زیرِ نگیں ہیں — سرکارِ مدینہ ہے وُہ سرکارِ مدینہ

تُل جاتے ہیں کھوٹے بھی یہاں چشمِ کرم میں — اللہ رے خریدارئ بازارِ مدینہ

لیجائے اسے ساتھ ہی بیمار لحد میں — یارب نہ کبھی کم ہو یہ آزارِ مدینہ

صدقے میں ترے نور کے یارب مری آنکھیں — دیکھا کریں ہر سمت ہی دربارِ مدینہ

وہ ہمکو مشائخ ملے الطافِ خدا سے — کہتے ہیں جنہیں نائب سرکارِ مدینہ

طیبہ کا گرفتار ہے آزاد جہاں میں
آزاد کو کہتے ہیں گرفتارِ مدینہ

ردیف یائے تحتانی وے

شام کو کوئے نبی سے جو ہوا آتی ہے — صُبح کو وہ گلِ فردوس کھلا آتی ہے

دلِ سوزاں سے محمد کی صدا آتی ہے — مری دوزخ سے بھی جنت کی ہوا آتی ہے

لب پہ جب نامِ نبی آتا ہے ہنگامِ دعا — پہلے آتا ہے اثر پیچھے دُعا آتی ہے

کسکا یہ بحرِ کرم ہے لبِ کوثر مواج — پینے والوں کو بلاؤ یہ صدا آتی ہے

ایک میں ہوں کہ سراپا ہوں دکھوں کا پتلا
ایک وہ ہیں جنہیں ہر دکھ کی دوا آتی ہے

میں تصور میں بھی ان آنکھوں سے شہ کو دیکھوں
بند آنکھیں کئے رہتا ہوں حیا آتی ہے

کیوں نہ داور کو پیاری ہو شفاعت انکی
میرے مولا کو قیامت کی ادا آتی ہے

کس کو باور ہو کہ طیبہ میں بھی مرجاتے ہیں
توبہ توبہ کہیں جنت میں قضا آتی ہے

شب نے گیسو کا اتار الیا مشکیں جو بنی
دن نے صدقہ لیا رخ کا جو ضیا آتی ہے

کھڑکی جنت کی کھلی قبر میں عاشق سمجھا
میرے مولا کے مدینے کی ہوا آتی ہے

ذکر یہ کسکا ہے جو ذکر خدا ہے لب پر
یاد یہ کس کی ہے جو یاد خدا آتی ہے

بے گماں ہند سے یہ کوئے نبی تک پہنچی
یوں جو بھٹکی ہوئی پچھم سے ہوا آتی ہے

سخت شرمندہ ہوں میں اپنی سیہ کاری پر
میں گنہگار تمہارا ہوں حیا آتی ہے

شیخ مہتاب تو مولا ہیں ہمارے خورشید
شیخ کے جلوے میں حضرت کی ضیا آتی ہے

میں تو آزاد غلام اسکا ہوں اس کا خادم
جس کے لب پر مرے مولا کی ثنا آتی ہے

ہو مبارک باعث کون و مکاں پیدا ہوئے
فخر آدم شاہ عالم جان جاں پیدا ہوئے

شکوہ ناز زمیں سے عرش پر جو آئینگے
آج وہ فخر زمین و آسماں پیدا ہوئے

باغبان لم یزل کے باغ کی زینت ہیں جو
گلشن خلقت کے وہ سرو رواں پیدا ہوئے

جو دکھائینگے ظہور شان خالق ہر جگہ
وہ نشان دار ظہور بے نشاں پیدا ہوئے

جو مٹائیں گے جہاں سے کثرت و تثلیث کو
آج وہ توحید بخش انس و جاں پیدا ہوئے

مرتبہ جنکا ہے بالا وہم سے ادراک سے
آج وہ حیرت دہ کر و بیاں پیدا ہوئے

میزباں جنکا بنیگا خالق ارض و سما
دیکھو دیکھو یہ وہی تو مہماں پیدا ہوئے

قطعہ

وہ جھکے سجدہ کی خاطر وہ لب نازک ہلے
ربِ ھب لی اُمتی کے کلمہ خواں پیدا ہوئے

لوریاں گاتی ہیں کس کی آج حورانِ جناں
شور کیوں ہے مالکِ باغِ جناں پیدا ہوئے

یہ ملک یہ انبیا گھیرے ہوئے ہیں گھر کو کیوں
واہ اب سمجھے کہ شاہِ مرسلاں پیدا ہوئے

شیخ سے فرمائیں گے آزادؔ یہ میرے حضور
آپ کے خدام کیا میلاد خواں پیدا ہوئے

کس شان سے معراج میں خیر البشر آئے
تھی دھوم ملائک میں کہ رشکِ قمر آئے

تھے کتنے سبکسار مدینے کے مسافر
ٹکتا ہی نہ تھا پاؤں زمیں پر اِدھر آئے

منظور تھا مہمان ہو وہ ہادیٔ خلقت
دم بھر ہی کو آجائے مگر عرش پر آئے

ہو دیدۂ موسیٰ تو تری شان کو دیکھے
خفاش کو کیا مہر کا جلوہ نظر آئے

یہ رنگ اُخوت کا جمایا ہے جہاں میں
دنیا میں کئے ایک ہی سب اپنے پرائے

اللہ رے جلوہ دمِ رفتار نبی کا
ذرے جو اڑے خاک کے تارے نظر آئے

اُس نور کے دریا کا عجب مد ہے عجب جزر
وہ عرش پہ دیکھو یہ زمیں پر اُتر آئے

معراج کی شب حکم تھا رحمت کو خدا کا
مژدہ ہو کہ لینے تجھے خیر البشر آئے

کعبے کو جو جاؤں تو ملے پہلے مدینہ
ہے لطف کہ پھولوں سے بھی پہلے ثمر آئے

اک نور تھے گویا کہ گئے عرشِ بریں پہ
رحمت تھے مجسم کہ زمیں پر اُتر آئے

آجائیں مرے شیخ کہیں جلد ہی یا رب
ہیں ناز سے کہتا پھروں میرے خضر آئے

گر دیدۂ بینا ہو تو ہر ذرے میں آزادؔ
اللہ کی قدرت کا تماشا نظر آئے

کیا شانِ عنایت تری اے شانِ کرم ہے
ہر بندہ ترا بندۂ احسانِ کرم ہے

دنیا میں ہدایت تری عقبیٰ میں شفاعت
فیضانِ کرم یہ ہے وہ احسانِ کرم ہے

ارباب کرم آپکے سب زلّہ رُبا ہیں
اللہ رے کیا آپکا یہ خوانِ کرم ہے

وہ جائیگا جنت میں پڑھے جو مرا کلمہ
کس لُطف کا یہ دیکھئے فرمانِ کرم ہے

ہے عدل کی میزان سے کھٹکا مجھے مولا
خادم کا عمل قابلِ میزانِ کرم ہے

میں دفن ہوں طیبہ میں تو پرسش کا نہ ہو خوف
سمجھیں گے نکیرین کہ مہمانِ کرم ہے

تو نُور ہے سایا ہے ترا ابرِ درخشاں
تو ظلِّ خُدا مہرِ درخشانِ کرم ہے

کیوں تیرے کرم سے ہوں ستم کیش بھی محروم
بالطبع تری طبع کو میلانِ کرم ہے

آجائیں مرے شیخ تو کچھ لیکے ہی چھوڑوں
یہ ہاتھ ہے اور دامنِ سلطانِ کرم ہے

آزاد کرو شکر خداوند جہاں کا
اُمت میں ہو تم جسکی وہ سلطانِ کرم ہے

عرض اتنی سی ہے اے عرش کے جانے والے
وہ نظر آئے ہمیں پردہ اُٹھانے والے

اک نظر دیکھ لے اے خُلد لُٹانے والے
حشر میں جلوہ شفاعت کا دکھانے والے

مرحبا صلِّ علیٰ عرش کے جانے والے
سُرمہ مازاغ کا آنکھوں میں لگانے والے

حق نے پوچھا تھا کہ کیا لائے ہیں آنے والے
عرض کی رکھتے ہیں سب کچھ ہی بُلانے والے

حق نے فرمایا کہ یوں آتے ہیں آنے والے
عرض کی ہاں جو بُلاتے ہیں بُلانے والے

کیا سخی ہوتے ہیں حضرت کے گھرانے والے
بے ہمارے نہیں وہ خُلد میں جانے والے

حکم اوحیٰ میں ہے کیا پردہ اشارا کیا ہے
یہ بتادے ہمیں اے پردے میں جانے والے

شانِ رحمت نے کہا آج ہے جوش رحمت
تجھکو رحمت کیا اسے عرش پہ آنے والے

بابا آدم نے کہا آمرے پیارے فرزند
جانِ بابا مری توقیر بڑھانے والے

نوح نے ہاتھ ملا کر کہا آؤ دلبند
مری کشتی کے ہو تم پار لگانے والے

بولے یعقوب کہ وہ نورِ منور آئے
مری آنکھوں کے ہیں جو نور بڑھانے والے

بدعقیدوں کے لئے حشر قیامت ہوگا
شہ کو ڈھونڈینگے وہاں آنکھ چرانے والے

جوشِ رحمت نے کہا دیکھ کے کوثر پہ ہجوم
آج ہیں کیسے مگن پینے پلانے والے

کرکے بخشش تری امت کی یہ بولی رحمت
کسکی امت میں ہیں یہ خلد کے جانے والے

تری رفتار ہے یا رحمتِ حق کی رفتار
ہر قدم حکم سے لے رکھنے اٹھانے والے

کیا کہوں آپ سے میں شیخ کا جلوہ کیا ہے
روکش مہر ہیں سب شہ کے گھرانے والے

اتنی ہی اور ہوئی عقدہ کشائی اپنی
جتنے گیسو بڑھے گیسو کے بڑھانے والے

خوش ہو آزاد ہوئی نزع میں مشکل آساں
تم نے پہچانا کہ ہیں کون سرہانے والے

بلبل نثار کیوں نہ ہو آلِ رسول کے
کیسے کھلے ہیں پھول یہ باغِ بتول کے

ارشادِ حق تو ہے یہی ارشادِ احمدی
فقروں میں آنہ جانا کسی بوالفضول کے

کیوں بارِ عشق ملتا زمیں اور چرخ کو
حصے میں تھا ازل سے ظلوم وجہول کے

دلکش ہے شہ کا خال تو گیسو ہیں جانفزا
صدقے میں مختصر کے ہوں قربان طول کے

طیبہ کی راہ کہتی ہے رہرو کے شوق سے
جنت کے پھول ہیں مرے کانٹے ببول کے

ہے یادِ مصطفےٰ میں جو غمگین دل مرا
قربان ہو رہی ہے خوشی اس ملول کے

معراج میں حضور کے جانے پہ ہوں فدا
قربان ہوں میں آپکی شانِ نزول کے

اٹھے نہ تھے دعا کو ابھی ہاتھ آپ کے
دونو کواڑ کھل گئے بابِ قبول کے

کیوں ہو نہ میرے شیخ کے اخلاق کی مہک
اے دل وہ خاص پھول ہیں باغِ رسول کے

آزاد دل سے رہتا ہے سبطین پر فدا
قربان ہے علی کے تو صدقے بتول کے

بشر کو یا نبی سب کچھ تری محفل سے ملتا ہے
یہ تیرا فیض ہے ناقص کو جو کامل سے ملتا ہے

نبی کا جوش رحمت ملتا ہے یوں تشنہ کاموں سے
تلاطم جس طرح آ کر لب ساحل سے ملتا ہے

کرم ہوتا ہے جب شہ کا وہ خود ہی ہوتا ہی جو یا
جسے کہتے ہیں دنیا میں بڑی مشکل سے ملتا ہے

نہیں دیتا خدا لائے نہ شہ کو درمیاں جبتک
نبی کے نام سے خود مدعا سائل سے ملتا ہے

نشانِ رنگ بیرنگی کو بحر فیض کہتے ہیں
کہیں عالم سے ملتا ہے کہیں جاہل سے ملتا ہے

ہوئی ادیانِ باطل سے صداقت دینِ احمد کی
پتہ ہشیار کا سچ جانیے غافل سے ملتا ہے

تری رفعت دکھا دیتی ہے شانِ کبریائی کو
مکانِ لامکاں بیشک تری منزل سے ملتا ہے

خطا ایسی نہ ہو گی یا نبی مجھ سے جو یہ کہدوں
کہ تیرا چاند سا چہرہ مہ کامل سے ملتا ہے

ہزاروں جلوتیں قربان ہیں اک انکی خلوت پر
جو کچھ مرشد سے ملتا ہے بھری محفل سے ملتا ہے

ملا آزاد آسانی سے رنگ نعت جو تم کو
عنایت شیخ کی ہے ورنہ یہ مشکل سے ملتا ہے

اے صد عیان و صد نہاں کچھ تو بتا تو کون ہے
اے بے نشان و با نشاں کچھ تو بتا تو کون ہے

قرباں ہیں تجھ پہ انس و جاں تجھ پر فدا ہے کُل جہاں
رہتا ہے تو نہاں عیاں کچھ تو بتا تو کون ہے

دل میں ہے میرے تو عیاں آنکھوں سے میرے تو نہاں
یوں کیوں عیاں ہے اور نہاں کچھ تو بتا تو کون ہے

تیرا نشان ہے بے نشاں تیرا مکاں ہے لامکاں
ڈھونڈوں تجھے کہاں کہاں کچھ تو بتا تو کون ہے

ہے شیخ میرا والا شاں اُس پر فدا ہے میری جان
تو نے کیا ہے مہرباں کچھ تو بتا تو کون ہے

آزاد تیرا نیمجاں کرتا ہے نالہ اور فغاں
ہوتا ہے اُسکا اب زیاں کچھ تو بتا تو کون ہے

عقبیٰ مرے پیچھے ہے تو دنیا مری آگے
ڈرتا ہوں کہ کل آئیگا کیا کیا مرے آگے

ڈرتا ہوں تری شانِ عدالت سے الٰہی
جو کرتا ہوں آئے نہ خدارا مرے آگے

ہر لحظہ ہے نیرنگ خیالی مرا قبلہ
گو نام کو رہتا ہے مصلیٰ مرے آگے

سب جانتے ہیں مجھکو برا ایسا برا ہوں
ظاہر میں مجھے کہتے ہیں اچھا مرے آگے

صورت مری اچھی ہے تو سیرت مری ناقص
آئینے کو بیوجہ ہے سکتہ مرے آگے

حیران ہوں ششدر ہوں میں تصویر ہوں کیا ہوں
کسکا یہ کھچا رہتا ہے نقشا مرے آگے

بدنام کنندہ مجھے اسلام کا پاکر
منہ اپنا چھپاتا ہے کلیسا مرے آگے

مجنوں نہیں میں محوِ تماشائے نبی ہوں
پردے کو اٹھادیتی ہے لیلیٰ مرے آگے

معشوق فقط ایک ہے۔ محبوبِ الٰہی
مجنوں اسے سمجھوں جو ہو لیلیٰ مرے آگے

دن رات وظیفہ ہے یہ آزاد کا اے شیخ
آجائے کبھی تو رخِ زیبا مرے آگے

جلوہ ملا ہے مہر کو کس کے جلال سے
بخشتا ہے نور ماہ کو کس کے جمال سے

صدر رشکِ مہر مہ ہے کسکے جلال سے
ہو رشکِ ماہ مہر بھی کس کے جمال سے

کسکی نظر سے خاک ہے رشکِ آسماں
اڑ جائے خاکِ چرخ کی کس کے ملال سے

کفار اور قہر سے قہار کے بچیں
سمجھے بھی درگذر ہوئی کس کے خیال سے

جو کچھ کرم ہے عہد میں تیرے ہی یا نبی
جو کچھ کہ لطف ہے وہ ہے تیرے خیال سے

وہ مل گیا ہے امتِ عاصی کو پیشوا
فارغ نہیں ہے جو کبھی انکے خیال سے

عقدہ کشائیوں کے کرشمے تو دیکھئے
چمکے ستارے ناخنِ رشکِ ہلال سے

حرص و ہوا کے پھندے نے مجھکو پھنسا لیا
آکر نکالیں شیخ مجھے انکے جال سے

نادم ہوا ہے فعل پہ آزاد وقت ہے
حاصل نہ ہوگا حشر میں کچھ انفعال سے

پائے وہ تجھکو جو اللہ کے گھر تک پہنچے
پائے اللہ کو وہ جو ترے در تک پہنچے

نام نامی ہو وسیلہ جو حضور اقدس
غیر ممکن ہے دعا پھر نہ اثر تک پہنچے

خود قسم کھائے خدا کہنے کی یارب یارب
کس کے یہ ذکر ہیں جو انکے اثر تک پہنچے

شہ کے سائے سے بچ گیسوئے حوران بہشت
رک گئے حد ادب سے جو کمر تک پہنچے

یا نبی آپ کا ہے شعلۂ الفت دل میں
کاش یہ آگ مرے دل سے جگر تک پہنچے

یوں تو رحمت کی نگاہیں ہیں سبھی پر انکی
انکا کیا کہنا ہے جو انکی نظر تک پہنچے

صبح تا شام نکیوں انکی ہو فرماں بردار
شام جب انکی اطاعت میں سحر تک پہنچے

میں بھی جاؤں کبھی طیبہ کو گولا بنکر
خاک اڑ اڑ کے مرے پاؤں کی سر تک پہنچے

روشنی بخشے مرا نعت میں اتنا جو کلام
بڑھ کے لفظوں کی ضیا نور قمر تک پہنچے

حضرت شیخ کو دیکھا کروں دل میں ہر دم
مرے اللہ یہ دعا میری اثر تک پہنچے

عشق احمد کا ہوا آزاد اثر اتنا تو
داغ دل بڑھ کے مرا روئے قمر تک پہنچے

الٰہی عرش اعظم پر محبت ایسی ہوتی ہے
خدا سے جا کے باتیں کی رسالت ایسی ہوتی ہے

عنایت خاص ہی سب پر عنایت ایسی ہوتی ہے
کرم بھی عام ہے سب پر کرامت ایسی ہوتی ہے

دکھائی راہ خود چل کر ہدایت ایسی ہوتی ہے
خدا تک سب کو پہنچایا رسالت ایسی ہوتی ہے

کہا جب حشر نے اٹھ کر قیامت ایسی ہوتی ہے
کسی کا لطف بول اٹھا شفاعت ایسی ہوتی ہے

کہا شان غفوری نے شفاعت ایسی ہوتی ہے
کہا شافع نے یہ جھک کر عنایت ایسی ہوتی ہے

ہوالاول ہوالآخر کا رتبہ ہے نبوت میں
ہدایت اسکو کہتے ہیں نہایت ایسی ہوتی ہے

کیا دعویٰ فصیحانِ عرب نے جب فصاحت کا
کہا اعجازِ اُمی نے فصاحت ایسی ہوتی ہے

بتائے وہ اصول اعلیٰ نہ بدلیں جو زمانے سے
مخالف دل میں ہیں قائل شریعت ایسی ہوتی ہے

نہ تنہا اپنی اُمت کو بچایا نارِ دوزخ سے
ولائی اوروں کو جرأت شفاعت ایسی ہوتی ہے

خدا خود آپ حافظ ہے ترے اس دینِ قرآں کا
حمایت اسکو کہتے ہیں حفاظت ایسی ہوتی ہے

عرب میں رہکے پھیلایا عجم میں دین والا کو
نبوت اسکو کہتے ہیں رسالت ایسی ہوتی ہے

شبِ اسریٰ کی جب تصدیق کی صدیقِ اکبر نے
کہا حضرت نے تصدیق صداقت ایسی ہوتی ہے

مزا ہو اُس ستایش کا ستائش گر ہو خود قابل
کہا خود حُسن یوسف نے کہ صورت ایسی ہوتی ہے

کہیگا شوق رہرو کا بیابانِ مدینہ میں
وطن کو رشک ہے جس پر وہ غربت ایسی ہوتی ہے

خدا کے واسطے آقا بلا لو اپنے روضے پر
مری آنکھیں بھی تو دیکھیں کہ جنت ایسی ہوتی ہے

خدا تو کیا ملے بندے خدا کے بھی نہیں ملتے
حیا کر اے دلِ ناداں کہ غفلت ایسی ہوتی ہے

گئے ہیں شیخ اب پھر بارہ ثالث جانبِ طیبہ
محبت اسکو کہتے ہیں محبت ایسی ہوتی ہے

تہمت پاتے ہیں ہم **آزاد** کو افعال پر نادم
اثر بیعت کا یہ دیکھا یہ بیعت ایسی ہوتی ہے

کیونکر نہ مُردے جی اُٹھیں شہ کے غلام سے
قالب میں جان آتی ہے آقا کے نام سے

گر تو کلیم حق ہے تو حق ہے ترا کلیم
ظاہر یہ بات ہوتی ہے حق کے کلام سے

نامِ نبی سے کیوں نہ دُعا مستجاب ہو
ملجا تا ہے غلام کو آقا کے نام سے

معراج کے عروج سے منکر ہو کیوں کوئی
بالا ہے عرش کیا شہ عالی مقام سے

کیوں ہو نہ ذکر شاہ ادب سے کہ خود خدا
کرتا ہے یاد انکو درود و سلام سے

صورت میں شہ کی جمع ہیں لیل و نہار حسن
نسبت ہے رخ کو صبح سے گیسو کو شام سے

اُمت بھی شہ کی زینت خلد بریں ہوئی
حوروں کے خال بنتے ہیں رنگ غلام سے

ہو جائے خواب ہی میں زیارت حضور کی
یہ آرزو ہے حضرت خیر الانام سے

دیتے ہیں میرے شیخ کا کس شوق سے پتہ
جب پوچھتے ہیں خضر علیہ السلام سے

آزاد میں یہ سمجھوں سکندر ہوں بخت کا
گر شہ بدل دیں میرا تخلص غلام سے

مُدت ہوئی ہے نعت کا ساماں کئے ہوئے
وصف جناب رحمت رحماں کئے ہوئے

چاروں طرف تھے شوق کے ساماں کئے ہوئے
نازاں تھا عرش آپ کو مہماں کئے ہوئے

بیٹھے تھے بے نیاز کے آگے وہ با نیاز
سر زیر بار منت و احساں کئے ہوئے

حُسن ازل کا بن کے وہ آئینہ آتے ہیں
کروبیوں کو جلوے سے حیراں کئے ہوئے

اے جوش المدد کہ بڑھا دستِ شوق پھر
مدت ہوئی ہے چاک گریباں کئے ہوئے

بیٹھا ہوں میں روضۂ اقدس کے سامنے
دل کو نثار جان کو قرباں کئے ہوئے

ہوتا نہیں یہ کس طرح اُمت کے سر پہ خود
سائے کو سائبان تھے سلطاں کئے ہوئے

کیا ڈر ہے ہم کو تابشِ خورشید حشر کا
مولا ہیں جبکہ سایۂ داماں کئے ہوئے

اللہ رے کیا وقت ہے بیٹھے ہیں سامنے
دل کو فدائے حضرت سبحاں کئے ہوئے

قلزم کئے ہوئے ہیں وہ قطرے کو فیض سے
ذرے کو ہیں وہ مہر درخشاں کئے ہوئے

بولا نقیب عرش کہ آتے ہیں یہ حضور
شاہ عرب عجم کو مسلماں کئے ہوئے

اُمت کے سر پہ شاہ کا دست کرم ہے کیا
سایا ہے خاص رحمت رحماں کئے ہوئے

جوش جنوں یہ جوش یہ ہو ہجر میں حضور
ہر دم رہوں میں چاک گریباں کئے ہوئے

وہ دن بھی ہوں کہ شیخ کی خدمت میں رات دن
بیٹھا رہوں میں جان کو قرباں کیے ہوئے

آزاد اسکا حصہ ہے نعت رسول پاک
دل سے ہو جو کہ بیعت سلماں کیے ہوئے

ممدوح میرا کیا شہ عالیجناب ہے
بالانشین عرش ہے گردوں رکاب ہے

اللہ رے وہ زمین پہ عالیجناب ہے
سایا بھی جسکا چرخ پہ مثل سحاب ہے

صل علیٰ وہ نورِ علی نور ہیں حضور
چہرہ کتابی ہاتھ میں روشن کتاب ہے

ملتا خطاب جسکو ہے کرتا ہے ناز وہ
اللہ رے آپ وہ ہیں کہ نازاں خطاب ہے

کیونکر ہو مجھ سے صاف وہ معراج کا بیاں
آنکھوں کے سامنے وہی ادنیٰ حجاب ہے

عین الیقین اسکا ہے دیکھا نہیں جسے
آنکھیں جو دیکھتی ہیں وہ دھوکا ہے خواب ہے

دربانِ چرخ بولا کہ کس کے ہو ہمرکاب
جبریل بولے خود شہ گردوں رکاب ہے

کافر ہے نفس سرکش و بدکیش و بدنہاد
جتنا کہ اسکو مارئے اتنا ثواب ہے

دریا ہی سمجھو راہِ طلب میں سراب کو
دریا کو تم جو دیکھو تو سمجھو سراب ہے

ہستی مٹا کے بحرِ حقیقت سے ملتا ہے
اللہ رے کیا سبق ہمیں دیتا حباب ہے

ما غرک سوال کا موزوں ہے یہ جواب
لا تقنطو سے تیری مزین کتاب ہے

ممکن نہیں کہ ایسا بشر کا کلام ہو
بیشک کلام حق تری سچی کتاب ہے

کہدونگا میں تو داورِ محشر سے حشر میں
امت ہوں جسکی اسکا تو رحمت خطاب ہے

صوفی ہے شیخ وقت حلیم و شجاع بھی
عالم میں یادگار شہ بوتراب ہے

آزاد کی دعا ہے طفیل حبیب پاک
یارب دکھا وہ راہ جو راہ صواب ہے

نہاں ہے رنگ جس کا گُل عیاں سے — عیاں ہے شان اُسکی ہر نہاں سے
زمیں کو فخر ہے فخرِ جہاں سے — نہیں ملتی کبھی یہ آسماں سے
بیانِ نعت اور میری زباں سے — ادائے شانِ قادر ناتواں سے
بدولت تیری اے شمعِ ہدایت — بشر ملتے رہے اُس بے نشاں سے
خدا کی شان دُنیا کو ملے وہ — بہت بالا ہیں جو کون و مکاں سے
زمینِ روضہ کی اللہ رے رفعت — بہت اونچی ہے یہ ہفت آسماں سے
نہ پوچھو وقت کیا تھا لطف کیا تھا — ملا جس وقت مہماں میزباں سے

قطعہ
نبی کے لطف اور عفوِ خطا کا — بیاں کیونکر کرے کوئی زباں سے
اماں بخشی اُنھیں جنکی بدولت — ہوئے مجبور خود دار الاماں سے
دعائیں اُن کو دیں اللہ اکبر — تھے زخمی جن کی خود نوکِ سناں سے

قطعہ
بلیغوں سے ذرا اتنا تو پوچھو — بلاغت سیکھی ہے تم نے کہاں سے
فصیحو یہ تمھیں للہ بتاؤ — فصاحت پائی ہے کس کے بیاں سے
خلیقوں سے قسم دیکر یہ پوچھو — اُڑایا خُلق یہ تم نے کہاں سے
رضا و صبر و شکر و ذکر و تسلیم — ملے اے صوفیو کس جانِ جاں سے
یہ سب انصاف سے کہدینگے خود ہی — ملا سب کچھ یہ شاہِ مرسلاں سے
کہاں ہو سکتی ہے توصیف شہ کی — قلم سے کیا زباں سے کیا بیاں سے
شبِ اسریٰ سریع السیر ایسے — مکاں سے جا کے آئے لامکاں سے
نہ ہو قرآن کیوں نورٌ علیٰ نور — کلام اللہ کا ہے تیری زباں سے
یہ بولا فتح پر کعبہ کہ الحمد — کیا فارغ مجھے رنجِ بتاں سے

قطعہ

بجا ہے چرخ کا دبنا زمیں سے — نبی کا روضہ وہ لائے کہاں سے

زمیں کیوں پاؤں پھیلا کر شب رو نہ — قدم بوسی نہ چاہے آسماں سے

ہے انگلی کے اشارہ سے قمر شق — وہ اچھا یا قمر پوچھو کتاں سے

لو آخر وہ گئے پتھر کے پتھر — خدائی اٹھ گئی شانِ بتاں سے

مرے مولا مجھے بھی یاد رکھنا — شفاعت جب کرو اللہ میاں سے

قطعہ

نسیم صبح جا للہ علی پور — ادب سے عرض کر شیخِ زماں سے

نثار اچھا ہو جلدی یہ دعا ہو — مٹے تا فکر جانِ ناتواں سے

وہ اعجازِ نبی آزاد لکھو
زمینِ شعر بول اٹھے زباں سے

قال وہ قال ہو میرا کہ سنائے نہ بنے — حال وہ حال ہو میرا کہ چھپائے نہ بنے

یا نبی میرے بلانے کا جو ایما ہو جائے — مجھ پہ بن جائے پھر ایسی کہ بن آئے نہ بنے

داد کیا کہنا ترا خواہشِ رب ارنی — لن ترانی یہ بھی ہے جلوہ دکھائے نہ بنے

آنکھیں کہتی ہیں ہمیں تاب نظارا کب ہے — شوق کی بات مگر ہے نظر آئے نہ بنے

میں گنہگار بھی ہوں طالبِ دیدار بھی ہوں — منہ چھپائے نہ بنے شکل دکھائے نہ بنے

کیا کہوں شیخ سے کہہ بھی نہیں سکتا حالت — گر چھپاتا ہوں تو پھر اسکو چھپائے نہ بنے

دیدۂ شوق کا اتنا ہو تقاضا آزاد
جلوۂ ناز انہیں اپنا چھپائے نہ بنے

مولا وہ میرا رحمتِ پروردگار ہے — جس کی نظر میں بخششِ آمرزگار ہے

آنکھوں کی وہ ضیا ہیں انہیں انتظار ہے — دل کا قرار وہ ہیں یہ یوں بیقرار ہے

بلبل ہے جسپہ پھول وہ طیبہ کا خار ہے
بدتر خزاں سے ہجر میں فصلِ بہار ہے

منکر نبی کا خاک ہے اور بے وقار ہے
گردوں نشیں ہے آپکا جو خاکسار ہے

یارب مرے گناہ ہیں بیحد و بے حساب
خارج رہوں شمار سے روزِ شمار ہے

میرا سیاہ نامۂ عصیاں بھی ہو سفید
یہ بھی تو ہو کہ گردشِ لیل و نہار ہے

مجھکو ہے ناز شہ کی شفاعت پہ حشر میں
داور کہیگا آپ کو کُل اختیار ہے

آزاد خوف کیا ہو تجھے پھر صراط کا
جب شیخ تیرا نائب دُلدل سوار ہے

لکھتا ہوں کیا ثنا رُخِ عالیجناب کی
تفسیر لکھ رہا ہوں خدا کی کتاب کی

رحمت یہ عام ہے شہ رحمت خطاب کی
دیکھی نہ منکروں نے بھی صورت عذاب کی

چمکیگا کوہِ فاراں کی چوٹی پہ آفتاب
غارِ حرا میں کہتی تھی صورت شباب کی

پیوستہ لامکاں تھا گویا مکان سے
اللہ رے سیر اُس شہ گردوں رکاب کی

نقطے حروف نام کے اُمت کو مل گئے
وہ گو نہ بڑھ گئی ہے جو طاقت ثواب کی

آخر دوئی دوئی ہے وہ دم بھر ہی کیوں نہ ہو
رٹتی ہیں پھوٹ پھوٹ کے آنکھیں جناب کی

وہ سوز ہو کہ اشکوں میں آجائیں لخت دل
وہ آگ ہو کہ ٹپکیں جو سیخیں کباب کی

باماں ہے خاص فضل کا رحمت کے نام میں
دست کرم سے یوں ہی کھلی جناب کی

ابر سیہ میں چھپتا ہے جس طرح آفتاب
چشم کرم میں یوں ہی تجلی جناب کی

اسکے سبب سے ہم پہ برستی ہیں رحمتیں
کالی گھٹا ہے فیض کی کملی جناب کی

مرکے ہم تو پہنچے نکیرین قبر تک
ہم سے یہ چھیڑ کیسی سوال و جواب کی

لکھ دیجئے کہ اُمتِ مرحوم ہے لقب
میزان پھر لگائیے میرے حساب کی

دُنیا کے کام کا ہے نہ عقبیٰ کے کام کا
مٹی خراب ہے دل خانہ خراب کی

رنگ دینگے آج مجھکو مرے شیخ بالیقیں
رینی چڑھی ہوئی ہے ولایت مآب کی

آزاد کیا عجب کہ ترا قال حال ہو
کہتا ہے جو ثنا شہ عالیجناب کی

یارب نہ بگڑوں میں کبھی ایسا بنا مجھے
میری بقا فنا ہو فنا ہو بقا مجھے

روشن رہوں زمانے میں ایسا مٹا مجھے
لبیک کہتا آؤں میں ایسا بُلا مجھے

آکر کیا ہے نزع میں محوِ ادا مجھے
اُنکے قدم تو چُومنے دے اے قضا مجھے

ارمان ہے مدینے کا کعبہ کی آرزو
لیچل خدا کے واسطے بخت رسا مجھے

کھٹکا نہیں ہے لغزشِ پائے ثبات کا
گرنے نہ دینگے شافعِ روزِ جزا مجھے

دیکھوں میں کاش رشکِ سلیماں کی بارگاہ
لیچل اُٹھا کے دوش پہ بادِ صبا مجھے

آجائیں وقت نزع تبسم کناں حضور
لیجائے اپنے ساتھ ہی شہ کی ادا مجھے

میں تو سیاہ کار ہوں اے شیخ کیا عجب
مقبول حق بنائے جو تیری دعا مجھے

آزاد پُر خطا کہے کس منہ سے اے خدا
پہلے بتا تو دے کوئی میری خطا مجھے

کہو خلد کا کیوں اجارا نہیں ہے
شفیع جہاں کیا ہمارا نہیں ہے

خدا کہتا ہے وہ ہمارا نہیں ہے
وہ بندہ نبی جس کو پیارا نہیں ہے

وہ کب آنکھ ہے جو نہو پانی پانی
وہ کب دل ہے جو پارا پارا نہیں ہے

شفاعت تری چارہ فرما ہے اُنکی
کہ جنکے لئے کوئی چارا نہیں ہے

تمہارا تو پیارا خدا کا ہے پیارا
خدا کا نہیں جو تمہارا نہیں ہے

نکیرین پہلے ذرا یہ بتا دو
یہ مولا ہمارا تمہارا نہیں ہے

سفید آگیا بال جاگ اب تو غافل
یہ کیا صبح پیری کا تارا نہیں ہے

جو کرتا ہے وہ آج ہی کرلے غافل
گھڑی جا کے آتی دوبارا نہیں ہے

زمانے کو اپنا نہ سمجھو نہ سمجھو
یہ ظالم ہمارا تمہارا نہیں ہے

جہنم سے لیجائیں گے امتی کو
یہ فرما کے کیا یہ ہمارا نہیں ہے

یہ ہے عرش اور چشم مازاغ و جلوہ
جو تھا طُور پر وہ نظارا نہیں ہے

دکھایا نہ طالع نے طیبہ کا رستہ
بلندی پہ اپنا ستارا نہیں ہے

شفاعت جو لیجائے لیجائے ہمکو
ہم اور خُلد یہ مُنہ ہمارا نہیں ہے

خدا کا سخن ہے تمہاری زباں پر
تمہارا سخن یہ تمہارا نہیں ہے

دکھائے جو عالم کو راہِ حقیقت
وہ خورشید ہے شیخ تارا نہیں ہے

کرے کیا یہ **آزاد** وصفِ شہ دیں
فرشتوں کو بھی اس کا یارا نہیں ہے

اپنے مولا کی سر عرش سواری آئی
اوج پر دیکھئے تقدیر ہماری آئی

رہگئے سدرہ پہ ششدر سے براق و جبریل
عرش منزل کی جو رفرف سی سواری آئی

دیکھئے سجدہ میں وہ رحمتِ باری خم ہے
دیکھئے جوش پہ وہ رحمت باری آئی

کہدیا کعبے میں شیطاں نے بُتوں سے جا کر
آپ پیدا ہوئے اب آفت ہماری آئی

کیا مشرف ہوئی نقش کف پا سے اُنکے
کرتی اٹھکھیلیاں جو بادِ بہاری آئی

کارگر ہوگیا مولا کا اشارہ دل پر
کام کچھ تیغ نہ خنجر نہ کٹاری آئی

بسگئی جب سے تصور میں وہ بوئے گیسو
یاد پھر تیری نہ اے مشک تتاری آئی

پاک بھیجی تھی ملوث ہوئی گیا کیا جاکر
روح شرمندہ مری اے مری باری آئی

ذکر پیارے کا ہے اللہ رے کیسا پیارا
نعت جو آئی زباں پر مری پیاری آئی

جسپہ انکا ہے کرم اسپہ خدا کا ہے کرم
شیخ کے حصے میں کیا رحمتِ باری آئی

تم نے آزاد سنا دل سے کلام حافظ
اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

زینت ہیں آپ عرشِ معلیٰ کے بام کی
اللہ رے منزلت شہ عالی مقام کی

ہوتی ہے شہ کے نام سے مقبول ہر دعا
امت کی چارہ ساز ہے تاثیر نام کی

ہر لحظہ انپہ حق سے درود و سلام ہے
صل علیٰ یہ شان علیہ السلام کی

شہ کی زباں پہ جبکہ ہوا اللہ کا کلام
عالم میں دھوم کیوں نہ ہو انکے کلام کی

بستر کبھی سیرِ عرش سے واقف نہو سکا
اللہ رے سیر اُس شہ نازک خرام کی

رحمت یہ کہہ رہی ہے کہ لو خُلد عاصیو
خیرات بٹ رہی ہے محمد کے نام کی

اللہ رے ایک کلمۂ توحید شاہ نے
عزیٰ منات لات کی ترکی تمام کی

تارِ نفس سے چھید کے ہر ایک لختِ دل
تسبیح پڑھ رہا ہوں درود و سلام کی

رکھا قدم جو چرخ پہ بولا یہ ماہتاب
عزت بڑھائی آپ نے داغی غلام کی

چوٹی پہ کوہِ فاراں کی چمکا وہ آفتاب
جلوے نے جسکے کردی ہے اب صبح شام کی

یارب یہ آنکھیں روضۂ اقدس کو دیکھ لیں
لیجاؤں میں نہ جی میں تمنا سلام کی

اوصاف شہ جو لکھ سکوں میری ہے کیا مجال
خالق نے جبکہ آپ پہ خوبی تمام کی

مولا کی نعت جاکے سناؤں گا شیخ کو
آقا سے داد پاؤں گا اپنے کلام کی

آزاد شیخ دیتے ہیں دادِ سخن تجھے
توقیر وہ بڑھاتے ہیں اپنے غلام کی

شائقو دل سے ہمیں میلاد خوانی چاہیے
قلبِ صدیقی بیاں حسّان زبانی چاہیے

عشق کا دعوے نہ اے دل کچھ زبانی چاہیے
طاعتِ مولا میں تجھکو جانفشانی چاہیے

حاضرِ دربار ہوں ہم دیکھ لیں کعبہ حضور
یہ عنایت چاہیے یہ مہربانی چاہیے

داغِ عشقِ احمدی روشن مثالِ مہر ہو
سینۂ عشاق میں شہ کی نشانی چاہیے

ذاتِ باقی میں مٹے ایسا کہ تو باقی نہ ہو
یوں فنا ہونا تجھے انسان فانی چاہیے

نقشِ صورت وہ کھچے دل پر کہ آنکھوں میں رہے
اسطرح تصویر لینی تجھکو مانی چاہیے

تا کہے بادِ صبا آہِ رسا کا واسطہ
اب گزارش سُننی خود میری زبانی چاہیے

عشقِ مولا میں فنا ہونیکی ہے اک آرزو
مجھکو کب اے دل حیاتِ جاودانی چاہیے

شاعروں کی بزم میں دادِ سخن لینی نہیں
شیخ کی محفل میں مجھکو نعت خوانی چاہیے

شیخ جب فرمائینگے آزاد کی خواہش ہے کیا
دست بستہ یہ کہے گا مہربانی چاہیے

ہمارے سرورِ عالم کو انساں کوئی کیا جانے
انہیں روح الامیں جانے انہیں اُنکا خدا جانے

نہ آئے جو گمان و وہم و ادراک و تصور میں
پھر اُسکو کوئی کیا سمجھے پھر اسکو کوئی کیا جانے

ملائک نے جو رُتبہ شاہ کا جبریل سے پوچھا
کہا شہ کا وہ رتبہ ہے کہ جسکو خود خدا جانے

یہ ہے ارشاد خالق کا منادی چار سُو کیجئے
نہ جانے جو محمد کو وہ کیوں ہم کو خدا جانے

ترے روضے پہ جو آئے وہ ایسا محو ہو جائے
نہ لفظ آرزو سمجھے نہ حرفِ مدعا جانے

ہوا مہماں نوازی کا جو کچھ سامان شبِ اسریٰ
وہ کچھ روح الامیں جانے وہ کچھ عرشِ خدا جانے

فرشتوں نے یہ پوچھا تھا کہاں جائینگے یہ عاصی
کہا اللہ نے پیارا ہمارا مصطفےٰ جانے

یہ ہے ارشاد حضرت کا کہ بیکا نیر آئیں گے
مشتاقی ہے ہمیں و ادمی وہ کب آئیں خدا جانے

فنا ہو جائے جو عشقِ جنابِ پاک میں آزاد
نہ پھر وہ کچھ بقا جانے نہ پھر وہ کچھ فنا جانے

مطلعِ نعت سُنا دے جو سُنانا ہی تجھے
شوق دیوانہ بنا دے جو بنانا ہی تجھے

اے مرے بختِ رسا خاکِ مدینہ کر کے
اُنکے قدموں سے لگا دے جو لگانا ہی تجھے

اے تپِ ہجرِ نبی روز یہ گرمی کیسی
ایک ہی بار جَلا دے جو جَلانا ہے تجھے

یادِ دندانِ نبی ہے دمِ آخر واعظ
مجھکو یٰسین سُنا دے جو سُنانا ہی تجھے

دل جو پتھر ہے مرا اے مری جلوے والے
اسکو اب طُور بنا دے جو بنانا ہی تجھے

مرے جامے سے مرے داغِ گنہ ہیں ظاہر
اپنے دامن سے چُھپا دے جو چُھپانا ہی تجھے

جب میں بیدار رہوں تو جلوۂ جاناں دیکھوں
یوں مرے بخت سُلا دے جو سُلانا ہی تجھے

دیدہ و دل بنیں اک شیش محل کی صورت
اے تصور یہ دکھا دے جو دکھانا ہی تجھے

دلِ پُر شوق کو اے برقِ تجلّے نگاہ
طور کی طرح جَلا دے جو جَلانا ہی تجھے

اے مری نیند میں طیبہ ہی میں جا کر جاگوں
ایسا اک خواب دکھا دے جو دکھانا ہی تجھے

سُرمۂ طور جسے کہتے ہیں اے جلوۂ یار
مجھکو وہ خاک بنا دے جو بنانا ہی تجھے

اے مری روح گرانباری ہے منزل مشکل
تو ٹھکانے سے لگا دے جو لگانا ہی تجھے

خُلد تو تُو نے مجھے بخشدی اے ربِ کریم
اپنا دیدار دکھا دے جو دکھانا ہی تجھے

اے مرے شیخ مری بگڑی بنانے والے
مجھکو انسان بنا دے جو بنانا ہی تجھے

کیا عجب ہے کہ سرِ حشر ہوا ایسا ارشاد
آج آزاد سُنا دے جو سُنانا ہی تجھے

رشکِ فردوس وہ مدینہ ہے
جس میں مرنا ہمیشہ جینا ہے

جس کے دل میں وہ جلوہ افگن ہوں
اُسکا سینہ بھی طُور سینا ہے

جینا فرقت میں وصل میں مرنا
جینا مرنا ہے مرنا جینا ہے

حسرتیں دل کی دل میں ہیں مدفون
دل ہمارا ہے یا دفینا ہے

شہ کی معراج کی ہے وہ رفعت
نُہ فلک جس کا ایک زینا ہے

صاف سینہ حضورِ اقدس کا
حق کے اسرار کا خزینا ہے

شہ کے قدموں سے دُور یوں مرنا
یہ بھی مرنے کا کچھ قرینا ہے

شربتِ مرگ تلخ ہوتا ہے
چار ناچار ہم کو پینا ہے

مر کے دیکھیں گے شہ کو مرقد میں
ایسا مرنا ہزار جینا ہے

جس میں اللہ اور محمد ہوں
دل وہ کعبہ وہ دل مدینا ہے

سرِ حلقہ ہے شیخ کا جلوہ
سرِ خاتم پہ اک نگینا ہے

مرنا جینا نہیں ہے اک آزاد
مرنا مرنا ہے جینا جینا ہے

کیا دیا جنگ اُحد میں دُرِ دنداں تو نے
بھر دیئے گوہرِ مقصود سے داماں تو نے

بنگئے موتی محل خُلد میں اُمت کیلئے
نذر جب ایک کیا گوہرِ دنداں تو نے

اللہ اللہ کی تعلیم سے اللہ اللہ
خاکساروں کو کیا رشکِ سلیماں تو نے

کیشِ آذر کو کیا تُو نے خلیلی ملت
بُت پرستوں کو کیا خاص مسلماں تو نے

نامِ مولا پہ فدا کرتا ہے بیٹا بابا
دو نو بیٹے کیئے اس راہ پہ قرباں تو نے

میر ساماں وہ بنا بے سروساماں جو تھا
یہ شفاعت کے دکھائے سروساماں تو نے

ڈوبتا تھا ترا آزاد ترایا اس کو
اس کے ہاتھوں میں دیا شیخ کا داماں تو نے

اے خالقِ کونین تری عام عطا ہے
اچھے بُرے سب تیری ہیں تو سب کا خدا ہے

ممدوح مرا عالمِ امکاں سے سوا ہے
بندہ ہے مگر بندوں سے بے شبہ جدا ہے

مطلوب وہ اللہ ہے کہ احمد کا ہے مطلوب
محبوب وُہ احمد ہے کہ محبوبِ خدا ہے

ہم شان تری شان کا اے سرورِ عالم
آنکھوں نے نہ دیکھا ہے نہ کانوں نے سُنا ہے

ہاتھوں کا ترے کام ہے پہنچانا خدا تک
جنت کا تو رہبر ترا نقشِ کفِ پا ہے

وہ دل ہے مبارک کہ ترا درد ہے جس میں
وہ درد مبارک ہے کہ تو جسکی دوا ہے

گیسو کا تصور ترا دل کا ہے سُویدا
عارض کا تصور ترا آنکھوں کی ضیا ہے

اے سرورِ خوباں تری خوبی ہو بیاں کیا
تو خوب ہے وہ خُوب کہ محبوب خدا ہے

وہ خُلق ہے تیرا کہ خُدا جسکا ہے مداح
وہ حُسن ہے تیرا کہ جہاں اُسپہ فدا ہے

جو حق نے دیا تجھکو ملا حق سے جو تجھکو
وہ اوروں نے پایا ہے نہ اوروں کو ملا ہے

ہے ظلِ الٰہی تری یہ شانِ نبوت
اوروں کی نبوت پہ ترا سایا پڑا ہے

حل ہو گیا یہ عقدہ فنا اور بقا کا
دوری میں فنا اور حضوری میں بقا ہے

بٹ جاتا ہے سودا ترے بازارِ کرم میں
پروا انہیں اسکی کوئی ٹھوٹا کہ کھرا ہے

نسبت نہ ترے تیرِ نظر کو ہے خطا سے
بیٹھے نہ اگر دل پہ تو یہ دل کی خطا ہے

تو ہوتا ہے جس دل میں خدا ہوتا ہے اسمیں
جلوہ ترا اے شاہ عجب جلوہ نما ہے

ہر شان میں الطاف ہیں ہر رنگ میں رحمت
رخ آیہ ہے آزادی کا زلف عقدہ کشا ہے

پروا انہیں دُنیا کی ترے خاک نشیں کو
وہ تختِ سلیماں کو سمجھتا ہے ہوا ہے

ہم شان ہیں نبیوں کے ترے خادمِ ملت
اُمت کو تری جو ملا وہ کسکو ملا ہے

وہ شیخ کریم آپ کے خادم کا تھا خادم
کس شان کا تھا آج جو دُنیا سے گیا ہے

چلتا تھا زمیں پر تو نظر آتا تھا ہم کو
چلتا ہوا کوئی ترا نقشِ کفِ پا ہے

گفتار سے رفتار سے اخلاق سے اُسکے
شیداؤں کو سلئے کا تری دھوکا ہوا ہے

جب آتا ہے ہر سال صفر کا یہ مہینہ
معلوم یہ ہوتا ہے کہ اب صدمہ ہوا ہے

یہ سچ ہے کہ اس طرح یہ رونا نہیں اچھا
یہ سچ ہی کہ اسطرح نہ زیبا یہ بکا ہے

یہ سچ ہے کہ آنا یہاں دُنیا سے ہے جانا
یہ سچ ہے کہ مُرجھائیگا جو پھول کھلا ہے

یہ سچ ہے کہ تقدیر میں چارہ نہیں کوئی
یہ سچ ہے وُہی ہوتا ہے جو حکم خدا ہے

کیا عرض کریں صدمہ بہت ہمپہ یہ گذرا
آنکھوں سے ہماری وہ جواں پیر چھپا ہے

پُتلی میں وہ پھرتا ہے جو پُتلی سی ہے غائب
آنکھوں میں وہ رہتا ہی جو آنکھوں سے چھپا ہے

محروم ہے قسمت میں بھی بخت اچھی تھی پھر بھی
جو حضرتِ اعلیٰ کا ہمیں سایا ملا ہے

اس شاہِ جماعت کو خدا رکھے سلامت
یہ حق کا عطیہ ہے یہ مولا کی عطا ہے

امداد کا اب وقت ہے اے سرورِ عالم
آزاد ترا تنگ ہے محتاج دُعا ہے

خواب میں جسکو نظر وہ رُخِ انور آئے
حشر کے دن اُسے دیدار میسر آئے

جب شفاعت پہ وہ خود شافعِ محشر آئے
جوشِ بخشش پہ نکیوں رحمتِ داور آئے

بخت اُسکا ہی نصیب اُسکا مقدر اُسکا
جسکے حصے میں محمد سا پیمبر آئے

دشمنوں کو بھی نظر آئی مجسم رحمت
فتح مکے سے وہ جب بر سرِ منبر آئے

مہرِ محشر پہ بھی چھا جائے کرم کی بدلی
رُخِ انور پہ جو گیسوئے مُعنبر آئے

حشر میں یاس سے ڈرنے کی ضرورت کیا ہے
دیکھ لے آس کہ وہ رحمتِ داور آئے

کیا کرم ہے کہ بنے حشر میں آ کر بادل
جتنے اُمت کی سیہ کاری کے دفتر آئے

ڈگری بی۔ اے کی مبارک ہو مبارک بیدل | بنکے لونڈی تری دولت تری گھر پر آئے
تو ہی مداحِ نبی تیری خوشی ہیں بیدل | آج سُو دل سے یہ مداحِ پیمبر آئے
دل میں تیری ہو لگی شاہ کی ایسی بیدل | دل تڑپ جائے اگر نام زباں پر آئے
عشقِ مولا کی لگی ہو جو ذرا سی چیٹک | دل تڑپ جائے اگر نام زباں پر آئے
دل میں رکھتے ہو اگر کچھ بھی اُویسی نسبت | دل تڑپ جائے اگر نام زباں پر آئے
سایہ افگن ہو اگر قلبِ خلیل اعظم | دل تڑپ جائے اگر نام زباں پر آئے
حالِ بیخود سا ہو پھر سچا ہے قالِ بیخود | دل تڑپ جائے اگر نام زباں پر آئے
نسبتِ شاہِ جماعت ہو جو ہمکو حاصل | دل تڑپ جائے اگر نام زباں پر آئے

کانوں نے چھوڑ دیا اپنا بھی سُننا آزاد
جب سخن خود حضرتِ بیخود کو یہ سُنکر آئے

شکستہ دلوں کا وہ مولا مکیں ہے | مکاں جسکا عرشِ بریں بھی نہیں ہے
عجب جلوہ افروز خلوت گزیں ہے | کہ ہے سب جگہ پھر کہیں بھی نہیں ہے
زبان و بیاں اُس کے قابل نہیں ہے | کہ وہ خود زبان و بیاں آفریں ہے
یہ شانِ نیازِ شہنشاہِ دیں ہے | کہ منزل گہِ نازِ عرشِ بریں ہے
وہ ممدوحِ ہر اشہرِ مرسلیں ہے | کہ فضلِ خدا رحمت العالمیں ہے
اُسی سے تو ہے قلب میں نورِ ایماں | وہی سجدہ آموزِ لوحِ جبیں ہے
وہ دُنیا کا مالک ہے عقبیٰ کا مختار | جہاندارِ گیتی شہنشاہِ دیں ہے
یہ آنکھوں پہ کیوں ایسے پردے پڑے ہیں | وہ کیوں چھپ رہا ہے کہ جو دلنشیں ہے
قطعہ
مرا شیخ سید جماعت علی شاہ | جو صد فخرِ دُنیا و صد نازِ دیں ہے

اُسی کے تو ہے نام نامی سے نازاں — جسے کہہ رہے ہو جماعت نشیں ہے
اُسی کا کرم اور اُسی کی توجہ — جماعت نشانِ جماعت نشیں ہے
وہ رونق فزا ہوں تو پھر کہہ اُٹھے دل — عجب دلنشیں یہ جماعت نشیں ہے
سیہ رُو یہ آزاد غفلت کا پُتلا — زمانے میں بدتر سے بھی بدتریں ہے
غلام ایک بندے کا ہے یہ مقرر — فقط اتنا سایہ سعادت قریں ہے
وہ کاشانہ جس میں کہ ہو ذکر خالق — وہ اعلیٰ محل سے بھی اعلیٰ تریں ہے
الٰہی ترا ذکر ہو اس میں ہر دم — وہ ذاکر رہے جو جماعت نشیں ہے
ترا نام لیں بیٹھ کر تیرے بندے — یہی آرزوئے مکان و مکیں ہے
مرے جانشیں ہوں ترے نام لیوا — مرے دل میں یہ آرزو جاگزیں ہے
وہ بیخود ہے اُستاد یکتائے عالم — کہ اُردو زباں کا زباں آفریں ہے
سخنگو سخنداں سخنور سخن سنج — وحیدِ زماں داغ کا جانشیں ہے
مجھے ناز ہے میرا مجبور ماموں — زمانے میں اک شاعرِ بہتریں ہے
وہ مداحِ ختم الرسل قبلہ حافظ — سخن میں جو نازو نیاز آفریں ہے
نثار و حسن صوفی و تشنہ بیدل — زباں جن کی گویا سخن آفریں ہے
قتیل اور تسلیم سحر البیاں ہیں — وہ مشفق متیں بزم میں جو متیں ہے
لئیق و خلیل و اسد شمس و منظر — کہ فہم سخن جن کا اعلیٰ تریں ہے
امیرِ سہی سروِ باغِ سخن وہ — وہ برقِ درخشاں جو روشن تریں ہے
مرا پیر بھائی وہ اُستاد قاسم — کہ جس نے بنایا جماعت نشیں ہے
الٰہی سلامت رہیں اور خرم — کہ پُر رونق انسے جماعت نشیں ہے

یہ اہل سخن سب ہیں ارباب معنی
فقط ایک آزاد ہی کمتریں ہے

آنکھیں کہتی ہیں کہ کیوں رہتے ہیں پنہاں ہم سے
چھپ تو سکتا نہیں وہ جلوۂ تاباں ہم سے

آپ فرماتے ہیں خود رحمتِ جہاں ہم سے
کس کو ملتے ہیں بھلا شافعِ عصیاں ہم سے

سر جھکائے ہوئے مایوس جو بیٹھے دیکھا
چپکے سے کہہ گیا کچھ شاہ کا احساں ہم سے

داورِ حشر ترا چاہنے والا ایسا
ایسی رحمت ہے تری اور پشیماں ہم سے

وہ ہیں محبوب و رحیم اور رؤفِ رحمت
کہتے کس لطف سے ہیں حضرت سبحاں ہم سے

ہم سے وعدہ ہی ترا تجھ سے ہے وعدہ حق کا
پھر یہ کیا چاہتی ہے دوزخ سوزاں ہم سے

ہم سے کیوں تجھ کو محبت ہوئی اے روزِ فراق
تجھ کو کیوں اُنس ہوا اے شبِ ہجراں ہم سے

ہم سے سونا ہوا وحشت کا بیاباں کیسا
کیسی آبادی ہوئی گورِ غریباں ہم سے

ہم یہ کہتے ہیں کہ خود شاہ ہیں ناطق قرآں
ہم اُٹھا لیں کوئی اُٹھوائے جو قرآں ہم سے

اور چھوٹ جائیں تو چھوٹ جائیں بلا سے اپنی
حشر تک چھوٹے نہ اک شاہ کا داماں ہم سے

کوئی مولا سا کہاں صاحبِ احساں ہوگا
کوئی ہونگے کہاں منت کشِ احساں ہم سے

کیوں نہیں سرورِ طیبہ سے یہ کرتا فریاد
رات دن کہتا ہے کیا دل کا یہ ارماں ہم سے

داغِ دل دیکھنا خورشید قیامت ہے غضب
ہوگا وہ معرکہ آرا سرِ میداں ہم سے

شعلۂ عشقِ نبی بن گیا شمعِ تربت
ہیں نصیبے کے دھنی سوختہ ساماں ہم سے

کبھی دل پہ تو کبھی اس کو جگر پر پایا
تنگ ہو جاتا ہے آخر کو گریباں ہم سے

ہم ہیں کیا چیز خدا جانے کہ کیسے آزاد
اچھے اچھے ہوئے اس خاک میں پنہاں ہم سے

بزم میں شاہِ جماعت سے ہوں جلوہ افروز
اور دلدادہ ہوں آزاد ثناخواں ہم سے

دل بھی ہے طلبگار تو جویا ہے جگر بھی
تکتی ہے اسے آنکھ بھی پتلی بھی نظر بھی

کچھ راز میں بھی راز ہے کچھ پائی خبر بھی
وہ نور بھی خالق کا ہے صورت میں بشر بھی

دلدادہ اگر دل ہے تو شیدا ہے جگر بھی
اے تیرِ نظر لطف اُدھر ہے تو اِدھر بھی

ہنگامِ دعا نام یہ کس کا لیا تو نے
اے جنبشِ لب ساتھ ہی آیا جو اثر بھی

طیبہ بھی ہے دل میں مرے کعبہ بھی ہے دل میں
مولا کا بھی گھر دل میں ہے اللہ کا گھر بھی

اُس شانِ جلالی میں ہیں سو رنگ جمالی
وہ مہرِ جہاں تاب بھی ہے رشکِ قمر بھی

کیا روتے ہو تم خون کو کچھ اور بھی دیکھا
اے دیدۂ تر اشکوں میں ہیں لختِ جگر بھی

ہم کیا کریں ہر روز جو تو جاتی ہے طیبہ
پہنچائی کبھی تو نے صبا میری خبر بھی

یا رب کبھی تو دیکھ لوں میں مکہ مدینہ
پھول آئیں مرے نخلِ تمنا میں ثمر بھی

وہ دیکھ کے کہتے ہیں مرے اشکِ ندامت
دیکھے ہیں کبھی تو نے صدف ایسے گہر بھی

کیوں ڈھونڈتے ہیں یوسف کو نہ یعقوب کی آنکھیں
وہ آنکھ کی پتلی بھی تھا وہ نورِ نظر بھی

اے شافعِ محشر مری للہ مدد ہو
بوجھل بھی گنہ لایا ہوں ٹوٹی سی کمر بھی

پابند ہوں واماندہ ہوں پھر کس طرح آؤں
اے رحمتِ عالم تو کرے لطف ادھر بھی

رہبر ہیں کرم سے مرے [illegible]
الیاس بھی ہیں شیخ مرے اور خضر بھی

بیکار شیخ کے جلسے میں نہ آزاد گئے تم
محروم سعادت رہے ہے تم کو خبر بھی

مری آنکھوں میں نہ گھر اپنا بنانے آئے
آئے بھی تو دلِ ویراں کو بسانے آئے

گشتہ خوبیِ گل میں ہوئی خوبی پیدا
نالے بلبل کے بھی بن بن کے ترانے آئے

خواب میں زیرِ نقاب آنکھ سے تیغِ ابرو
پردے پردے ہی میں وہ تلوار لگانے آئے

سات پردے میں ہے یوں پُتلی نہ دیکھے اُن کو
خوب چھپنے کے لئے پردہ لگانے آئے

دل میں کیا آئے ہیں دل سینے میں ٹکتا ہی نہیں
میہماں کیا بنے مہمان بنانے آئے

آئے بیوجہ نہ ٹوٹے ہوئے دل میں میرے
میں سمجھتا ہوں مری بگڑی بنانے آئے

آنکھوں میں آتے وہ کیوں آنکھو حیا آتی تھی
پردے کے ساتھ وہ گھر دل میں بنانے آئے

آتے دُنیا میں نکیوں لیکے وہ روئے پُرنور
ظلمت دہر کو جو نور بنانے آئے

کیوں نہ جل جائے اندھیرے میں پتنگا اُنکا
جب شب تار اسے آگ لگانے آئے

خواب میں آتے ہیں وہ آج لگانے ٹھوکر
مری سوتی ہوئی تقدیر جگانے آئے

شیخ آجاتے تو ہم ناز سے کہتے پھرتے
آج پھر خضر ہمیں راہ دکھانے آئے

آنکھ تو کھول ذرا نزع میں اپنی آزاد
دیکھ امداد کو یہ کون سرہانے آئے

لکھدے یہ مصرعۂ موزوں سرِ دیواں کوئی
شہ وہ ذیشاں ہیں کہ شہ سا نہیں ذیشاں کوئی

شہ کے حسان سا کیونکر ہو سخنداں کوئی
کیا کرے مدح جو ہندی ہو ثناخواں کوئی

آیتِ نُور کے معنی بھی سمجھ جائیں گے
پہلے پردے میں دکھادے رُخِ تاباں کوئی

عرش نازاں ہے کہ اب منزلِ مہماں ہوگا
آنے والا ہے سرِ عرش جو مہماں کوئی

پھر مری آنکھ کی پُتلی کا تماشا دیکھے
ہاں دکھادے جو اسے جلوۂ پنہاں کوئی

لطف ہو آپ سرِ حشر ہوں جلوہ افروز
اور سنبھالے ہوئے ہو آپکا داماں کوئی

اب جلائے گا تو اے مہرِ قیامت کسکو
آیا پھیلائے ہوئے سایۂ داماں کوئی

سُن لیا شہ سے فقیروں نے جو فقر فخری
اُنکی نظروں میں بھلا جچتا ہے سلطاں کوئی

خوف پرسش ہے سیہ نامہ ہے پیش داور
وقت مشکل مری مشکل کرے آساں کوئی

سوز لائے ہیں ازل سے ترے عاشق کیا کیا
بنکے پروانہ کوئی شمع فروزاں کوئی

کیوں ڈراتی ہے لحد دیکھ کے تنہا مجھکو
ساتھ آیا ہے مرے میرا نگہباں کوئی

ہو مزا طیبہ میں ہجاؤں میں سب سے پیچھے
آپ فرمائیں کہ ہے اور بھی مہماں کوئی

کیا فقط جلوۂ پنہاں کی جھلک ہی دیکھی
یا نظر آیا تمھیں موسیٰ عمراں کوئی

کیسی اتراتی ہوئی پھرتی ہے بادِ بطحا
آج پیدا ہوا کیا رشکِ سلیماں کوئی

خاکِ پایت شوم ای عشقِ اویسِ قرنی
باقی چھوڑا نہ دہن میں دُرِ دنداں کوئی

کرکے حج آنکھیں مری روضۂ اقدس دیکھیں
اور دل میں بجز اسکے نہیں ارماں کوئی

توبہ کر لوں دمِ آخر جو پشیماں ہوکر
مجھ سے بڑھ کر نہ ہو پھر زود پشیماں کوئی

دیکھنے کو تو بہت ہمنے سخنور دیکھے
اپنے بیخود سا نہیں دیکھا سخنداں کوئی

عرض آزاد ادب سے کوئی جا کر کردے
شیخ والا سے ہے مہجورِ ثنا خواں کوئی

آنکھ کہتی ہے کہیں اسکا پتا ملتا ہے
دل یہ کہتا ہے ادھر دیکھ یہ کیا ملتا ہے

پوچھتے کیا ہو ہمیں شاہ سے کیا ملتا ہے
نورِ ایماں ہمیں ملتا ہے خدا ملتا ہے

ڈھونڈنے سے بھی کہیں مردِ خدا ملتا ہے
جسپہ ہوا اسکا کرم خود ہی وہ آملتا ہے

دل میں دیکھا جو اسے آگیا باور ہم کو
سچ کہا کرتے ہیں کعبہ میں خدا ملتا ہے

ہوچکا پردہ بہت اب تو اٹھے رخ سے نقاب
برقِ دیدار سے عاشق کو مزا ملتا ہے

تیغِ ابرو میں تو ملتے ہیں قضا کے جوہر
نیچی نظروں میں کچھ اندازِ حیا ملتا ہے

اسکا شیدا ہے اثر اسکی اجابت مشتاق
ہاتھ تیرا جسے ہنگامِ دعا ملتا ہے

چشمِ بینا تو ملا کرتی ہے کعبے جاکر
شہ کے طیبہ میں خدا جانئے کیا ملتا ہے

بسملِ تیغِ نظر تو ہے سکندر طالع
جسکو پانی کی جگہ آبِ بقا ملتا ہے

تیری اس شان پہ قرباں نہو کیونکر عاشق
ترے ہر رنگ میں اک رنگ نیا ملتا ہے

دل فروشوں کی تو قیمت ہے وہ خود ہی مولا
حصۂ خلد تو رُو کش میں سوا ملتا ہے

آتشِ عشق نہی کہتی ہی عاشق سے یہی
سوزِ اُلفت کا مزا روزِ جزا ملتا ہے

نالہ کسکا ہے ملا کرتی ہے جسکو تاثیر
آہ کسکی ہے جسے بخت رسا ملتا ہے

عاشقِ شیخ کہ سچ جانیے ملتے ہیں نہی
جسکو ملتے ہیں نہی اسکو خدا ملتا ہے

بندہ کو بندہ بناتی ہے یہی بیعت شیخ
اس سے ہی شیوہ تسلیم و رضا ملتا ہے

بخت اُسکا ہے نصیب اُسکا مقدر اُسکا
جسکو اے شیخ ترا دستِ دُعا ملتا ہے

دیکھ آزاد کہ غفلت نہیں ہوتی اچھی
اتنا تو سوچ کہ اس میں تجھے کیا ملتا ہے

حمدِ خالق کرے انسان کا بوتا کیا ہے
عقلِ کُل دنگ ہی پھر خاک کا پُتلا کیا ہے

علم ہی راز ترا راز کا کہنا کیا ہے
محرمِ راز ترے راز کا دانا کیا ہے

کیا بیاں ہو ترے محبوب کا جلوہ کیا ہے
تیرا جو نور ہو اُس نور کا کہنا کیا ہے

کھویا جاتا ہے ترا ڈھونڈنے والا خود ہی
تجھکو کیا پائے گا کوئی ترا پانا کیا ہے

تری رحمت کہا کرتی ہے بُرا ہے اچھا
بے نیازی کہا کرتی ہے کہ اچھا کیا ہے

جب نہ دیکھا ترا وہ جلوۂ عالم افروز
دیکھنے والے نے دیکھا بھی تو دیکھا کیا ہے

ڈھونڈنے جاتا ہے جب آگ تو ملجاتے ہو
شوقِ دیدار میں پھر غش کا یہ پردا کیا ہے

سات پردے میں رہی آنکھ کی پُتلی تجھ سے
پُتلیوں والے پھر اس پُتلی سے پردا کیا ہے

کس لیے تانی گئی چرخ کی نیلی چادر
چلتی پھرتی ہوئی تصویروں کا نقشا کیا ہے

کیوں بلا کی ترے شیدا پہ چڑھائی ایسی / تُو ہی کہہ دے ترے بیمار میں رکھا کیا ہے
بند تو ہوتے ہیں چشم و لب و گوشِ عشاق / دل میں جس رستے سے آتے ہو وہ رستا کیا ہے
پرتو افگن ہے عدم پر وہ وجودِ اقدس / صورتِ واہمہ دُنیا ہے یہ دُنیا کیا ہے
ترا شیدا نہ کبھی آنکھ اُٹھا کر دیکھے / ترے مجنوں کے لئے قیس کی لیلیٰ کیا ہے
کُشتۂ ناز ترے کہتے ہیں نازاں ہو کر / خُوں بہا جس کا ہو تو پھر اُسے پروا کیا ہے
سر کے جھکتے ہی مُندیں ایک جھلک سے آنکھیں / جلوۂ یار کُکارا ابھی دیکھا کیا ہے
کھیل بچوں کا ہے یا پیر و جواں کا ہے مذاق / اک کھلونا ہے ترا عاشقِ شیدا کیا ہے
تری رحمت کو چھپا اشکِ ندامت جب سے / اس قدر پھیلا ہے یہ قطرہ کہ دریا کیا ہے
سر جھکا کر ترے مجنوں نے یہ مجنوں سے کہا / محملِ دل میں ہے لیلیٰ تجھے سودا کیا ہے
کون جانے ترے محبوب کا کیا ہے رُتبہ / تُو ہی جانے ترے محبوب کا رُتبہ کیا ہے
دایرہ عالمِ امکاں کا کھچا ہے اِس سے / اللہ اللہ ترے اس نور کا نقطا کیا ہے
آیتِ سجدہ ہے کیا ہے وہ جبینِ اقدس / آیتِ نُور ہے شہ کا رُخِ زیبا کیا ہے
حق کی رحمت بھی ادھر شہ کی شفاعت بھی ادھر / معصیت دیکھ کہ بھاری ترا پلہ کیا ہے
پوری تفسیر ہے واللیل کی گیسو کیا ہیں / شرحِ والشمس کی ہے وہ رُخِ زیبا کیا ہے
شہ کے الطاف کا کیا ہو مذکور / شہ کے احسان کا کہنا کیا ہے
کون کہتا ہے کہ سایا نہیں تیرا مولا / خلد میں جا کے تو دیکھے کوئی طوبیٰ کیا ہے
تری تسخیرِ قیامت کا گڑا ہے جھنڈا / شافعِ حشر ترا حشر میں سجدہ کیا ہے
چاہتی ہے کوئی دوزخ میں نہ جانے پائے / اللہ اللہ تری رحمت کا تقاضا کیا ہے
شافعِ حشر سے کس لطف سے بولی رحمت / خُلد تو آپ کی ہے اور تمنا کیا ہے

اسکو سب جانتے ہیں عاشقِ طیبہ سرکار
کیا کہوں خلد ہے کیا آپکا طیبہ کیا ہے

جی کی جی ہی میں نہ رہجائے مدینہ دیکھوں
جیتے جی خُلد ملے اور تمنا کیا ہے

آپ مالک ہیں جو رحمت کی ہو شایاں کیجئے
میں ہوں کیا دل مرا کیا میری تمنا کیا ہے

آپ محبوب خدا دوش پہ بارِ اُمت
ناز بردار ہے خود ناز یہ نقشا کیا ہے

شہ کی مداحی میں دیوان کہا ہے مینے
ایک مصرع بھی ہو مقبول تو کہنا کیا ہے

آج لیتا ہوں ادب سے میں اجازت شہ سے
اتنا کہنا ہے مجھے آج یہ جلسا کیا ہے

آج طاری ہے سرِ بزم یہ رقت کیسی
درد انگیز زبانوں پہ یہ چرچا کیا ہے

پیکرِ غم بنے جاتے ہیں جو اہلِ مجلس
کسکی تصویرِ الم آئی ہے نقشا کیا ہے

در و دیوار پہ یہ چھائی ہے حسرت کیسی
در و دیوار سے یہ آج برستا کیا ہے

کیا مرے قبلہ و کعبہ کی ہے برسی لے دل
بزم میں آج یہ ذکرِ شہ والا کیا ہے

کیا صفر کا ہے مہینہ وُہی دسویں تاریخ
وُہی سن تیرہ سو اکیس ۱۳۲۱ پھر آیا کیا ہے

آج کے دن وہ جواں پیر جہاں سے گذرا
کُچھ نہ پوچھو ہمیں اس صدمے کا صدمہ کیا ہے

اے مرے قبلہ کریم شہ والا مولا
تو نے خورشید سا وہ چہرہ چھپایا کیا ہے

صدمۂ ہجر بہت شاق ہے دل پر مولا
چارناچار اُٹھاتے ہیں کہ چارا کیا ہے

مجلسِ عُرس میں جب ہوتا ہے تیرا مذکور
کیا کہوں دل پہ مرے صدمہ گذرتا کیا ہے

جس نے دیکھا تجھے انساں کے شرف کو دیکھا
دیکھنے والا یہ کہتا تھا فرشتا کیا ہے

ہم یہ خوش تھے کہ جواں پیر ملا ہے ہم کو
یہ نہ معلوم تھا اس جان کا ملنا کیا ہے

کس کو تھی اپنے مقدر کے نوشتے کی خبر
کسکو معلوم تھا تقدیر میں لکھا کیا ہے

ترے الطاف گرانمایہ کا کیا ہو مذکور
ترے احسانِ گرانبار کا کہنا کیا ہے

بعدِ رحلت بھی ترا فیض ہے ہم پر جاری — ترے الطاف نے ہر لحظہ سنبھالا کیا ہے
روز افزوں ہوں مدارج ترے ایسے مولا — ہر مقرب کہے اللہ یہ درجا کیا ہے
حضرتِ شاہِ جماعت کا ہو سایا سر پہ — یہ تمنا ہے فقط اور تمنا کیا ہے

کچھ سنانے کی سکت ہو تو سنائے آزاد
دل سے جب آہ نکلتی ہو سُنانا کیا ہے

ہر آنکھ کو وہ محوِ تجلی نہیں کرتے — ہر طالبِ دیدار کو موسیٰ نہیں کرتے
وہ ناز سے انداز سے کیا کیا نہیں کرتے — شیدا نہیں کرتے ہیں کہ رسوا نہیں کرتے
جب دیدۂ دل سے کبھی پردا نہیں کرتے — پھر آنکھوں میں کیوں آ کے تماشا نہیں کرتے
آنکھیں ہوں اگر بند تو وہ آتے ہیں دل میں — اور اس پہ یہ کہتے ہیں کہ پردا نہیں کرتے
قرب اپنا بتاتے ہیں وہ شہ رگ کی برابر — قربانئ عشاق کا ایما نہیں کرتے
محبوب کو وہ اپنے بنا دیتے ہیں ہادی — مخلوق پہ احسان وہ کیا کیا نہیں کرتے
خاصوں کو بنا دیتے ہیں محبوب کا نائب — ہر ایک کو یہ رتبہ وہ بخشا نہیں کرتے
اک وہ ہیں کہ ہر وقت ہے مذکور اسی کا — اک ہم کہ کبھی ذکر بھی اُسکا نہیں کرتے
اک وہ ہیں کہ ہر وقت ہی دل سجدے میں اُنکا — اک ہم ہیں کہ دل سے کبھی سجدہ نہیں کرتے
اک وہ ہیں کہ دل سوختہ ہیں عشقِ خدا میں — اک ہم ہیں کہ چاہت کی تمنا نہیں کرتے
اک وہ ہیں کہ جو منہ سے کہا کر کے دکھایا — اک ہم ہیں کبھی عہد بھی پورا نہیں کرتے
اک وہ ہیں کہ دل کعبے میں ہر وقت ہی اُنکا — اک ہم ہیں کہ رُخ جانبِ بطحا نہیں کرتے
اک وہ ہیں کہ ہر کام میں اخلاص ہی اُنکے — اک ہم کہ تصنع سے بھی اچھا نہیں کرتے
اک ہم ہیں کہ ہر وقت شکایت ہی زباں پر — اک وہ کہ کبھی یار کا شکوا نہیں کرتے

اک ہم ہیں کہ جینے پہ مرے جاتے ہیں ہر دم
اک وہ ہیں کہ اس جینے کی پروا نہیں کرتے

جب ہاتھ سے جاتا رہے نائب کوئی ایسا
ہم روئیں جو قسمت کو تو بیجا نہیں کرتے

ہم شیخ کی برسی کے لئے آئے ہیں سارے
اظہار غم و رنج ہے جلسا نہیں کرتے

برسی بھی کریم شہ والا کی ہے برسی
بیوجہ تو نالہ دلِ شیدا نہیں کرتے

کیا شان کریم شہ والا کی بتائیں
ایسا تو کئی صدیوں میں پیدا نہیں کرتے

کیوں روکتے ہو درد سے جب آنکھ بھر آئے
کیا غم زدہ دل رونے سے ہلکا نہیں کرتے

یہ سچ ہے کہ دُنیا سے اُنھیں جانے کا غم کیا
عُشاق کبھی جان کی پروا نہیں کرتے

کیوں اپنے غلاموں سے چھپایا رُخ انور
ظاہر ہے کہ خُدام سے پردا نہیں کرتے

ہر لحظہ ترا قرب میں وہ قرب ہو اعلیٰ
جو قرب کہ ہر ایک کو بخشا نہیں کرتے

سایا رہے اس شاہِ جماعت کا ہمیشہ
ہم اور کسی شے کی تمنا نہیں کرتے

آزاد تجھے رونے سے ہم روکتے کب ہیں
ناداں مگر اس طرح تو رویا نہیں کرتے

کچھ ایسی دل میں بس گئی سیرت حضور کی
آنکھوں میں پھرتی رہتی ہے صورت حضور کی

جنت ہے اور کیا وہی وصلِ حضور ہے
دوزخ ہے اور کیا یہی فرقت حضور کی

نافے میں مُشک تھا ابھی عالم مہک اُٹھا
پہلے ظہور سے ہوئی شُہرت حضور کی

دوزخ تو مُنھ کو تکتی تھی جنت کو پُر کیا
کیا کام کر رہی ہے شفاعت حضور کی

سچ پوچھیے تو بختِ سکندر کو کیا ملا
بخت بلال کو ملی خدمت حضور کی

غارِ حرا سے پہنچے ہیں آخر کو عرش پر
کس طرح رہتی پستی میں رفعت حضور کی

تعبیر ہے کہ عالمِ قرآں وہ ہو گیا
دیکھی ہے جس نے خواب میں صورت حضور کی

ظالم یہ کیا کہا کہ ہمیں سے حضور ہیں
ناداں سمجھ کہ اور ہے طینت حضور کی

سوچا تھا جا کے خلد میں کیونکر پہنچ گئے
نکلا یہی کہ لائی شفاعت حضور کی

کعبے میں جا کے پہلے سلیقہ تو سیکھ لے
اے دل ملیگی پھر تجھے خدمت حضور کی

جانسوز کسکو کہتے ہیں مجھ سے جو ہے سوال
کہتا ہوں میں کہ آتش فرقت حضور کی

کچھ بھی نہیں ہے اور تو اعمالنامے میں
کج مج زباں سے کہتا ہوں مدحت حضور کی

مضمون مجھکو ملتے ہیں الطافِ شیخ سے
کرلیتا ہوں زباں سے مدحت حضور کی

اچھا سماں بندھا ہے ترا بزم شعر میں
آزاد اور ہو ابھی مدحت حضور کی

میری یہ فکر اور وہ سیرت حضور کی
میری زبان اور ہو مدحت حضور کی

محروم لطف کیوں رہے اُمت حضور کی
داور حضور کا ہے تو رحمت حضور کی

یہ شان ہے حضور کی شوکت حضور کی
عرش بریں ہے منزل رفعت حضور کی

سویا ہوں میں تو جاگا ہے سویا ہوا نصیب
آنکھیں بند ہیں تو دیکھی ہے صورت حضور کی

میرا سیہ نامہ بھی کام آیا حشر میں
حصے میں خاص آئی شفاعت حضور کی

حق نے کہا کہ دیکھ تو اُمت کے یہ گناہ
کی عرض شہ نے ہے بڑی رحمت حضور کی

تسنیم ہے حضور کی کوثر حضور کا
دستِ کرم حضور کا اُمت حضور کی

اپنوں پہ انبیا ہیں سبھی مہرباں مگر
رکھتی ہے شان اور ہی رحمت حضور کی

عاشق کو پھر نہ چھیڑ نکیرین چلدیے
حیرت سے جب تکا کیا صورت حضور کی

کیا دل ہی میرا کیا ہے مرے دل کی آرزو
وہ کیجیے جو کہتی ہے رحمت حضور کی

فریاد آج آتی ہے بیکس نواز سے
نرغے میں پھنس رہی ہے خلافت حضور کی

وہ کونسی جگہ ہے کہ پہنچا نہ آفتاب
پہنچی کہاں کہاں نہ ہدایت حضور کی

اعمال میرے ہلکے رہے سب سے حشر میں
بھاری رہی ہے سب سے عنایت حضور کی

کب حکم ہوگا شاہ کا حاضر غلام ہو
رہتی ہے منتظر مری قسمت حضور کی

بھر دی ہیں کیسے لطف سے سب خالی جھولیاں
کیا بٹ رہی ہے حشر میں دولت حضور کی

اچھی کہی کہ اور بھی ایمان چاہئے
ایمان اور کیا ہے محبت حضور کی

ناکارہ ہوں نکما ہوں کیا مجھ سے ہو سکا
میری کمائی ہے یہی مدحت حضور کی

اچھے ہیں وہ جو رہتے ہیں دربار طیبہ میں
اچھے ہیں وہ جو کرتے ہیں خدمت حضور کی

آزاد کو سنبھالئے ہے عرض شیخ سے
نظروں میں کاش آئے یہ نسبت حضور کی

قدسیوں نے شب معراج جو شوکت دیکھی
بولے حیرت سے کہ اللہ کی قدرت دیکھی

جب نظر آیا نہ نقاش ازل کا نقشا
دیکھنے والے نے کیا شاہ کی صورت دیکھی

کور بوجہل تھا اسکو نظر آنا کیا تھا
پوچھو صدیق سے جسنے تری صورت دیکھی

شب اسریٰ کہا آدم نے کہ اے فخر رسل
خاک بستی نے تری وجہ سے رفعت دیکھی

شہ نے پر کر دیا جب خلد کو رضواں نے کہا
ہمنے تو آج یہ آبادیٔ جنت دیکھی

بخشوا کر ہمیں محشر میں یہ بولے حضرت
منکرو میرے شہنشاہ کی رحمت دیکھی

اپنے اعمالوں کو قفل در جنت پایا
شہ کی مدحت ہی کلید در جنت دیکھی

اے سکندر اسے جب دیکھا تو حیران دیکھا
آئینے نے ترے کس خضر کی صورت دیکھی

میرے دو بچوں کی شادی ہوئی صد شکر خدا
لطف یہ اور ہوا شیخ کی صورت دیکھی

چھوٹا بھائی ہے جو پیارا وہ عزیز احمد
اُسکے گھر ہمنے مسرت پہ مسرت دیکھی

شیخ جب بزم میں آئے ہوئے دولہا یا بوس
دو تو تارے جھکے جب قطب کی صورت دیکھی

صدر میں شاہِ جماعت ہوئے جلوہ افروز
بزم میں گرد غلاموں کی جماعت دیکھی

خطبۂ شادی کا پڑھا قبلہ نے ازراہِ کرم
خوش نصیبی سے چمکتی ہوئی قسمت دیکھی

بزم آرا ہوئے پھر میری شبِ شیخ جمال
ہم صفیروں کی حضوری میں جماعت دیکھی

رعنا و ظاہر و تسلیم و بشارت منظور
جھکے کچھ ایسے برستی ہوئی رحمت دیکھی

شاعرِ خوش بیاں وہ اپنا نثارِ ذیجاہ
جسکی پھولوں سے سوا ہمنے طبیعت دیکھی

بزم میں لائے گلِ تر کے وہ سہرے کہہ کر
جسکی ہر پتی میں سو پھولوں کی نکہت دیکھی

کچھ سماں ایسا بندھا بزمِ طرب میں آ کر
در و دیوار پہ اک شانِ مسرت دیکھی

روز آدینہ تھا اور ستّرہ ربیع الاول
چہل و صد سیزدہ میں ہمنے مسرت دیکھی

چار دن گذرے مسرت میں خوشی میں ایسے
چوتھے دن شان سے پھر ہمنے وہ رخصت دیکھی

اپنی آنکھوں سے نکلتا ہوا ارماں دیکھا
اپنی نظروں سے نکلتی ہوئی حسرت دیکھی

حضرتِ جعفر والا ہوئے رونق افروز
شیخ کی اور عنایت پہ عنایت دیکھی

ترے آزاد سے کیا شکر ادا ہو اس کا
جو عنایت تری اے شاہِ جماعت دیکھی

یوں تو تیار ہیں وہ جلوہ دکھانے کے لئے
پردے چھوڑے ہیں فقط شوق بڑھانے کیلئے

خوب یہ رنگ ہے نیرنگ دکھانے کیلئے
یوں بنایا ہے ہمیں اسنے مٹانے کے لئے

دل دیا ہے ہمیں گھر اپنا بنانے کے لئے
آنکھ دی کعبہ و طیبہ کے دکھانے کیلئے

آئے ہیں نورِ خدا جلوہ دکھانے کے لئے
ظلمتِ جہل کو عالم سے مٹانے کے لئے

کیا کہا شمع ہے پروانہ جلانے کے لئے
یہ تو ہے اپنا ہی خود سوز دکھانے کیلئے

کوئی بھی نکلا نہ جب ناز اٹھانے والا
تیرا شیدا ہی بڑھا ناز اُٹھانے کے لئے

قہر سے کیوں نہ بچیں آپکے منکر بھی یہاں
یا نبی آپ تو رحمت ہیں زمانے کے لئے

آپ اُمی ہیں مگر عالم و اُستاد جہاں
سارے عالم ہی کو آئے ہیں پڑھانے کیلئے

آپ لائے ہیں سُنانے کو کلام خالق
آپ آئے ہیں ہمیں حق سے ملانے کیلئے

جب چلی روح نکل کر تنِ بیجاں سے کہا
لائی تھی خاک میں کیا مجھکو ملانے کیلئے

اے مری روح ذرا یہ تو بتا دے مجھکو
تُو یہاں رہنے کو آئی ہے کہ جانے کیلئے

میں کہاں آپ کے محبوب کی توصیف کہاں
عرض کچھ کرتا ہوں رحمت کے بہانے کیلئے

ہم دکھائیں گے کسے اپنی نمودِ بے بود
ہم تو آئے ہیں عدم اپنا دکھانے کیلئے

بند آنکھیں نہوں کیوں موت کی بیہوشی میں
آنکھیں کھلنے کے لئے ہوش میں آنے کیلئے

کون سُنتا ہے تصوف کے مضامیں زاہد
بیخود ان کو علی پور سُنانے کے لئے

مری کیا تاب ہے جو ہو سکے حمد و ثنا مجھ سے
یہ جو کچھ کہتا ہوں کہواتا ہے میرا خدا مجھ سے

دہن میں ہو زباں جبتک زباں پر ہو سخن جبتک
تری یا رب ثنا ہو اور نعت مصطفےٰ مجھ سے

مبارک ہو کہ حج کرکے ترے اُستاد آئے ہیں
یہ کہنے آئی ہے خود ناز سے میری دُعا مجھ سے

ستاتی تھی ادھر مہجوری بیخود الگ مجھ کو
ادھر رہتا تھا میرا چھیڑ کرتا تھا جدا مجھ سے

دعا جب میں یہ کرتا تھا کہ بیخود خیر سے آئیں
اثر آیا کا آیا ہے یہ کہتی تھی دعا مجھ سے

سخن ہی حضرتِ شاہِ سخن کا وصف کیونکر ہو
جناب بیخود والا کی کیونکر ہو ثنا مجھ سے

نگاہِ رشک سے کیوں دیکھتے ہیں میرے مضموں کو
ترے خوانِ کرم کے لاکھوں ہیں ریزہ ربا مجھ سے

ثنا گر اُسکا میں ہوں جو ستائش تیری کرتا ہے
دُعا دیتا ہے جو تجھکو وہ لیتا ہے دعا مجھ سے

میرے شیخ مقدس کو بہت ہے شوق ملنے کا
کہا کرتے ہیں بیخود کو دوبارا پھر ملا مجھ سے

دعائیں مانگتا ہے رات دن آزاد یہ دل سے
مرے بیخود کو از راہ کرم یارب ملا مجھ سے

جس میں دیدار خدا تیری شفاعت ہوگی
پر فضا کیسی وہ اللہ رے قیامت ہوگی

حق کا ارشاد ہے ہم دینگے مقام محمود
اللہ اللہ وہ تری کیسی شفاعت ہوگی

جس گھڑی دفتر اعمال کھلیں گے سب کے
وہ گھڑی کیسی قیامت میں قیامت ہوگی

خلد میں بھیجیں گے دوزخ سے بچا کر ہم کو
دیکھنا کیسی عنایت پہ عنایت ہوگی

سب نبی کرتے تھے مذکور ادب سے جسکا
ہے یقیں اسکا وہ حضرت کی حکایت ہوگی

رحمت حق ہے مجسم جو وہ ذات اقدس
کیوں سر حشر نہ امت پہ عنایت ہوگی

کھینچ کر لائیگی جو پیش خدا حشر کے دن
مری گردن میں وہ زنجیر محبت ہوگی

حضرت شاہ جماعت کا ہے خادم آزاد
کیوں نہ اسپر شہ والا کی عنایت ہوگی

آج کس منہ سے کہوں کیسی گذاری ساری
میری بگڑی ہوئی ہے اے مرے باری ساری

یانبی بیٹھے تو عصیاں میں گذاری ساری
المدد سر پہ ہیں اب منزلیں بھاری ساری

داور حشر کریم اور نبی اپنے رحیم
کیوں نہ بخشی جائیگی محشر میں ہماری ساری

آپ محبوب جہاں آپ حبیب خالق
کیوں نہ پھر آپ کی سب باتیں ہوں پیاری ساری

پیٹ بھر کر نہ کبھی کھایا نہ اچھا پہنا
شاہ کونین نے کیا اپنی گذاری ساری

اسے نکیرین یہی جان جہاں ہے مولا
اسکے ہی دھن میں ہیں تو مر کے گذاری ساری

داور حشر نے محشر میں یہ کہہ کر بخشا
میرے محبوب سے یہ خاطر ہے تمہاری ساری

جب نہ شہ کو کوئی نیکی مرے نامے میں ملی
ہنس کے فرمایا کہ خوب اچھی گذاری ساری

بحرِ دنیا کے ہوئے آپ سے جاری سارے
نہریں عقبیٰ کی ہوئیں آپ سے جاری ساری

حشر میں رکھیا مُنہ اپنا سالیکر مالک
جب کہا شہ نے یہ اُمت ہے ہماری ساری

شہ سے رضواں نے ادب سے کہا کیجے الطاف
زینت خُلد ہے اُمت تو تمھاری ساری

مہرباں کردیا جو شیخ کو ایسا مجھپر
یہ عنایت ہے تری رحمت باری ساری

کیا عجب شیخ کے صدقے میں یہ فرمائیں حضور
تُو نے **آزاد** کہی نعت یہ پیاری ساری

وہ جلوۂ ناز اپنا دکھا کیوں نہیں دیتے
اس عالم امکاں کو مٹا کیوں نہیں دیتے

وہ ظلمتِ عالم کو مٹا کیوں نہیں دیتے
پردہ رُخِ انور سے اُٹھا کیوں نہیں دیتے

جو چاہا کیا اُس نے وہ جو چاہے کرے گا
پھر ہم سر تسلیم جُھکا کیوں نہیں دیتے

بیداری میں تقدیر مری سوتی ہے ہردم
سوتے میں مرا بخت جگا کیوں نہیں دیتے

دل ہی میں جو آنا ہے تو مشکل نہیں شہ کو
آنکھوں ہی کو دل آپ بنا کیوں نہیں دیتے

اعمال سے دوزخ میں اگر جلنا لکھا ہے
پھر میرا سیہ نامہ جلا کیوں نہیں دیتے

جلتی ہی سر پا کی لگا کر کوئی ٹھوکر
دُکھتا ہوا دل اور دُکھا کیوں نہیں دیتے

یہ مانا کہ دیدار کا جنت میں ہے وعدہ
طیبہ میں بُلا کر وہ دکھا کیوں نہیں دیتے

بے شبہ ہمیں مٹنا ہے ہم مٹ کے رہیں گے
پھر پہلے ہی اپنے کو مٹا کیوں نہیں دیتے

ممکن تھا کہ مولا مری فریاد نہ سُنتے
کم بخت ہیں نالے یہ صدا کیوں نہیں دیتے

کوثر پہ چلے آتے ہیں مستانہ حضرت
کس ناز سے کہتے ہیں پلا کیوں نہیں دیتے

کیوں خواب میں آکر وہ لگاتے نہیں ٹھوکر
سوتی ہوئی تقدیر جگا کیوں نہیں دیتے

آزاد رہا ہند میں طیبہ میں بلا کر
پابند اسے کرکے سزا کیوں نہیں دیتے

عقبیٰ کے لئے سایا جو رکھا نہیں شہ کا
دنیا میں ہمیں سایا دکھا کیوں نہیں دیتے

کس کام کے ہیں طولِ امل کے یہ خزانے
اے حضرتِ دل اسکو لٹا کیوں نہیں دیتے

خادم جو بنایا تو شہ ہر دو سرا کا
ہم اپنے مقدر کو دعا کیوں نہیں دیتے

میں ہند میں سرگشتہ ہوں اے خضرِ ہدایت
طیبہ کی مجھے راہ دکھا کیوں نہیں دیتے

دل ہاتھوں اچھلتا ہے مرا سینے میں مولا
تم ہاتھ ذرا رکھ کے دبا کیوں نہیں دیتے

اس درد کو میں لاکھ شفاؤں سے نہ بدلوں
دیوانہ ہوں جو کہدوں شفا کیوں نہیں دیتے

گرمی سی تو محسوس مجھے ہوتی ہے اے شیخ
تم آگ لگاتے ہو لگا کیوں نہیں دیتے

آزاد تو حافظ نہیں پھر عرض کرے کیا
شہ مصحفِ رخ اپنا دکھا کیوں نہیں دیتے

وہ کیا پردہ نشیں ہم سے نہاں ہے
کہ پردے پردے سے جلوہ عیاں ہے

نہاں بھی ہے تو حکمت سے نہاں ہے
عیاں بھی ہے تو قدرت سے عیاں ہے

کہیں کیونکر عیاں ہے یا نہاں ہے
کہ خود قادر نہاں قدرت عیاں ہے

زمیں چکر میں پھرتا آسماں ہے
کھلے کیونکر مرا بھولا کہاں ہے

بیانِ رفعتِ شاہِ جہاں ہے
زمینِ شعر چوتھا آسماں ہے

ترا بیمار ایسا سخت جاں ہے
کہ خود تیرِ قضا بھی پرفشاں ہے

یہ مانا دل میں میرے اک جہاں ہے
جو تم آؤ تو پھر کوئی کہاں ہے

کوئی ڈھونڈے تو کیا پائیگا اس کو
مکانِ لامکاں جس کا مکاں ہے

ملیگا بھی تو وہ دل میں ملے گا
نشانِ بے نشاں جسکا نشاں ہے

ہوا ثم استویٰ سے صاف ظاہر
دلِ عاشق فقط اُسکا مکاں ہے

وہ کیوں پردہ نشیں آنکھوں میں آئے
سرِ بازار یہ اونچا مکاں ہے

کوئی یہ حضرتِ موسیٰ سے پوچھے
نہاں ہے طُور پر یا وہ عیاں ہے

نہ ہو جس دل میں تُو اے دل کے مالک
وہ دل ویرانہ ہے سونا مکاں ہے

رسائی دیکھ لی وہم و گماں کی
جہاں تک پہنچے ہیں وہم و گماں ہے

نہ ہو کیوں تیز رو یکرانِ ایام
کہ اُسکے دستِ قدرت میں عناں ہے

دلِ پُرداغ ہے صد رشکِ بستاں
پھر اُس پہ یہ غمِ بہارِ بخزاں ہے

نشانِ سجدہ کو کیا سمجھیں سرکش
کہ کیسی خاکساری کا نشاں ہے

عدوِ کمبخت لے سب چیزیں لوٹیں
فقط اک نام تیرا حرزِ جاں ہے

مدد ہو اے مرے خالق زباں کے
کہ وصفِ شہ ہے اور میری زباں ہے

ترے قربان تیری رہنمائی
نشاں بخشِ حضورِ بے نشاں ہے

ترے رازوں کو کیا سمجھے گا کوئی
تری ہر بات اک رازِ نہاں ہے

مسیحا دیکھ کر تیری زمیں کو
کہا کرتے ہیں رشکِ آسماں ہے

تری توصیف میں سحبان وائل
یہ کہتا ہے مری گونگی زباں ہے

کہاں ہم پلہ تو دامانِ شہ کا
غلط میدانِ محشر یہ گماں ہے

تصور میں نظر آتا ہے مجھکو
کہ میرا سر ہے تیرا آستاں ہے

ملے تقدیر وہ میری جبیں کو
کہ جس کا حصہ تیرا آستاں ہے

بلائیں روضۂ اقدس پہ مولا
کہ واماندہ یہ عاجز ناتواں ہے

وہ پھر آئی مرے قبلہ کی برسی
وہ پھر آتش نشاں سوزِ نہاں ہے

اُبل آئے ہیں پھر آنکھوں کے چشمے
وہ شکلِ بحر پھر آنسو رواں ہے

قطعہ

بیانِ رحلتِ شاہِ کریمی
مرے دل کے لیے نوکِ سناں ہے

جواں بختی پہ ہم نازاں بہت تھے
کہ حاصل بیعتِ پیرِ جواں ہے

کہاں معلوم تھی یہ پھُوٹی قسمت
مسافر آپ خضرِ کارواں ہے

یہ پہلو میں دلِ ویراں ہمارا
کسی اُجڑے ہوئے گھر کا نشاں ہے

ہمیں فرقت تمہاری ہے جہنم
تمہیں قربِ خدا سیرِ جناں ہے

ہماری دستگیری حشر میں ہو
کہ ہم بوڑھے ہیں تُو پیرِ جواں ہے

ترا صدقہ ہے جو ہر وقت ہم پر
کرم گستر ترا شیخِ زماں ہے

خدا رکھے ہمیشہ اس کو قائم
جہاں میں ایک وہ خضرِ جہاں ہے

خدا کا قرب روز افزوں ہو تجھ کو
رہے خوش جو غزلخواں نوحہ خواں ہے

تمنا ہے کہ شاہ طیبہ پوچھیں
غلام آزاد کیسا ہے کہاں ہے

مُژدہ ای دل تجھی کو دیتا ہے کرم ساقی
دمبدم دیگا مگر ساغرِ پیہم ساقی

تری توصیف سے ابکم کبھی ہو رشکِ سحباں
تری توصیف میں سحباں بھی ہے ابکم ساقی

رشکِ خورشید ہے ساغر ترا ممکن ہی نہیں
خوابِ غفلت نہ اُڑے صورتِ شبنم ساقی

ایک قطرہ ہے ترا آتشِ دل کو کافی
ایک چھینٹا تو بجھا دیگا جہنم ساقی

تجھ سے فیاض زمانے میں نہ ہوگا کوئی
واقعی یہ تو ہے عالم کا مسلم ساقی

کس قدر بھر دی ہے خُمخانے میں تو نے تہذیب
ترے مستانے مچاتے نہیں اودھم ساقی

ترا خُمخانہ کھُلا ہے کہ بچھا خوانِ خلیل
ترا میخانہ ہے یا ہے چہِ زمزم ساقی

دور سے دیکھ کے آتے رہیں پیاسے تیرے
در میخانہ پہ اڑتا رہے پرچم ساقی

قلب ہے تیرا کہ خمخانہ ہے اللہ اللہ
آنکھیں یہ تیری ہیں یا ساغر پیہم ساقی

نائب ساقی کوثر ترا کہنا کیا ہے
نانا دادا کی طرح تو ہے مکرم ساقی

تو نے وہ آتش بے دود چکھائی مجھکو
ساقی ساقی ہے زباں پر مرے ہر دم ساقی

ہاتھ اٹھ جائیں دعا کے لئے پیالہ بنکر
دور چل جائے کرم برسیگا چھم چھم ساقی

ساغر چشم ادھر بھی کہ ہے پیاسا **آزاد**
ہاں جماعت علی شاہ مکرم ساقی

مژدہ اے عالم محمد مصطفیٰ پیدا ہوئے
رحمۃ اللعالمیں نور خدا پیدا ہوئے

دن ہوا روشن کہ وہ شمس الضحیٰ پیدا ہوئے
ظلمت شب وہ اڑی بدر الدجیٰ پیدا ہوئے

نور کے تکے نگیوں ہوں اب زمین و آسماں
وہ ضیا بخش جہاں نور خدا پیدا ہوئے

جنکا ہر ذرہ بنیگا غیرت شمس و قمر
آج وہ شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ پیدا ہوئے

وہ حبیب کبریا محبوب حق جان جہاں
رہنما و پیشوا و مقتدلے پیدا ہوئے

وہ کریم المومنین اور وہ رحیم المسلمیں
رحمت عالم محمد مصطفیٰ پیدا ہوئے

وہ رؤف اور وہ کریم اور وہ رحیم اور وہ عزیز
حضرت ختم الرسل شان خدا پیدا ہوئے

روح پرور خلد پرور حشر پرور جاں نواز
رحمت داور نبی صل علےٰ پیدا ہوئے

وہ ہوئے ہیں سرنگوں کعبے کے بت کعبے میں اب
بانئ کعبہ کے دل کا مدعا پیدا ہوئے

وہ پجاری کعبے کے جو ابن آذر آج ہیں
اب خلیلی سب بنینگے حق نما پیدا ہوئے

آئے ہیں احمد محمد حامد و محمود حق
خاص محبوب خدا وہ مصطفیٰ پیدا ہوئے

جنکے گھر کی خادمہ دنیٰ ہیں حوران بہشت
آج وہ مخدوم رضواں رہنما پیدا ہوئے

جنکے نور پاک کے ذرے ہیں ارض و سما
اللہ اللہ آج وہ نور خدا پیدا ہوئے

جنکے خادم ہیں سبھی جن و بشر حور و ملک
آج وہ مخدوم کُل صلِّ علیٰ پیدا ہوئے

جنکے باعث سے ہوا ہے یہ ظہور کل ظہور
خود بدولت آج وہ شانِ خدا پیدا ہوئے

ہو سلام اُن پر ہوئے پیدا ہمارے مقتدیٰ
ہو سلام اُنپر ہمارے پیشوا پیدا ہوئے

ہو سلام اُن پر ہوئے پیدا ہمارے رہنما
ہو سلام اُنپر ہمارے حق نما پیدا ہوئے

ہو درود اُنپر کہ وہ پیدا ہوئے خیر البشر
ہو درود اُنپر کہ وہ خیر الوریٰ پیدا ہوئے

ہو درود اُنپر کہ ٹھہرے شافع عصیاں حضور
ہو درود اُنپر کہ وہ فضل خدا پیدا ہوئے

ہو درود اُنپر کہ آئے پیشوائے کل جہاں
ہو درود اُنپر کہ وہ صلِّ علیٰ پیدا ہوئے

شیخ والا کو مبارکباد ہو آزاد کی
آج کے دن اُنکے نانا حق نما پیدا ہوئے

حجاب و جلوہ ہے اُسکا کہ اک نیرنگِ حیرت ہے
کہیں خلوت میں ہے جلوت کہیں جلوت میں خلوت ہے

نہ تنہا اس نظام شمس ہی میں دور وسعت ہے
کہ مہر حشر بھی اک ذرۂ خورشید قدرت ہے

خدا رکھے مرے مولا کی کیا شانِ نبوت ہے
نگاہیں جس طرف جاتی ہیں اک رحمت ہی رحمت ہے

خدا کے نور کی مظہر شہ والا کی صورت ہے
خدا کے عشق کی مُظہر شہ عالی کی سیرت ہے

نہ پوچھو رحمۃ اللعالمیں کی کیا ہدایت ہے
محبت ہے کرم ہے لطف ہی راحت ہی رحمت ہے

تصدق ہے یہ رحمت کا کہ ہم ہیں اور یہ رحمت
اُتارا ہے شفاعت کا کہ ہم ہیں اور جنت ہے

گنہگاروں سے شفاعت ہے قیامت میں قیامت کی
شفیع حشر تنہا اور دُنیا بھر کی خلقت ہے

بڑا ہیٹا ہے قسمت کا جو ہے محروم طیبہ سے
سکندر ہے نصیبے کا میسر جس کو خدمت ہے

شفاعت کو اُٹھے مولا تو سارے انبیا بولے
یہی ہے حشر کا دولھا یہی داور کی رحمت ہے

کہو نگا دست بستہ سر جُھکا کر اتنا داور سے
میں اُمت اس شہ والا کی ہوں یہ تیری رحمت ہے

دلِ ناداں ذرا اتنا تو کہدے چشم نادم سے
کہ جوشِ بحر رحمت بر سرِ اشکِ ندامت ہے

نہ سمجھو تم شب فرقت شب گور غریباں کو
کہ اس کی صبح اُنکو صبح روز عید وصلت ہے

تصور میں کہا کرتا ہے مجھ سے لطف حضرت کا
خدا تک تجھکو پہنچا دوں گا آگے تیری قسمت ہے

کیا تھا ڈرتے ڈرتے پیش کچھ میں نے سیہ نامہ
تو بولے مسکرا کر شہ کہ اس کی کیا ضرورت ہے

سفارش کس مزے کی آپ نے داور سے کی میری

یہ عاصی بندہ ہے تیرا مرا واصف ہی اُمت ہے
بہت ہی مُسکرائے شہ جو دیکھا حشر میں مجھکو
یہ نامہ بغل میں ہاتھ میں دیوان مدحت ہے
فرشتو اتنا تو سوچو کہ شہ کو بھول سکتا ہوں
کوئی ہے دوسرا ایسا کسی کی ایسی صورت ہے
فرشتو پوچھتے ہو مجھ سے تم تعریف حضرت کی
مرا دیوان تو دیکھو کہ اس میں کسکی مدحت ہے
کہیں گے حضرتِ ادریس سے روضے پہ ہم جاکر
جو پائی جیتے جی ہم نے یہ جنت اور جنت ہے
رہا کرتی ہے جو دل میں الٰہی کس کی ہے سیرت
پھرا کرتی ہے جو آنکھوں میں یارب کسکی صورت ہے
زباں پر شعر ہیں آنکھوں میں آنسو دل میں ٹیسیں ہیں
یہ کس کی یاد آئی ہے یہ کس کی بزم رقت ہے
کہیں آئی ہے کیا برسی کریم شاہِ والا کی
کہ بزم شعر میں ایسا بیان درد و حسرت ہے
قیامت کیا نئی دسویں صفر کی آج اُٹھائے گی
جو یوں چھائی ہوئی چاروں طرف حسرت ہی حسرت ہے
غضب ہے آج دُنیا سے اُٹھا پیر جواں میرا
قیامت ہے مرے خضر جواں کا وقت رخصت ہے

یہ عُرس شیخ والا ہے کہ فوٹو ہے کوئی غم کا
یہ بزم یادِ شہ ہے یا کوئی تصویر حسرت ہے

یہ قُبہ عشق مولا کا ہے یا ہے مرقدِ مولا
یہ بُکا نور کا ہے یا مرے مولا کی تُربت ہے

بشارت دی تھی تو نے وقت رُخصت فضل ہوئیگی
یقیں ہے فضل ہے تجھ پہ یقیں ہے تجھ پہ رحمت ہے

یہ تیرا لُطف ہے تیرا کرم ہے ہم نے جو پایا
وہ یکتائے زمانہ شیخ جو شاہِ جماعت ہے

تجھے حاصل رہے قربِ خدا اے شاہِ کریم ہر دم
سلامت اسکو حق رکھے جو یہ شاہِ جماعت ہے

تمھیں کیا ہو گیا آزاد ایسے تم جو غافل ہو
ذرا سوچو تو اے مردِ خدا یہ کیسی غفلت ہے

ستایا ہے ہجرِ نبی نے مجھے
کہاں آسکے تھے یہ قرینے مجھے
مجھے حشر میں یا لپٹے لگے کہیں
ہوں آنکھیں مری روضہ پاک ہو
کروں گا تجھے یاد اے بخت کیا
تبسم تھا وہ خواب میں جانستاں
فرشتوں سے کہتی گئی میری روح

کوئی کھینچلے اب مدینے مجھے
سکھائے جو نعت نبی نے مجھے
بچایا ہے لُطفِ نبی نے مجھے
کہا جی سے خود میرے جی نے مجھے
نہ پہنچایا تو نے مدینے مجھے
لو مارا کسی کی ہنسی نے مجھے
مدینے مجھے ہاں مدینے مجھے

چلو یادِ سرکارِ طیبہ میں ہے — کہا یہ نہ آکر کسی نے سب مجھے
یہی دل کی ہے آس ڈھارس یہی — بلائیں گے مولا مدینے مجھے
ستاتی ہے دوری حبیبِ خدا — خدارا بلا لو مدینے مجھے
مری جھولی بھر دی مرے شیخ نے — بہت کچھ دیا ہے سخی نے مجھے
تجھے جس نے بخشا یہ اے شیخ حسن، — دیا عشق تیرا اسی نے مجھے

ہو مدحت سرا کس کے آزاد تم
کہا مسکرا کر کسی نے مجھے

جسکے خود دل میں ہو اللہ سمائی تیری — کیوں نہ پھر اسکو تکے ساری خدائی تیری
اللہ اللہ شبِ معراج رسائی تیری — عرش نازاں ہی کہ ہے جلوہ نمائی تیری
تیری ہی صدقے میں خلقت نے جو پائی خلقت — کیوں نہ سو جان سے پھر وہ ہو فدائی تیری
لبِ جاں بخش ہلے جی اُٹھے محشر والے — اللہ اللہ یہ اعجاز نمائی تیری
تو نے جی بھر کے اُسے دیکھا ہے موسیٰ کو فقط — طور پر ایک تجلی نظر آئی تیری
حشر میں دیکھ کے تصویر بنے حشر کے لوگ — بزم آرائی تری جلوہ نمائی تیری
داورِ حشر نے فرمایا کہ تو ہے مختار — رحمتِ حق بنی کیا ناصیہ سائی تیری
تیری معراج سے اُمت کو ہی حاصل معراج — تری اُمت کی رسائی ہے رسائی تیری
کیوں نہ بالذات ترا عام کرم ہو سب پر — رحمۃ العالمیں جب ذات بنائی تیری
جب ترے نقشِ قدم عرشِ بریں تک پہنچے — حق نما کیوں نہ ہو پھر راہ نمائی تیری
شافعِ حشر ہے یہ نبیوں نے محشر میں کہا — حوصلہ بخش ہوئی عقدہ کشائی تیری
کیوں نہ سو جان سے مٹ جائے لحد پر ہجوم — عمر بھر میں وہاں صورت نظر آئی تیری

لطف آجائے جو ہو حشر میں جلسا تیرا — اور مدّاح کریں مدح سرائی تیری

کیا عجب خلد میں فرمائیں جو مجھ سے سرکار — آجا آجا کہ سُنیں مدح سرائی تیری

پھر نصیبے کا سکندر ہی سکندر ہوتا — اُسکی قسمت میں اگر ہوتی گدائی تیری

چرخ والوں نے شرف آنکھوں سے اپنا دیکھا — شبِ معراج جو صورت نظر آئی تیری

رحمۃ العالمیں یہ خاص کرم ہے تیرا — مجھ سے ناچیز سے ہو مدح سرائی تیری

قطعہ

تنگ کرتا ہے جو ہر دم دلِ ناداں مجھکو — ہو کے مجبور میں دیتا ہوں دُہائی تیری

قلبِ صدیق سے ملجائے جو ملنا ہے اسے — حکم ہو جائے کہ لے آج بن آئی تیری

پھر وہی تازہ ہوئے زخمِ کُہن کے انگور — برسی اے شاہِ کریم آج جو آئی تیری

پھر وہی غم کی گھٹا آج دلوں پر چھائی — پھر وہی یاد رُلاتی ہوئی آئی تیری

ہمکو کب علم تھا یہ وصل میں اے خضرِ جواں — عمر بھر سہنی ہمیں ہوگی جدائی تیری

کونسی آنکھ ہے جس میں نہیں نقشا تیرا — کونسا دل ہے جسے یاد نہ آئی تیری

آج برسی میں نظر اور ہی جلوہ آیا — آج پھولوں میں مہک اور ہی آئی تیری

تجھکو فرقت بنی جنت کہ ہے قربِ مولا — ہمکو دوزخ بنی دُنیا میں جدائی تیری

چھپ گئے آنکھوں سے کہاں جائیگی دل سے صورت — اسکے شیشے میں پری بنکے جو آئی تیری

یوں تو آنی ہے قضا آکے رہیگی بیشک — اس طرح آئے مگر جس طرح آئی تیری

خواب میں آکے ذرا مجھکو جگا دے مولا — دیکھ لوں آنکھوں سے میں جلوہ نمائی تیری

قربِ حق میں ہوں مدارج ترے اعلیٰ اعلیٰ — ہم بھی ہوں پاس کریں مدح سرائی تیری

شیخ جو ہم کو ملے قبلہ و کعبہ تیرے — یہ بھی ہے لُطف ترا راہنمائی تیری

ختم کرتا ہوں ادب کہتا ہے مجھ سے آزاد — بارِ خاطر نہ ہو یہ نوحہ سرائی تیری

دلِ غافل کیے دیتے ہیں ذرا یاد رہے / دل وہی دل ہے کہ جس دل کو خدا یاد رہے

جسکے صدقے میں خدا تک ہے رسائی اپنی / حق تو یہ ہے کہ وہ محبوبِ خدا یاد رہے

ذاتِ اقدس کو بنایا ہے مجسم رحمت / آپکی یاد ہے ہر دُکھ کی دوا یاد رہے

اُس سے دوری ہے فنا اسکی حضوری ہے بقا / اسکو کہتے ہیں فنا اور بقا یاد رہے

اس سے غافل نہ ہو انسان نہ بھولے اسکو / اپنی ہر لحظہ خطا اُس کی عطا یاد رہے

لبِ مولا پہ تو رکھی ہے نجاتِ اُمت / کاکلِ مولا بھی ہے عقدہ کشا یاد رہے

ذکرِ مولا سے اُڑا کرتی ہے غفلت دل کی / اس مرض کی یہ بتاتے ہیں دوا یاد رہے

شبِ معراج یہ ارشاد تھا وقتِ رخصت / تری اُمت کو بھی یہ بزم دنیٰ یاد رہے

کہتی تھی نبیوں سے یہ طرزِ شفاعت شہ کی / تمنے دیکھا ہے مرا حُسنِ ادا یاد رہے

جسکی رحمت نے بھلایا ہے نہ غیروں کو کبھی / کیوں نہ اپنا اُسے پھر ہیچ سرا یاد رہے

اپنے اعمال ہیں کیا فضل سے بخشش ہوگی / موجبِ فضل ہے محبوبِ خدا یاد رہے

حضرتِ شاہِ جماعت سے یہ کہدے کوئی / شہ کو آزاد غلام اور سوا یاد رہے

اُسکا دل ہند میں کیا خاک لگیگا آزاد / جسکو ہر لحظہ مدینے کی فضا یاد رہے

کیا پوچھتے ہو دل کی یہ دلبر کی بات ہے / پتھر جو لعل ہے شہ خاور کی بات ہے

بخشش ہماری مانا کہ داور کی بات ہے / لیکن سبب تو شافعِ محشر کی بات ہے

حضرت کا بیر دا اور رہے تشنہ کام وہ / کیا یہ بھی کوئی خضر و سکندر کی بات ہے

بوجہل ترے ہاتھ میں پتھر نے کیا کہا / کیا معجزہ نہیں ہے یہ پتھر کی بات ہے

حادث ہوا در نورِ قدم کا بھی نور ہو / جانم نثار یہ رُخِ انور کی بات ہے

ایماں نہ لائے خود ابی طالب سا باخبر
کیا اس کو اور کہیے مقدر کی بات ہے

اللہ رے اپنے شاہ کی ذرہ نوازیاں
ہر ذرے میں حضور کے خاور کی بات ہے

پرتو نہیں جو یہ کسی ابرو کا چشم کا
پھر اے فلک یہ کیا مہ و اختر کی بات ہے

فیضانِ شہ کو مرحلۂ قرب و بُعد کیا
دُوری کا وسوسہ دلِ مضطر کی بات ہے

آنکھوں سے وہ نہاں سہی دل میں تو ہیں عیاں
اندر کی بات یہ ہے وہ باہر کی بات ہے

کہہ اُٹھے انبیا بھی شفاعت کو دیکھ کر
یہ بات خاص شافعِ محشر کی بات ہے

بھر دیتے ہر سے شیخ نکیوں خالی جھولی کو
داد و دہش تو آپ کے اک گھر کی بات ہے

آزاد اپنے شاہ کی باتوں کا کہنا کیا
ہر بات شہ کی خالقِ اکبر کی بات ہے

کہاں تھا یہ مدحت کا یارا مجھے
ہوا لطف سے خود اشارا مجھے

ازل سے ہوں میں محو نورِ حضور
نظر آتا تھا ایک تارا مجھے

میں بیکس ہوں مولا ہیں بیکس نواز
سرِ حشر دینگے سہارا مجھے

الٰہی ہو بہرِ نبی مجھ پہ لطف
نبی بخشوانا خدارا مجھے

مری لاج والے رہے میری لاج
کہ کہتے ہیں واصف تمہارا مجھے

نہ پھر قبر میں حشر تک آنکھ جھپکی
دکھایا کچھ ایسا نظارا مجھے

نہ ہوتا کبھی بھی وہ بیتاب ایسا
عوض دل کی ملتا جو پارا مجھے

گئی شب جوانی کی اے بیخبر
یہ کہتا ہے صبح کا تارا مجھے

نکیرین دیکھا کرم شاہ کا
کہاں دینے آئے سہارا مجھے

وہی جلوۂ جانفزا دل فروز
نظر آئے یارب دوبارا مجھے

قیامت کے عصیاں قیامت کا حشر
قیامت کے والی سہارا مجھے

نکیرین یہ تو مری جان ہیں
انہیں کی تو فرقت نے مارا مجھے

میں ہوں ہند میں زیست سے اپنی تنگ
مدینے بلالو خدارا مجھے

وہی لطف پھر ہو وہی پھر کرم ہو
تبسم سے پھر ہو اشارا مجھے

ہے بیکس نوازئ مولا یہ ناز
کہ مرقد میں دینگے سہارا مجھے

میں پیاسا ہوں تیرا ہے کوثر ترا
چھکا آج ساقی خدارا مجھے

دمِ نزع ہو جاؤں محوِ جمال
وہ جلوہ دکھانا خدارا مجھے

جماعت علی شاہِ والا تبار
ہیں کونین میں اک سہارا مجھے

وہ اُستاد آزاد آئے ترے
کوئی آکے کہدے خدارا مجھے

اک نظر ہم پہ بھی ہو لطف و عنایت والے
رحم ہو جائے ذرا آج تو رحمت والے

ناز کرتے ہیں ریاضت پہ ریاضت والے
مجھکو ہے ناز کہ ہیں وہ مرے رحمت والے

کیا کہوں جبکہ ہوں اعمال ندامت والے
آج ہے لاج ترے ہاتھ شفاعت والے

تو رحیم اور ہے وہ داورِ محشر رحماں
خلد میں جائیں نہ پھر کیوں تری اُمت والے

شافعِ روزِ جزا فضلِ خدا ہیں جو نبی
لاکھ لکھا کریں پھر میری کتابت والے

نغمہ گو آپکے ہیں بلبل باغ قدوس
بذلہ سنج آپکے ہیں رُسل و رسالت والے

نقشبندی تو ہیں گو فعل نہیں ہیں اچھے
فخر اتنا ہے کہ ہیں ہم بھی جماعت والے

شیخ کی بزم ہے آزاد ادب کی جا ہے
تم سے بڑھ بڑھ کے ثناگر ہیں جماعت والے

گو میں بدلا ہوں نہیں بدلی ہے حالت میری
بدلی صورت مری بدلی نہیں سیرت میری

اہل باطن پہ بھی ظاہر نہیں سیرت میری
دیکھنے میں رکھتی ہے اچھوں کو بھی صورت میری

یہ پشیمانی ہے کیوں ہائے پشیماں نہ ہوا
کیوں نہ نادم رہا میں یہ ہے ندامت میری

حشر میں ہنستے ہیں سب مجھ پہ ہی اہل محشر
ہے قیامت میں بلا کی یہ قیامت میری

کیا یہ تقدیر ہے یارب مری ایسا ہی رہوں
کیا یہ قسمت ہے کہ ایسی رہے حالت میری

میں ہوں اور ایسے ہوں اعمال مقدر میرا
میں ہوں اور ایسے ہوں افعال یہ قسمت میری

ہے فقط اتنا سہارا کہ ہوں مداحِ رسول
آپ فرمائینگے محشر میں شفاعت میری

شیخ والا کی توجہ ہے جو مجھ پر آزاد
کیا عجب ہے کہ بدل جائے یہ حالت میری

کیا کہیے کیا ہیں سیرت و صورت جناب کی
تفسیریں خود خدا کی ہیں اپنی کتاب کی

سلجھا رہی ہیں الجھنیں روز حساب کی
اللہ رے کاکلیں شہِ رحمت خطاب کی

آئی جو موجِ بحرِ شفاعت مآب کی
محشر میں بہہ گئیں سبھی فردیں حساب کی

پایا ہے جس کے نور کے ذرے سے یہ فروغ
پوچھو تو آفتاب سے اُس آفتاب کی

اُٹھتے ہی صبحِ حشر میں دیدار ہو گیا
تعبیر یہ ملی شبِ مرقد کے خواب کی

اے شافعِ اُمم ہمیں اب آس حشر میں
کس کی جناب کی ہے تمہاری جناب کی

دیکھی غریقِ جرم کی جو ڈبڈباتی آنکھ
دریائے رکھ لی آبرو اپنے حباب کی

ہاں ساقیِ الست ہے مستوں کو کچھ خمار
للہ صبوحی کچھ اُسی اگلی شراب کی

معلوم تھا کہ آئے گا کوئی حسین اور
یوسف کو خوب سوجھی تھی رُخ پہ نقاب کی

روئے جو پھوٹ پھوٹ کے ملتا ہے اصل سے
اے چشمِ تر یہ کہتی ہیں آنکھیں حباب کی

خارج تھے کتنے عقل سے دشمن بھی شاہ کے / رحمت میں ڈھونڈتے تھے جو صورت عتاب کی

دریا میں رکھے خضر بھی کہتے تھے شاہ سے / اے بحر فیض لے خبر اپنے حباب کی

بحر فنا کی موج یہ کہتی ہے سرکشو / ہے تاج کجکلاہ بھی ٹوپی حباب کی

مانا کہ شوق میں ہوا کرتا ہے اضطراب / اے دل مگر ہے حد بھی کوئی اضطراب کی

آزاد میں تو کچھ نہیں اتنی سی بات ہے / نسبت ملی ہے اسکو ولایت مآب کی

آزاد ایک بھی گل مضموں نہ کھل سکا
تم نے زمین شعر کی مٹی خراب کی

نہ پوچھو دیکھتے ہیں اور بھی کیا دیکھنے والے / خدا کو دیکھتے ہیں شہ کا جلوا دیکھنے والے

میں اس دعوے میں سچا ہوں مرا یہ دعویٰ سچا ہے / کہ جنت دیکھتے ہیں شہ کا روضہ دیکھنے والے

کھلا ہے آج ہم پر لا نبی بعدی کا عقدہ / کسی کو دیکھتے کب شہ کا نقشا دیکھنے والے

شب معراج جبریل امیں یہ کہتے آتے تھے / ترے قربان تو یکتا ہے یکتا دیکھنے والے

کبھی مایوس ہو کر کہتا ہوں یارب وہ کیسے ہیں / ترے بندے جو ہیں مکہ مدینہ دیکھنے والے

الٰہی یہ دعا بہر نبی مقبول ہو میری / رہیں محروم طیبہ سے نہ رستہ دیکھنے والے

مقدر تیرا ہے آنکھیں تری ہیں پاؤں تیری ہیں / قدم لوں آ ترے اے شہ کا روضا دیکھنے والے

عجب کیا لن ترانی میں یہی ہو ناز کا ایما / وہ کوئی اور ہیں اے میرے موسیٰ دیکھنے والے

لگی دل کو نہ ہو جب تک یہ کیا جانیں لگی دل کی / تماشا دیکھ لیتے ہیں تماشا دیکھنے والے

تو وہ خورشید احمد ہے تجھے دن رات یکساں ہے / یہ کیوں حیران ہیں شب کو ترا جلوہ دیکھنے والے

نہ تو آزاد نازاں ہو یہ حسن ظن کی خوبی ہے

بُرے کو جو سمجھتے ہیں یہ اچھا دیکھنے والے

نذرِ خاص

جو روضۂ اقدس کی حاضری پر عرض کی گئی

شکرِ خدا غلام ہے آقا کے سامنے
پہنچا دیا ہے پیاس نے دریا کے سامنے

اللہ جس کے فیض کا نیساں ہی خوشہ چیں
یہ قطرہ آج ہے اُسی دریا کے سامنے

کیا دیکھتی ہیں آنکھیں ہیں قربان ای خدا
جانم فدا ہے کیا دلِ شیدا کے سامنے

مشتاق چشم روضۂ اقدس کے ہی حضور
گرویدہ دل جو ہے رُخِ زیبا کے سامنے

دل سحر زباں یہ کہتی ہے تو خود ہی عرض کر
میری مجال کیا ترے مولا کے سامنے

ارمان اور کیا رہا ارمان کے حضور
کیا ہے تمنا اور تمنا کے سامنے

ارمان ہیں اگر تو یہی تین چار ہیں
کیا پیش میں کروں شہ والا کے سامنے

قلب سقیم میرا کرم سے ہوا سلیم
یہ التجا ہے حضرتِ والا کے سامنے

بیکس ہوں بے نوا ہوں گنہگار و شرمسار
مولا ہی لاج رکھیں گے مولا کے سامنے

مانا کہ بھیڑ ہے بڑی محشر میں ای حضور
کیا چیز ہے شفاعت والا کے سامنے

اتنا کرم ہو ہند میں جا کر بھی رات دن
ہر دم رہوں میں روضۂ والا کے سامنے

جب آپ جانتے ہیں کہ کیسا ہی میرا شیخ
کیا عرض پھر کروں شہ والا کے سامنے

کیا فکر اس کی خود شہ والا کریم ہیں
آزاد خالی جھولی ہے داتا کے سامنے

اللہ اللہ شہ والا ترا آنا کیا ہے
نور ہی نور ہے دنیا میں اجالا کیا ہے

آمد مولا ہے یہ وقت سہانا کیا ہے
دیکھنا دنیا میں اب نور کا تڑکا کیا ہے

دست قدرت کی ہوں قربان کہ اللہ اللہ
نور کے سانچے میں انسان کو ڈھالا کیا ہے

جسکے قدموں پہ بچھی جاتی ہوں خود ہی کونین
ہم بچھائیں بھی جو آنکھیں تو بچھانا کیا ہے

تا ابد ظلمت عالم کو مٹانے والا
نور کے نور کا یہ دیکھیے آنا کیا ہے

گود میں اماں کے کیا خواب کا نقشا آیا
دیکھو بابا کی دعا کا یہ نتیجا کیا ہے

شافع حشر ہے رحمت ہی رؤف اور رحیم
ہادی کون و مکاں ہے مرا مولا کیا ہے

شام کی بزم چراغاں ہوئی سنکر ٹھنڈی
صبح بطحا کا صبا ایسا سندیسا کیا ہے

آج قدرت نے وہ دنیا کو دیا در یتیم
جسکے آگے مہ و خورشید کا جلوا کیا ہے

تری آمد سے بنے کوہ و بیاباں بستاں
رحمت حق ترا دنیا میں یہ آنا کیا ہے

کثرت و تثنیہ تثلیث مٹے جاتے ہیں
آج آئینہ وحدت ترا جلوہ کیا ہے

پوچھو صدیق سے محبوب خدا کی خوبی
پوچھو صدیقہ سے وہ حسن دل آرا کیا ہے

کیسا دولھا ہے خدیجہ سے یہ پوچھو جاکر
جا کے زہرا سے ذرا پوچھئے ابا کیا ہے

شہ کے گیسو تو بتائیں گے بلال والا
حضرت سلمان سے پوچھو رخ زیبا کیا ہے

دیکھ کر شاہ کو معراج میں بولے موسیٰ
اللہ اللہ تہامی ترا جلوہ کیا ہے

عالم امر ہے بے چین کہ دیکھے شہ کو
عالم خلق کا اللہ نصیبا کیا ہے

اے زمیں تو تو ہی مسکن فخر کونین
اب فلک کا بھی ترے سامنے رتبا کیا ہے

وقت تولید ہے کہتے ہیں جسے نور ظہور
نور کی کیا ہے سحر نور کا تڑکا کیا ہے

وقت تولید ہے کیا فکر ہمارے مولا
کیوں ہلے یہ لب نازک ترے سجدا کیا ہے

شہ کے قدموں سے شرف پاکر بنی ہے اعلیٰ
اب نہ کہنا کہ دنی دُنیا ہے دُنیا کیا ہے

تُو تو وہ ہے کہ ترا چاہنے والا خالق
نام لیوا ترا پھر کیا ترا شیدا کیا ہے

شہ کا ہر فعل ہے جب حکم خدا کی تفسیر
شہ کی پھر قول کی کیا بات ہی کہنا کیا ہے

ایسی رحمت پہ تُلے ہیں سرِ محشر مولا
سوچ دوزخ کو ہے اب میرا ٹھکانا کیا ہے

گرے جب پلے پہ ہیں وہ بڑے پلے والے
لاکھ ہلکا ہو مرے پلے کا ہلکا کیا ہے

یہ دعا ہے کہ رہے فیض ابد تک جاری
جاری وہ جاری کہ جاری کوئی دریا کیا ہے

یہ دعا ہے کہ رہے اخترِ اُمت تاباں
تاباں وہ تاباں کہ خورشید کا جلوا کیا ہے

یہ دعا ہے کہ نہ ہو ذکرِ خدا میں وقفہ
وقفہ وہ وقفہ کہ اک سانس کا وقفا کیا ہے

یہ دعا ہے کہ رہیں مجلسیں ذکرِ خالق
ذکر وہ ذکر کہ اُس ذکر سے اچھا کیا ہے

یہ دعا ہے کہ رہیں ساری مساجد آباد
ایسی آباد کہ آباد یہ دُنیا کیا ہے

یہ دُعا ہے تری دُھن میں رہے اُمت تیری
دُھن بھی وہ دھن ہو کہ بس عشق کا درجا کیا ہے

یہ دعا ہے کہ ثنا خواں رہیں اچھے تیرے
اچھے وہ اچھے کہ اُن سے کوئی اچھا کیا ہے

شیخ والا کا بیاں کیا کرے خادم شہ کا
آج سب جانتے ہیں تیرا نواسا کیا ہے

ختم اب کر دے بس آزاد قصیدہ اپنا
ہاں دُعا مانگ کہ یہ وقت سُہانا کیا ہے

ترے قربان کیا تبلیغ سے ہے یہ دینِ اطہر کی
صدائیں گونجتی دنیا میں ہیں اللہ اکبر کی

نہ ساقی کی اُسے خواہش نہ پروا دورِ ساغر کی
لگی ہو دُھن جسے دستِ کرم سے جامِ کوثر کی

لبِ کوثر یہ کہتی ہیں زبانیں اہلِ محشر کی
ہوئی محفل کی گرمی سے روانی دورِ ساغر کی

ترے قربان ہوں داورِ قیامت میں نبی تیرے
لگائے ٹکٹکی تکتے ہیں صورت میرے سرور کی

کرم سے شوق رہرو جب بنے خود رہبر طیبہ
تو پھر کیوں خضر کی اسکو ہو پروا گوں ہو رہبر کی

اُچٹتی سی نظر کوئی پڑے یہ دل کو حسرت ہے
تمنا سر کو ہے مولا تری چلتی سی ٹھوکر کی

ترے دست کرم پر منحصر جنت کو رکھا ہے
تری مرضی پہ رکھدی ہے بریت اہل محشر کی

تمنا اور تو باقی نہیں اتنی سی دل میں ہے
جبیں کو پھر جبیں سائی ملے مولا ترے در کی

مری آنکھوں نے جب سے روضۂ اقدس کو دیکھا ہے
بلائیں دل سے لیتا ہوں میں خود اپنے مقدر کی

شب گور غریباں کی یہ تنہائی کا بدلہ ہے
کہ اُسکی صبح کردی خالق اکبر نے محشر کی

بڑی وُسعت ہے رحمت میں بڑی حضرت کی رحمت ہے
حقیقت کیا ہے میری اور میرے ایسے دفتر کی

گناہوں سے پشیماں ہوں نہ پوچھ اے داور محشر
ہے تیری آس مجھکو یا شفیع روز محشر کی

نہ سیرت میری اچھی ہے نہ صورت میری اچھی ہے
نہ کچھ اندر کی حالت ہے نہ کچھ حالت ہے باہر کی

مٹا کیا کیا نشاں دُنیا سے دیکھو اہل دنیا کا
نہ باقی گور دارا ہے نہ تربت ہے سکندر کی

ہمیں اوروں سے کیا مطلب ہے اے آزاد محشر میں
لگائے بیٹھے ہیں اک آس اپنے بندہ پرور کی

مکے میں جا کے کعبے کی توقیر دیکھئے
طیبہ میں آکے نور کی تنویر دیکھئے

آنکھوں میں میری روضے کی تصویر دیکھئے
سینے میں میرے نور کی تنویر دیکھئے

محبوب نے بلایا کرم سے حبیب کو
معراج میں حضور کی توقیر دیکھئے

قربان میرے شاہ کی یہ گلفشانیاں
جھڑتے ہیں پھول کیا دم تقریر دیکھئے

بوجہل بدنصیب کی قسمت کو دیکھنا
فاروق خوش نصیب کی تقدیر دیکھئے

کسریٰ کی سرکشی میں تو تذلیل دیکھ لی
طاعت سے اب بلال کی توقیر دیکھئے

لائی کہاں سے یہ سلماں کو کھینچکر
کتنی کڑی ہے عشق کی زنجیر دیکھئے

یوسف کو لا کے بولی زلیخا یہ ناز سے ہوتی ہے ایسی خواب کی تعبیر دیکھیے
کیا کیا حصار بنتے ہیں طول امل سے یہ بنیاد اپنی دیکھیے تعمیر دیکھیے
دیتا ہے جو خدا بھی تو حضرت کے نام سے قربان جاؤں نام کی تاثیر دیکھیے
جکڑا ہوا ہے گیسوئے مشکین شاہ سے دیوانہ حضور کی زنجیر دیکھیے

آزاد آپ اور شرف یہ حجاز کا
صورت کو اپنی دیکھیے تقدیر دیکھیے

حصہ اول

تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حصہ دوم

دیوان آزاد

نظم و قصائد منقبت و تصوف

بموقعہ جلسہ انجمن خدام الصوفیہ بمقام لاہور سنہ ۱۹۰۵ء

تری یکتائی میں حیران ہیں کثرت والے ایک کثرت میں تجھے پاتے ہیں وحدت والے
کیا ہی نیرنگ ہے محروم ہیں حکمت والے تجھکو پا جاتے ہیں غفلت میں ندامت والے
ما عرفناک کہیں جبکہ رسالت والے کیا حقیقت تری سمجھیں گے حقیقت والے
تونے محتاج کئے حشمت و دولت والے کر دئے دل کے غنی صبر و قناعت والے
ناز ہرگز نہ کریں زہد و ریاضت والے اُسکو پیارے ہیں جو ہیں حُسن عقیدت والے
ہو درود آپ پہ اے شاہ رسالت والے ہادیٔ خلق جہاں شافع و رحمت والے
ہو سلام انپہ جو ہیں شہ کی خلافت والے یعنی نواب جہاں شہ کی نیابت والے
انپہ رحمت ہو جو ہیں صدر شریعت والے مُقتدی اُنکا جہاں وہ ہیں امامت والے
تجھپہ قربان ہوں اے شیخ طریقت والے خوشہ چیں تیرے ہیں کیا آج شریعت والے
تری سیرت کی تو کیا بات ہے میرے مولا تری صورت سے تو بنجاتے ہیں سیرت والے

تجھ سے تو ایک ہوا ظاہر و باطن سب کا
تو نے سب ایک کئے صورت و سیرت والے

جلوہ افگن ہوئی کیا سیرت و صورت تیری
انجمن کرتے ہیں جو آج یہ خلوت والے

فیض و انوار کا چشمہ ہے تری بزم ہے کیا
دہرے ہوتے ہیں آ آ کے صداقت والے

آج وہ راز طریقت کے بیاں ہوتے ہیں
جنکو سینے میں رکھا کرتے تھے خلوت والے

انجمن کرنے سے منشا یہ عیاں ہوتا ہے
جو طریقت میں ہیں پکے ہوں شریعت والے

اس قدر عرض ہے آقا سے دعا ہو اتنی
انجمن والے ہوں تا حشر محبت والے

تو گرفتار رہے **آزاد** سنبھل جائے ذرا
لطف اسیر رہے اے میرے جماعت والے

بموقعہ جلسہ انجمن خدام الصوفیہ علی پور سیداں سنہ ۱۹۰۷ء

جب فانی و مجبور یہ انسان بنا ہو
کیا قادر و قیوم کی پھر اس سے ثنا ہو

میں خاک ہوں تو نور ہے کیا تیری ثنا ہو
ممکن نہیں ممکن ہے اگر تیری عطا ہو

صد رشک بقا کیوں نہ حضور اسکی فنا ہو
جو صورت نقش کف پا بنکے مٹا ہو

زیبا ہے جو کہئے تمہیں جو کہدی بجا ہو
اللہ سے اک کم ہو مگر سب سے سوا ہو

وہ جان ہی اک جان ہے جو تم پہ ہو قرباں
وہ دل ہی فقط دل ہے کہ جو تم پہ فدا ہو

سب ایک سے ہیں تجھکو کوئی حاکم ہو کہ محکوم
یکساں ترے آگے ہیں سلیماں ہو ہوا ہو

یہ لفظ فنا میری سمجھ میں نہیں آتا
تم پر جو مٹا ہو نہیں ممکن وہ فنا ہو

موسیٰ نے کہا دیکھ کے تم کو شب اسریٰ
اللہ رے کیا جلوہ نما ہوش ربا ہو

تم کعبۂ مقصود ہو کیوں پاؤں نہ تم کو
جب طائر دل میرا بھی خود قبلہ نما ہو

ہے لطف کہ ہو درد محبت ترا دل میں
جب ٹیس بڑھے اور مزا اس میں سوا ہو

اک مطلع ثانی کا ہو مضمون عنایت
مجلس جو نرالی ہے تو مضموں بھی نیا ہو

جب عالم امکاں ہی میں تو سب سے سوا ہو
تو جسکا ہو بندہ وہ بھلا کیوں نہ خدا ہو

میں سوچ میں بیٹھا تھا کہ کیا شان میں لکھوں
حیرت نے کہا کیا لکھو جب شانِ خدا ہو

ہو جائے دعا آج ہو آراستہ مجلس
اس رنگ سے جس رنگ کو دیکھا نہ سنا ہو

سب بھائی نظر آتے ہوں بیٹھے ہوئے بھائی
وہ قبلۂ روحی بھی وہاں قبلہ نما ہو

آہوں کا علم ہو وہاں نالوں کا ہو نغمہ
ساغر بھی وہاں آنکھوں کا اشکوں سے بھرا ہو

کچھ دل بھی ہوں ایسے جنھیں آتشکدہ کہئے
کچھ آنکھیں بھی ہوں جن سے کہ طوفاں بپا ہو

کچھ ایسے بھی ہوں جن کو محبت نے جلایا
ایسے بھی ہوں جنکو ابھی الفت نے چھوا ہو

ایسا بھی ہو جسکو کہ کیا خاک نظر نے
ایسا بھی ہو جو خاک سے اکسیر بنا ہو

کچھ ایسے ہوں رونے سے جنھیں کام ہو ہر دم
کچھ ایسے ہوں لب پر نہ کبھی آہ و بکا ہو

کچھ ایسے ہوں نائب ترا کہنا انھیں زیبا
جس راہ پہ وہ چلتے ہیں وہ راہِ ہدیٰ ہو

اک وہ ہو کہ پہلو میں نہ دل چھوڑے کسی کا
اک وہ ہو کہ دزدیدہ نگہ جس کی بلا ہو

اک وہ ہو کہ گھائل کرے چتون ہی سے دل کو
اک وہ ہو نمک جسکے تبسم میں بھرا ہو

جب سر کو جھکائے ہوئے آجائے خراماں
پھر بزم تصوف میں نہ کیوں شور بپا ہو

وہ صدر نشیں بزم تصوف کا جو ہو کر
ارشاد کرے کہ وقت ہے وہ نغمہ سرا ہو

مامور جو ہو حکم کی تعمیل کو اُٹھے
آغاز بیاں اسکا سر حمد و ثنا ہو

بولے یہ ادب سے نہیں گو وعظ کے قابل
مجبور ہے سرکار سے جب حکم ہوا ہو

اتنی ہے گزارش ذرا اب غور سے سنئے
جو میرے بیاں میں ہو خطا عفو خطا ہو

علم و عمل دیں ہی کو کہتے ہیں شریعت
بس یہی طریقت ہی جو اخلاص ملا ہو

دل صاف اُسی کہتے ہیں یہ اہل طریقت
جس دل میں خدا اور وہ محبوب خدا ہو

جو حال ہو وہ قال ہو جو قال ہو وہ حال
کچھ اس میں تصنع نہ بناوٹ نہ ریا ہو

ہر کام میں اُس سکے نہ غرض اُسکی ہو شامل
وہ بندۂ تسلیم ہو پابند رضا ہو

بیرنگ ہی چاہی ہمیں یہ چاہتے وہ ہیں
اتنی بھی نہ خواہش ہو کہ تم بھی ہمیں چاہو

جو فرض کا تارک ہے وہ کب ہوتا ہی صوفی
صوفی اُسے کہتے ہیں نوافل پہ فدا ہو

جو اپنے کو کچھ سمجھے وہ کب ہوتا ہی صوفی
صوفی وہی ہوتا ہے جو ہر لحظہ فنا ہو

قطعہ

اک روز کسی صوفی سے عالم نے یہ پوچھا
اک بات بتادو مجھے گر تم کو پتا ہو

کیا بات ہی یہ راز نہیں کھلتا ہے ہمیں
وہ ہم پہ بگڑتا ہے کہ جو ہم سے بنا ہو

تا عمر مگر رہتا ہے وہ تابع فرماں
جس نے کہ سبق آپ سے اکبار پڑھا ہو

صوفی نے کہا راز یہ مشکل نہیں کچھ بھی
وہ علم ہوا کرتا ہے جو علم پڑھا ہو

تم ہست بتاتے ہو اُسے ہوتی ہے ہستی
ہم نیست بتاتے ہیں وہ کیونکر نہ مٹا ہو

کیسا ہی بُرا اسکو کہیں وہ کہے اچھا
کہنے پہ بُرا وہ یہی کہدے کہ بھلا ہو

وہ کرتے ہیں اچھا جو بُرا کہتے ہیں تم کو
وہ نقص نکل آتا ہے جو دل میں چھپا ہو

سمجھیں بُرا جس کو بُرا وہ ہوتا ہے اچھا
اچھا وہی آنسو ہے جو آنکھوں سے گرا ہو

وہ جی اُٹھا مرنے سے جو مر جائیگا پہلے
ہو جائے فنا جسکی فنا اس کی بقا ہو

ہو دل میں بھڑکتا ہوا اک عشق کا شعلہ
کیا حرج ہے جو گھر میں بھی بتی نہ دیا ہو

اتنی تھی گذارش جو مری ختم ہوئی ہے
میرے لئے اپنے لئے مجلس میں دعا ہو

وہ صدر نشیں بعد میں سینے سے لگا کر
فرمائے کہ جو چاہتے ہو آج ہی چاہو

بیساختہ قدموں پہ گرے حکم یہ پاکر
یہ عرض کرے جانِ مری تم پہ فدا ہو
کہتے ہیں نمازِ دلِ حاضر جسے صوفی
اتنا ہی میں ہو جاؤں کہ یہ مجھ سے ادا ہو

ہم خادمِ حسّان تجھے جب مانینگے آزاد
تو مدح سرا دل سے ہو اور جاں سے فدا ہو

بموقعہ جلسہ انجمن خدام الصوفیہ علی پور سیداں ۱۹۰۹ء

حمد مشکل ہے تری حمد بتانے والے
یہ بتاتے ہیں ترے پاس سے آنے والے
ترے محبوب ہیں سر اپنا جھکانے والے
ترے معتوب ہیں سر اپنا اُٹھانیوالے
دلِ عشاق میں اک درد بسانے والے
درد میں ٹیس کسک اور بڑھانے والے
تاب ہے کوہ و فلک کو نہ زمیں کو تیری
قلبِ عشاق میں گھر اپنا بنانیوالے
اپنے کا جو نہیں اپنا وہ ہے غرقِ طوفاں
غیر جو اپنے بنیں اُنکو بچانے والے
سرِ مغرور کو کر دیتا ہے پشہ پامال
سرِ ساجد کو اک آتش سے بچانے والے
سرِ بازار بکا کرتا ہے عاشق تیرا
پھر خریداروں کا سر تاج بنانے والے
دعویٰ شیطان کا باطل تری حق کے آگے
قلبِ ایوب میں اک صبر بسانے والے
ہو گئی غرق وہ تھا لافِ خدائی جن کو
رستہ پاجاتے ہیں دریا ہی میں پانیوالے
بندے کو دیتی ہے قدرت تری کیا کیا قدرت
لبِ جاں بخش مسیحا ہیں جلانے والے
تاکہ صدیق ہو کوئی، کوئی جاہل منکر
اپنے مرسل کو سرِ عرش بلانے والے
وسعتِ دشت و بیاباں بنا بختِ مجنوں
کُنجِ محمل ہی میں لیلیٰ کو بٹھانے والے
پھولتی پھلتی ہے کیسی زمیں پستی میں
چرخ کی پشت اک رفعت میں جُھکانیوالے

کُنہ میں تیری ہے ہر دیدۂ بینا حیراں
عقل چکر میں ہے اے عقل بنانے والے

تو بنا دے جو مٹا کر تجھے کیا ہے مشکل
تجھکو آسان بنانا ہے مٹانے والے

ما عرفناک کہیں جب شہ لولاک لما
تم سے آزاد ہوں کیا پھر اُسے پانیوالے

اُسکی رحمت ہے نبی بھیجا جو رحمت والا
صاحب لطف و کرم مہر و شفاعت والا

در نعت

وہ نبی نبیوں پہ واجب تھی بشارت جسکی
وہ نبی فرض رسولوں پہ رسالت جس کی

وہ نبی رحمت حق خود ہے شفاعت جسکی
خلد پرور ہے قیامت میں عنایت جسکی

وہ نبی جسکو کہ وہ آپ کرینگے راضی
خود گنہگاروں کو ڈھونڈیگی شفاعت جسکی

وہ نبی اُمی کہ قرباں ہیں بلاغت والے
محو حیرت کئے دیتی ہے فصاحت جسکی

وہ نبی ختم ہوئی شانِ عبادت جس پر
خانہ زاد ادنیٰ اُسی لونڈی ہے ریاضت جسکی

وہ نبی جس سے ہوئی صبر و رضا کی تلقین
شکر و تسلیم سے ملتی ہے شہادت جسکی

وہ نبی جس کے سوا اور کی راہیں مسدود
طاعتِ حق کے لئے فرض اطاعت جسکی

وہ نبی جس کا کہ عالم پہ ہے بار احساں
سر اُٹھانے نہیں دیتی ہے عنایت جسکی

وہ نبی جس سے کہ حیواں بنے رشک انساں
روح پرور ہوئی عالم میں ہدایت جسکی

وہ نبی نبیوں کو صد ناز نبوت اُس کی
وہ ولی ولیوں کو صد فخر ولایت جس کی

وہ نبی جس سے ہوا جہل جہاں سے مفقود
اُطلبوا العلم کی عالم میں اشارت جسکی

وہ نبی ایک کیا دل کو زباں کو جس نے
شرط ایماں ہی میں ملتی ہے شہادت جسکی

وہ نبی کثرت و تثلیث مٹائی جس نے
ایک کو ایک بتاتی ہے ہدایت جس کی

وہ نبی جس کے قوانین سراسر انصاف
واضع عدل ہے عالم میں عدالت جسکی

وہ نبی جس سے مکمل ہوا باب توریث
حصہ دلواتی ہے بیووں کو حمایت جسکی

وہ نبی شاہ کہ نواب ہیں نائب جس کے
ہمسری نبیوں کی کرتی ہے نیابت جسکی

ساری دُنیا میں یہ پھیلا ہے اُسی کا پروار
ایک چھوٹی سی یہ بیٹھی ہے جماعت جسکی

یہ جماعت ہے کہ ہے ذکر خدا کی مجلس
یہ جماعت ہے کہ ہے صل علیٰ کی مجلس

در ذکر فضیلت باری تعالیٰ

کیا بتائے کوئی اے ذکر فضیلت تیری
جبکہ مذکور ہے مذکور سے مدحت تیری

ذکر ہے تیرا ہی در در ترا چرچا گھر گھر
ہر طرف نام ترا چار سو شہرت تیری

نقش ہے دل پہ ترا سکہ زباں پر تیرا
جسم پر حکم ترا جاں پہ حکومت تیری

تیرا نقشا ہے یہ نقاشِ ازل کو مرغوب
شکل جو اُس نے بنائی بنی صورت تیری

تری تعریف ہے قرآن میں کیا کیا مذکور
کیا کیا مذکور حدیثوں میں ہے مدحت تیری

فاذکرالله قیاماً و قعوداً ارشاد
اُٹھتے اور بیٹھتے ہے حکم ہو عادت تیری

رات دن شام و سحر جاگتے سوتے ہر دم
ہے یہ ارشاد کہ کثرت سے ہو کثرت تیری

دلِ بیتاب کی تسکیں تری سیرت ٹھہری
دردِ عشاق کا درماں بنی صورت تیری

دل میں جب عجز سے پوشیدہ ہو تیرا مذکور
پھر یہ ثابت ہے کہ سیرت میں ہے صورت تیری

الله الله کہ ہو ذکر سے ذاکر مذکور
کیسا احسان ہے اور کتنی ہے رحمت تیری

ایک ہی تو ہے معین نہیں تیرے اوقات
ایک ہی تو ہے کہ ہر وقت ہے چاہت تیری

تیری ہی شان میں فرمایا ہے خیر الاعمال
مدح فرماتے ہیں کیا شاہِ رسالت تیری

سونے چاندی کی حقیقت ترے آگے کیا ہے
جان دیدینے سے بڑھ کر ہے فضیلت تیری

صدقہ خیرات و جہاد ایسا کہ ٹوٹیں تیغیں
اس سے کمتر ہے کہ دل میں جو ہو چاہت تیری

راہِ حق میں جو لٹا دیتا ہے دولت کوئی
ایسا کب وہ ہے کہ جس دل میں ہو الفت تیری

ہمنے دیکھی نہیں کثرت کسی شے کی اچھی
اچھی سے اچھی مگر ایک ہے کثرت تیری

اللہ اللہ ترے ذاکر کے لبوں کی جنبش
ساتھ مذکور کو رکھے یہ عنایت تیری

شغل میں تیرے نہیں اور دعا کی حاجت
خود ہی دیدیتے ہیں دولت وہ بدولت تیری

تری مجلس کو تو کہتے ہیں ریاض الجنتہ
جلوۂ یار دکھا دیتی ہے جنت تیری

تو وہ ہے تیری مجالس کے فرشتے جویا
مجلسیں دیکھ کے دیتے ہیں شہادت تیری

جوشِ رحمت سے فرشتوں کو بنا کر شاہد
بخشدیتا ہے وہ غفار بدولت تیری

اللہ اللہ ترے ذاکر کا وہ رتبہ عالی
ہمنشیں جن کے ہیں مغفور بدولت تیری

حکم ہے جیسا کہ مُردوں میں ہو زندہ کوئی
مردہ جسم میں اک جان ہے صورت تیری

ترے ذاکر کی طرف جھکتا ہے خود ہی مذکور
شانِ وحدت سے ملا دیتی ہے کثرت تیری

ذکر تو پیارے کا اور ذکر ہے پیارا تیرا
اس لیئے کرتا ہوں پھر ذکر دوبارا تیرا

قلب میں کیوں نہ ہو اے ذکر یہ عظمت تیری
وصف قرآں میں حدیثوں میں ہے مدحت تیری

تجھ سے مشتق ہیں عبادات کے سارے صیغے
مصدر فرض و نوافل بنی صورت تیری

کیا ہی اچھے ترے معنی ہیں کہ ضد غفلت
پردہ غفلت کا اٹھا دیتی ہے صورت تیری

جسقدر نیک عمل ہیں وہ ہیں تجھ میں شامل / نیک وہ ہوتے ہیں جسپر ہے عنایت تیری
پنج نوبت ہے تری پانچ یہ رُکنِ اسلام / اللہ اللہ یہ تری شان یہ شوکت تیری
تجھ سے آباد مساجد ہیں تو کعبہ معمور / عرش پر شان تری کُرسی پہ طلعت تیری
کیوں نہ عُشاق ترے دل ہی میں رکھیں تجھکو / خاص مرغوب ہے اللہ کو صورت تیری
داغ جس سینہ میں تیرا وہ ہے رشک جنت / عرش اعظم ہے وہ دل جسپہ ہے صورت تیری
مصری مصری کی جو تمثیل دیا کرتے ہیں / تلخ کاموں نے نہیں چکھی حلاوت تیری
جوہرِ تیغ رواں سیف زبانی تُو ہے / کچھ سے کچھ کرکے دکھا دیتی ہے غیرت تیری
بنکے آئینہ دکھا دیتا ہے حُسنِ وحدت / قلب وہ جسکا کہ ہو مصقلہ کثرت تیری
وہ مبارک ہیں ترے عاشق و شیدا جو ہیں / وہ مبارک ہیں کہ جس دل میں ہے صورت تیری
تیری صورت میں ہے اللہ رے کیا کیا طاقت / ہاں پہاڑوں کو گرا دیتی ہے طاقت تیری

منکرِ حق کے سوا جانتے سب ہیں تجھکو
گو وہ کاہل ہیں مگر مانتے سب ہیں تجھ کو

در شان ذاکر

کیا ہی وہ دل ہے کہ جس دل پہ ہو نقشا تیرا / کیا زباں ہے وہ زباں جسپہ ہے چرچا تیرا
قلب جب قلب ہے آئینہ ہو صورت تیری / آنکھ جب آنکھ ہے پُتلی ہو تماشا تیرا
ہاں وہ جانباز ہے جو مٹ گیا جاں سے تجھ پر / ہاں وہ دلدادہ ہے جو دل سے ہو شیدا تیرا
ترے دیوانے کو شایاں ہوا گنج وحدت / تری چاہت سے بنا مجنوں بھی لیلیٰ تیرا
ہے دلِ سالک مجذوب میں تیرا مسکن / قلب صوفی میں نصب رہتا ہے خیمہ تیرا

نام لیوا ہیں ترے صوفیٔ صافی طینت
تیرے خدام ہیں پھیلاتے ہیں چرچا تیرا

انکی سیرت میں بھی رہتی ہے تیری صورت
انکی صورت پہ بھی چھا رہتا ہے نقشا تیرا

انسے بڑھ کر کوئی کیا جانیگا منزل تیری
انسے اچھا کوئی کیا سمجھیگا رتبہ تیرا

انکی اے ذکر تو ہر دم ہے غذائے روحی
یہ ہیں بیتاب جو دم بھر نہ ہو چرچا تیرا

کبھی خلوت میں ہوا کرتے ہیں نفس واحد
بزم میں آکے کبھی کرتے ہیں چرچا تیرا

شیخ کے ہاتھوں یہ بکتے ہیں طلب میں تیری
دل اُسے دیکے لیا کرتے ہیں سودا تیرا

اور تو پڑھتے کتابوں میں ہیں تیرا مذکور
سینہ در سینہ ملا اُن کو سراپا تیرا

جو نہیں بیچتا اس جان کو دل کو اپنے
وہ نہ عاشق ہے نہ دلدادہ نہ شیدا تیرا

اوروں کے واسطے صورت تری شکلِ جنت
وصل کا نقش ہے انکے لئے نقشا تیرا

اور کو نیک بنا دیتی ہے صورت تیری
انکو واصل ہی بنا دیتا ہے نقشا تیرا

دکھادے اے ذکر کہ انسان فرشتے یہ ہیں
دیکھ یہ کرتے ہیں یہ سنتے ہیں چرچا تیرا

تیرے خدام کا اے ذکر چھٹا ہے جلسہ
اُنکا جلسا نہیں یہ جلسہ ہے جلسا تیرا

اللہ اللہ کہ ہوں جمع یہ وحدت والے
اور کرتے ہوں علی پور میں جلسا تیرا

کون طاقت ہے یہاں کھینچ کے لانیوالی
کون ایسا ہے یہاں عاشق یکتا تیرا

کیوں یہاں جھنڈا گڑا رہتا ہے تیرا ہر دم
کیوں اُڑا کرتا ہے ہر وقت پھریرا تیرا

کیوں علی پور میں ہے یادِ خدا کی کثرت
کیوں علی پور میں اس درجہ ہے چرچا تیرا

ہاں بتادے ہمیں ہے کونسا تیرا محبوب
ہاں دکھادے ہمیں ہے کونسا پیارا تیرا

ذکر بولا کہ دکھاتا ہوں لو پیارا تجھکو
یہ جماعت علی شاہ دل آرا تجھ کو

در شان شیخ خود

ذکر اللہ رے یہ نام سُنایا کیسا
تجھ پہ قربان ہوں یہ جلوہ دکھایا کیسا

کیا یہ منظور تھا ششدر رہیں ذاکر تیری
محو حیرت کیا حیران بنایا کیسا

اب تو کچھ ہوش نہیں بات نکلتی کیا ہے
کیا سے کیا جانے کہا اور سُنایا کیسا

میری اے تاب و تواں تمکو مبارک رخصت
شکر ہے ہوش سے اب پیچھا چھڑایا کیسا

شکر اے ذکر ٹھکانے سے لگایا تُو نے
لا کے قدموں سے مجھے آج لگایا کیسا

تیرے قربان ہیں اے شیخ ہمارے مولا
یوں بُلا کر ہمیں یہ جلوہ دکھایا کیسا

تاب نظّارہ ہے کب ہمکو بتادو یہ تمہیں
تمہیں کہدو نہ کہ یہ پردہ اُٹھایا کیسا

تجھکو معلوم ہے چلجاتی ہیں چھریاں دل پہ
مرے یوسف مجھے پھر جلوہ دکھایا کیسا

اللہ اللہ علی پور میں مجھ سا مجبور
بخت بیدار نے یہ خواب دکھایا کیسا

تری نظروں کو نہ دیکھا کبھی اونچا ہمنے
اونچی نظروں کو مگر نیچا دکھایا کیسا

آج اللہ کی ہے آپ پہ کیا کیا رحمت
صوفی گر آپ کو اے شیخ بنایا کیسا

میزبانی میں تری شانِ خلیلی دیکھی
میہمانی ہیں تری اپنا پرایا کیسا

تجھ سے اے ابر کرم کیسا ہے دریا جاری
تجھ سے اے بحر عطا ابر یہ چھایا کیسا

کیا شریعت سے طریقت کو ملایا تو نے
ذکر اور عرس کو اک جان بنایا کیسا

تری تقلید ہے اعراس میں کرنی لازم
تو نے اس عرس کو بدعت سے بچایا کیسا

حق کی رحمت نے کیا رحمتِ عالم تجھ کو
تیرے نانا کا ہے سر پر ترے سایا کیسا

ختم کرتا ہوں کہ توصیف ہے مشکل تیری
تیرے آزاد کو ملتی رہے محفل تیری

بموقعہ جلسہ انجمن خدام الصوفیہ علی پور سنہ ۱۹۱۶ء

کیا سُنائیں گے تری حمد سُنانے والے
لفظ ملتے نہیں اے لفظ بنانے والے

اے ہوائے ارنی دل میں بسانے والے
لن ترانی پہ بھی یوں جلوہ دکھانے والے

لاکھ پردوں میں بھی اے جلوہ دکھانے والے
صاف جلووں میں بھی ای پردہ لگانے والے

تو مٹا دیتا ہے جب چاہے بنانے والے
تو بنا دیتا ہے جب چاہے مٹانے والے

لامکانی پہ مکاں ہر دلِ عاشق تیرا
بے نشانی پہ نشاں ایسے دکھانے والے

کیوں نہ پھر وادیٔ ایمن ہو گریباں اُن کا
قلب عشاق کو اے طور بنانے والے

باریابی تری خلوت میں کہاں شمع کو ہے
اپنے پروانے کو بے شمع جلانے والے

خاکساروں کی زباں پر تری قدرت عاشق
ناز برداروں کے اے ناز اُٹھانے والے

طالبِ نار ہوا اور دیکھ لے جلوہ تیرا
طالب نور پہ اے بجلی گرانے والے

خاک بنجاتے ہیں کیا چاہنے والے تیرے
خاک سے پھر انھیں اکسیر بنانے والے

رہتی توبہ کی ہے عاشق تری رحمت کیسی
اے گنہگاروں کو دوزخ سے بچانے والے

عرش پر آتے ہیں کیا آپکے پیارے مہماں
سُرمہ مازاغ کا آنکھوں میں لگانے والے

اُنکے اصحاب بھی ہیں بعد پیمبر افضل
مہر اسلام ہیں ظُلمت کے مٹانے والے

اہلبیت نبوی کو کہوں کیا اے مولا
نور ہیں نور ہدایت کو دکھانے والے

چار چاند آپکے ائمہ والا گوہر
چار چاند علمِ شریعت کو لگانے والے

فضلِ خالق ہیں جنھیں اہل طریقت کہیے
نور باطن سے ہیں وہ نور دکھانے والے

کیسے اچھے ترے وہ بندے ہیں اللہ اللہ
جو رضا میں تری ہیں سر کو جھکانے والے

تو نے خوش ہو کے رکھا نام مسلماں جن کا
ترے احکام جو ہیں سر پہ اُٹھانے والے

ترے عاشق ہیں لگائے ہوئے لو ہیں تجھ سے
مثل پروانہ ہیں جاں اپنی جلانے والے

اُن میں یہ بندے مسلمان ہیں کیسے اللہ
ساتویں جلسے میں جو آئے ہیں آنیوالے

ساتواں جلسا ہے اللہ رے زیبا جلسا
جس سے اچھا نہیں دیکھا کوئی اچھا جلسا

کیا کہوں تم سے کہ ہے آج یہ کیسا جلسا
مری آنکھوں نے تو دیکھا نہیں ایسا جلسا

اسکی صورت سے نظر آتا ہے باطن اسکا
اہلِ باطن کا ہے یہ آئینہ سیما جلسا

سادگی اس کی غضب ڈہاتی ہے اللہ اللہ
کسقدر صاف ہے یہ دیکھو مصفا جلسا

کچھ ریا ہے نہ تصنع نہ بناوٹ اس میں
صوفی صاف طبیعت ہے سراپا جلسا

ذکر کرتے ہیں یہ اللہ کا اللہ والے
آج ہے نام خدا نام خدا کا جلسا

انجمن کرنے کی کب دیتی ہے فرصت خلوت
وجد میں آنکے دکھا دیتے ہیں ایسا جلسا

دیکھو اچھوں کی ہوا کرتی ہے اچھی مجلس
دیکھو اچھوں کا ہوا کرتا ہے اچھا جلسا

ملتی ہے خوبی تقدیر سے ایسی مجلس
ملتا ہے بخت رسا سے کبھی ایسا جلسا

جاں فروشوں کی ہوا کرتی ہے ایسی مجلس
دل فروشوں کا ہوا کرتا ہے ایسا جلسا

نام مولا پہ یہاں آئے ہیں بکنے والے
بنگیا مصر کے بازار کا نقشا جلسا

یہ وہ جلسہ ہے سکھاتا ہے جو توبہ ہم کو
یہ وہ جلسہ ہے کہ انساں ہے بناتا ہم کو

شکر صد شکر کہ خالق نے بنائی توبہ
رحمت خاص سے پھر ہم کو سکھائی توبہ

عمر عصیاں میں جو گذری وہ ہے سب سے بدتر
سانس وہ اچھا ہے جس میں کہ بن آئی توبہ

لوحِ دل سے نہ برائی ہی مٹائی اُس نے
نیکیاں اور اضافے میں ہے لائی توبہ

زہرِ عصیاں کے لئے اسکو بنایا تریاق
یہی دوزخ سے دلاتی ہے رہائی توبہ

دل کو دیتی ہے جِلا زنگ اُڑاتی ہے یہی
مصقلہ قلب کا اللہ نے بنائی توبہ

یہ تو مانا کہ خطاوار ہیں موروثی ہم
کیا وراثت میں نہیں ہم نے یہ پائی توبہ

مختصر بات ہے یہ اسکو بٹھالو دل میں
اُسکو سب کچھ ملا جس نے کہ یہ پائی توبہ

کل پہ کیوں چھوڑتے ہو کل کی خبر ہے کسکو
آج ہی دل سے کروا لے مرے بھائی توبہ

تمھیں لازم ہے کہ ہر وقت رہے پیشِ نظر
شیخ والا نے جو وہ تم سے کرائی توبہ

یہی توبہ تو بنا دیتی ہے عاشق تم کو
یہی توبہ تو بنا دیتی ہے صادق تم کو

مرحبا مرحبا اے عشق جلانے والے
خود جلا کر ہمیں پھر خود ہی جِلانے والے

خاک کر دینا کرشمہ ترا ادنےٰ ٹھہرا
پھر اُسی خاک کو اکسیر بنانے والے

ترے اعجاز ہیں یہ زندوں کو مُردہ کرنا
پھر حیاتِ ابدی اُن کو دلانے والے

شیخ کے عشق میں تصویرِ سراپا تیری
ایک ہی رنگ میں کُل رنگ دکھانے والے

ترے جلوے میں نظر آتے ہیں عرش و کُرسی
اپنے عشاق کو معراج دکھانے والے

شیخ کے عشق میں مٹ جاتی ہے اپنی ہستی
چار سو شیخ ہی کا جلوہ دکھانے والے

تو دو رنگی کو مٹا دیتا ہے لوحِ دل سے
ایک ہی رنگ سے رنگین بنانے والے

تو تو اے عشق ہے عاشق کا بُراق یکراں
عرصۂ فصل سے اے وصل میں لانے والے

ترے عشاق کو پروا نہیں رہتی کچھ بھی
دونوں عالم سے ہیں وہ ہاتھ اُٹھانے والے

شیخ کا آؤ دکھاؤں رُخِ زیبا دیکھو
اپنے شیخوں کا مرے شیخ میں جلوا دیکھو

جلوہ افروز ہے یہ قبلہ ایماں دیکھو　　حامیِ دین متیں حافظ قرآں دیکھو
دیکھنے والو چلے آؤ دکھائیں تم کو　　جلوہ افروز ہے وہ سرورِ دوراں دیکھو
جسکا طالب ہے زمانہ وہ یہی ہے مطلوب　　جسکا عاشق ہے جہاں ہے یہی جاناں دیکھو
میں نہیں کہتا کرشن اور مسیح و مہدی　　ہاں یہ کہتا ہوں کہ اک صاحبِ ایماں دیکھو
میں نہیں کہتا کہ تم غوث و قطب ہی سمجھو　　میں یہ کہتا ہوں کہ اک خاص مسلماں دیکھو
فقر فخری کی یہ پہنے ہوئے نانا کی عبا　　آج کس شان سے بیٹھا ہے یہ سلطاں دیکھو
قُمریو کہنا خدا لگتی ہو عاشق تم بھی　　سرو اچھا ہے کہ یہ سروِ خراماں دیکھو
بُلبلو ٹھہرا تمہیں پر یہ ہمارا انصاف　　پھول اچھے ہیں کہ یہ رشکِ گلستاں دیکھو
ہاتھ پر اس کے بکیں دیکھیں جو مصری آکر　　آج اس شان کا ہے یہ مہِ کنعاں دیکھو
یہی ہر دم ہے تقاضائے طبیعت انکا　　خالی رہجائے نہ کوئی کہیں داماں دیکھو
یہ دُعا دل سے ہے مجلس رہے یونہی قایم　　تاقیامت مرے مولا یہی ساماں دیکھو
کچھ نہ پوچھو مرے مولا مرے دل کی حالت　　اپنے سینہ سے لگا کر مرے ارماں دیکھو

ہے خطاوار یہ آزاد غلامِ مولا
نارِ دوزخ سے بچا دو اسے نامِ مولا

بموقعہ جلسہ انجمن خدام الصوفیہ علی پور سنہ ۱۹۱۱ء

کیوں فرض نہ بندے پہ ہو حمد اپنے خدا کی　　دل اُسکا عطیہ ہے زباں اُس نے عطا کی

اللہ رے بستی ہے نہ کچھ اس سی کمی ہے
یہ ہستیٔ دنیا جو بنا اور مٹا کی

گو نیست ہیں بالذات مگر ہست ہیں اُس سے
نوری ہیں کہ ناری ہیں کہ ہیں حضرت خاکی

کیا چیز ہے پھر کون و مکاں اُس کی نظر میں
جس نے کہ فقط کُن ہی سے عالم کی بنا کی

رحمت ہے کرم اُسکا غضب اُسکا بلا ہے
ہے دل میں یہ تصویر عجب بیم و رجا کی

قرباں ہوں رکھا ہے بقا کو بھی فنا میں
پاتا ہے بقا جس نے فنا اپنی فنا کی

یہ مرنا یہ جینا یہ بہشت اور یہ دوزخ
سچ پوچھیے تصویر ہیں تسلیم و رضا کی

عاشق پہ بنا دیتے ہیں عالم کو وہ عاشق
پروانے جلا کرتے ہیں جب شمع جلا کی

اک وہ ہے کہ ہر وقت کرم دیتا ہے اُس کا
اک ہم ہیں کہ ہر لحظہ ہی ملنے کی دعا کی

وہ کونسا ہے وقت کہ رحمت نہیں اُسکی
وہ کونسا ہے وقت کہ ہم نے نہ خطا کی

رحمت کے کرشمے ہیں عنایت کے بہانے
تاثیر دوا کی ہے نہ تاثیر دعا کی

آباد کبھی کرتے ہیں بادل کبھی برباد
بجلی ہے کہ تلوار ہے یہ بیم و رجا کی

منظور زمانہ تو ہے سرو سہی قامت
سرکار میں ہے قدر مگر پشت دوتا کی

مخلوق سے خالق کی صفت حاشا و کلا
عاجز ہیں ہو قدرت بھلا قدرت کی ثنا کی

مشکل ہے تری حمد یہ توفیق عطا ہو
کچھ نعت بیاں ہو سکے محبوب خدا کی

ہے اوج پہ تقدیر مرے بخت رسا کی
کہتا ہوں ثنا آج میں محبوب خدا کی

یہ رنگ ہے نیرنگیٔ قدرت کا تماشا
یہ شان ہے آتی ہے نظر شان خدا کی

منظور یہ تھا مولا ہوں وہ ہر دو جہاں کے
مولا ہی کے جو نور سے عالم کی بنا کی

ہے نور محمد کی حقیقت میں یہ تعظیم
مسجود ملائک ہوئے جو آدم خاکی

تا حشر ہو اک قلب سے عالم کو ہدایت
وہ قلب منور ہی کو طاقت یہ عطا کی

دیتے ہیں عدو آپ کو تکلیف یہ تکلیف
رحمت تھے کہ خود آپ نے رحمت کی دعا کی

عقبیٰ جسے کہتے ہیں وہ صدقہ ہے کرم کا
خیرات ہے دنیا بھی شہِ ہر دوسرا کی

اصحاب نبی بعد نبی سب سے ہیں افضل
سچ پوچھیے تصویر ہیں یہ فضل خدا کی

تا حشر رہے وردِ زباں نام محمد
تا حشر رہے دھوم یہی صلِّ علیٰ کی

اے سرورِ دیں لاکھوں درود آپ پہ ہر دم
توفیق عطا ہو مجھے اُمت کی ثنا کی

جو زینت و رونق ہوئے اس بزمِ ہدیٰ کی
پروانے ہیں لو جن کو لگی عشقِ خدا کی

یہ وہ ہیں اگر بیٹھے تو دریا کیا جاری
یہ وہ ہیں اگر اُٹھے قیامت ہی بپا کی

یہ وہ ہیں کہ دل سوختہ کہنا انہیں زیبا
یہ وہ ہیں کہ ہر بات پہ جاں اپنی فدا کی

یہ وہ ہیں کہ جاں باختہ ہیں یادِ خدا میں
یہ وہ ہیں کہ تصویر ہیں یہ ذکرِ خدا کی

یہ وہ ہیں کہ آباد انہی سے تو ہے عالم
یہ وہ ہیں کہ ہیں یہی ضیا ارض و سما کی

یہ وہ ہیں تصنع کا تصور نہیں آتا
یہ وہ ہیں ہوا بھی نہیں چھوئی ہے ریا کی

یہ وہ ہیں کہ خالق کی رضا کام ہے انکا
ہر بات پہ کہہ دیتے ہیں مرضی جو خدا کی

یہ وہ ہیں کہ تسلیم و رضا انکا ہے شیوا
یہ وہ ہیں کہ صورت بنے تسلیم و رضا کی

یہ وہ ہیں کہ ہے شان میں جن کے تتجافیٰ
یہ وہ ہیں کہ شب ان کی سحر یادِ خدا کی

یہ آٹھویں مجلس ہوئی اب فضلِ خدا سے
مجلس بھی ہے کیا نام خدا نام خدا کی

فرمائیے دیکھی بھی ہے مجلس کہیں ایسی
جو دیکھتے ہیں آج یہ مجلس صُلَحا کی

کس شان کا دلبر ہے یہاں بانیِ مجلس
کھنچکر چلی آتی ہے جو مخلوق خدا کی

شجرہ

لو آؤ چمک دیکھ لو تم شمع ہدیٰ کی
لو آؤ دکھائیں تمھیں لو نور خدا کی

آؤ کہ دکھائیں تمھیں اک شانِ مقدس
جو شان کہ اک شان ہے محبوب خدا کی

آؤ کہ دکھائیں تمھیں اک جانِ جہاں تاب
وہ روحِ رواں یہ ہے کہ جاں جس پہ فدا کی

لینا ہے مجھے بیہوش کیے دیتا ہے جلوہ
اب مجھ سے تمنا ہو چکی اب میں نے تمنا کی

دل چھیڑ دے پہلو میں نہ پہلو کو خبر ہو
ان نیچی نگاہوں میں یہ بُرش ہے بلا کی

بیہوش کو باہوش بنا دیتی ہے دم میں
وہ مست نظر ہے مرے اس ہوش ربا کی

خالی ترے دربار سے جاتا نہیں کوئی
یہ بات مسلم ہے ترے دستِ عطا کی

رنگ دیتا ہے ساقی کوئی برسوں میں کسی کو
ہر دم مرے ساقی کی یہاں رہتی چڑھا کی

اللہ رے تبسم ترا جاں بخش ہے کیسا
اللہ رے نگہ تیری کہ برش ہے قضا کی

نانا کا کرم تجھ پہ ہے دادا کا ہے الطاف
بابا کی عنایت ہے تو رحمت ہے خدا کی

نسبت تری صدیق سے ہے صدق و صفا میں
حصے میں ولا ہے ترے سلماں کی ولا کی

مقسوم میں قسمت تری قاسم سے ملی ہے
ضو تجھکو ملی جعفر صادق کی ضیا کی

بسطامی سے حصہ یہ ملا تجھکو ولا کا
صورت وہ حسن کی تجھے خالق نے عطا کی

تو پھول ہے جس میں کہ مہک بو علی ہے
یوسف سے ملی شان ترے حسن صفا کی

تو عبد ہے خالق کا کیوں خلق ہو شیدا
حاصل تجھے عارف سے ہے عرفان خدا کی

تو نائب محمود ہے محمود بھی تو ہے
یہ شان عزیزی تجھے خالق نے عطا کی

یہ رنگ ترا ملتا ہے سماسیؒ سے مولا
یہ شان تری میرؒ سے ملتی ہے ولا کی

اے نائب سر سلسلہ کیا کہنا ہے تیرا
عطار سے یعقوبؒ سے ضو تجھ کو ملا کی

یہ رنگ ملا خاص عبیدؒ اللہ سے تجھ کو
زاہدؒ نے ترے حق میں بہت دل سے دعا کی

اس شان میں بھی آپ ہیں درویش محمدؐ
تعلیم ہے یہ الکنگیؒ پیرِ ہُدیٰ کی

یہ رنگ بقا باللہ عطا تجھکو ہوا ہے
احمدؒ سے ملی ہے تجھے تعلیم بقا کی

معصوم کرینگے تجھے مشہور جہاں میں
حجتؒ ہے یہ اللہ کی برہان خدا کی

پائی ہے زبیرؒ شہ والا سے جو تعلیم
کیوں قطبؒ کی ہو شان نہ کیوں تیری ولا کی

پایا ہے جمالؒ ایسا کہ حیراں ہیں فرشتے
پایا ہے کمال ایسا کہ عیسیٰؒ نے ثنا کی

یہ فیض ترا فیضؒ ہے اللہ کا تجھکو
خالق نے ضیا نور محمدؒ کی عطا کی

یہ شان امیری ہے کہ یہ شانِ فقیریؒ
پروا نہیں جو تجھ کو کسی شاہ و گدا کی

ہیں شاہ کریم آپ کے جو قبلہ و کعبہ
کیا بات ہو پھر آپکے اس جود و سخا کی

کیا لطف محمد ہے عنایت ہے علی کی
حسنین پہ کیا نور محمد نے ضیا کی

ہیں شاہ نجابت سے مکرم ترے بھائی
صادق سے تری قوت بازو ہی بڑھا کی

حسنین وظفر خوب و عظیم آپ کے خادم
ان تاروں میں ہے خاص جھلک تیری ضیا کی

آزاد غلام آپ کے خادم کا ہے خادم
رہتی ہے تمنا اسے اک تیری دعا کی

تا حشر ترا نام جہاں میں رہے روشن
تا حشر یہ مجلس رہے قائم صلحا کی

آزاد کرو ختم بس اپنا یہ قصیدہ
طاقت نہ بیاں کی نہ سکت اب ہے ادا کی

بموقعہ جلسہ دہم انجمن خدام الصوفیہ علی پور سیداں سنہ ۱۹۱۳ء

مجھ سا ناچیز ہو اور اُس سے ہو مدحت تیری
اللہ اللہ تری شان یہ قدرت تیری

عقل فرزانہ ہے حیران کہ کیا ہے قدرت
تیرے دیوانے پہ کھل جاتی ہے حکمت تیری

تو ہے ہر ایک کا ہر شے میں ہے ہر جا تو ہے
ایسی کثرت پہ بھی پھر ایک ہی وحدت تیری

ذرے ذرے میں ہے رخشاں ترا خورشید کمال
پتے پتے میں ہے گلکاریٔ صنعت تیری

نخل گلشن میں ترا نخل میں تیری شاخیں
شاخ میں پھول ترا پھول میں نکہت تیری

ذرے میں مہر ترا مہر میں ذرہ تیرا
بحر میں قطرہ ترا قطرے میں رحمت تیری

آنکھ عشاق کی تو آنکھ میں تیرا جلوہ
دل عشاق ہے تو دل میں ہے چاہت تیری

بند آنکھوں سے نظر آتا ہے جلوہ تیرا
سر جھکانے سے نظر آتی ہے رفعت تیری

دل میں ہر وقت جما رہتا ہے تیرا نقشا
تاب نظارا سے بالا رہی صورت تیری

سارے عالم سے ہیں بیگانے یگانے تیرے
جنھیں چاہت نہ کسی کی انھیں چاہت تیری

یاد میں تیری شب تار میں گریاں جو ہیں
انھیں گھنگھور گھٹاؤں میں ہے رحمت تیری

ہجر اور وصل کے پہلو میں ہیں دونو پہلو
نام اسکا ہے جہنم وہ ہے جنت تیری

تو ہمیں گھر میں رکھے یا ہمیں تربت میں رکھے
جسم بھی مال ترا جان بھی دولت تیری

یہ چمک کر وہ برس کر ہے بیم و امید
برق میں قہر ترا ابر میں رحمت تیری

تیرے ہی دست کرم نے تو مدد کی یارب
ہم سے اٹھتی نہ کبھی ورنہ امانت تیری

نور انور کبھی بنجاتا ہے نار سوزاں
نار کو نور کبھی کرتی ہے قدرت تیری

تو اگر چاہے ابھی خلق میں محشر ہو بپا
تو اگر چاہے نہ ہو حشر میں خلقت تیری

تیرے عاشق نہوں کیوں تیری رضا پر راضی
عشق بھی تیرا ہے دل بھی ہے امانت تیری

تیرے سالک کے لئے راہیں طریقت کی بہت
تیرے شارع کے لئے ایک شریعت تیری

صاف کہتا ہے یہ ارشاد وہ نحن اقرب
جتنا سر آگے جھکے ہوتی ہے قربت تیری

محو کر دیتی ہے عارف کو یہ تیری عرفان
گنگ کر دیتی ہے مداح کو مدحت تیری

مطلع اک نعت میں مجھ ہیچمداں سے ہے کہوا
بے زبانوں کو زباں دی یہ ہے قدرت تیری

مطلع ثانی در نعت

یانبی فخر رسالت ہے رسالت تیری
یانبی نازِ نبوت ہے نبوت تیری

یانبی مہر شریعت ہے شریعت تیری
یانبی ماہِ طریقت ہے طریقت تیری

یانبی تیرا ہے ارشاد خدا کا ارشاد
حق کا فرمان جو ہے وہ ہے ہدایت تیری

یانبی تیرا عدو تیرے خدا کا ہے عدو
یانبی عشق الٰہی ہے محبت تیری

یانبی تیری اطاعت میں خدا کی طاعت
طاعتِ حق نہیں گر ہو نہ اطاعت تیری

یانبی خُلق ترا خلق عظیم و اعظم
خالقِ خُلق بھی خود کرتا ہے مدحت تیری

یانبی تیرے ہی انصاف سے پھیلا انصاف
عدل آموز عدالت ہے عدالت تیری

یانبی ہاتھ پہ تیرے یدِ قدرت ہر دم
حق سے بیعت ہے اُسے جسکو ہی بیعت تیری

یانبی تو ہے رحیم اور رؤف و رحمت
جائے فردوس ہیں پھر کیوں نہ یہ اُمت تیری

یانبی نبیوں پہ محشر میں کرم ہے تیرا
سبق آموز شفاعت ہے شفاعت تیری

یانبی زیرِ کرم تیرے یتامے ہر دم
سایہ افگن ہے ایامے پہ حمایت تیری

یانبی دشمن جاں بھی تو ہیں تجھ سے مامون
فتح مکہ پہ اماں دیتی ہے رحمت تیری

یانبی تیرا وہ تکیہ کبھی چادر دینا
کبھی سینے سے لگا لینے کی عادت تیری

یانبی قرض کا وعدے سے وہ پہلے دعوے
المضاعف اُسے دیدینا وہ رحمت تیری

یانبی تجھ پہ جو قربان ہو دُنیا دل سے
حق ادا تیرا نہ ہو وہ ہے عنایت تیری

یانبی پھولوں کو مہکاتا ہے تیرا اخلاق
موتیوں میں تُلا کرتی ہے فصاحت تیری

یانبی تیرے ہی اعجاز سے رخشاں اعجاز
چہرہ افروز کرامت ہے کرامت تیری

یانبی تیری شریعت تو ہے تیری صورت
یانبی تیری طریقت تو ہے سیرت تیری

یانبی باعثِ تخلیقِ دو عالم تو ہے
ختم کرتی ہے نبوت کو نبوت تیری

یانبی تجھ پہ درود اور سلام خالق
تاقیامت رہے امت تری امت تیری

یانبی وہ مجھے اک مطلع عنایت ہو جائے
قال میں حال ہو اور حال میں سیرت تیری

مطلع ثالث در شان طریقت

یانبی سر یہ ہے دنیا کی شریعت تیری
چلتی پھرتی ہے مگر دل میں طریقت تیری

اے طریقت تری ہے سینہ بسینہ رفتار
پاؤں رکھتی نہ زمیں پر ہے نزاکت تیری

اے طریقت تو ضیا اور شریعت خورشید
سیرت مہر ہے تو مہر ہے صورت تیری

اے طریقت تو ہے ایقان شریعت ایمان
جان وہ دل کی ہے اور حسن ہی صورت تیری

اے طریقت تو شریعت سے ہے لازم ملزوم
تو شریعت کا ہے دل جان شریعت تیری

اے طریقت تو عرض اور شریعت جوہر
بے شریعت کے نہیں رہتی ہے صورت تیری

اے طریقت تو شریعت کی ہے سچی خادم
چار چاند اسکو لگا دیتی ہے خدمت تیری

اے طریقت ہے حیا مردم دیدہ سے تجھے
پردہ ہوجاتا ہے تب آتی ہے صورت تیری

اے طریقت ترا سالک ہے کچھ ایسا مجذوب
وہ نہیں ہوتا ہے جب ہوتی ہے وصلت تیری

اے طریقت تری لذت تو ہے ترکِ لذت
لذتیں باقی نہیں چھوڑتی لذت تیری

اے طریقت ترا شیوہ ہے کہ رکھے بیچین
چین آنے سے ہے بیچین طبیعت تیری

اے طریقت تری دربندی ہے دل میں ایسی
غیر کو آنے نہیں دیتی ہے غیرت تیری

اے طریقت تری صورت میں رضا و تسلیم — صبر شیوا ہے ترا شکر ہے عادت تیری

اے طریقت تری خلوت میں ہزاروں جلوت — ہجر صورت ہے تری وصل ہی سیرت تیری

اے طریقت ہے غضب ہاتھ ملانا تجھ سے — اپنا بندہ ہی بنا لیتی ہے صورت تیری

اے طریقت ہے غضب دلبری شیوا تیرا — دل کو سینے میں نہیں چھوڑتی صورت تیری

اے طریقت جو شریعت نے سکھائے احکام — انکی تعمیل کراتی ہے ہدایت تیری

اے طریقت ترا دل خستوں پہ لطف و اکرام — خاکساران جہاں پر ہے عنایت تیری

اے طریقت ترا ہے آج یہ دسواں جلسہ — بزم آرائے تصوف ہے جماعت تیری

اے طریقت ہے جماعت تری فخر عالم — یہ فدائی ہے تری اسکو ہے الفت تیری

اے طریقت تو دکھا شاہ جماعت اپنا — چشم بد دور ہوئی جس سے یہ شہرت تیری

مطلع چہارم در شان شیخ خود

میرے اے شیخ سنبھالے مجھے طاقت تیری — تیرا دیوانہ ہے اور ہوتی ہے رحمت تیری

دل تو سینے میں کہاں سینہ تڑپتا خود ہے — دیکھیے سینے کو کیا کر دے حکایت تیری

اے مرے شیخ نگاہیں نہ ادھر ہوں للہ — مجھکو مدہوش کیے دیتی ہے صورت تیری

ذبح ہوتا ہوں مگر کند چھری سے مولا — لطف فرمائے نزاکت ہے نزاکت تیری

پہلے تو ہوش اڑاتی ہے دکھا کر جلوہ — پھر تڑپنے نہیں دیتی ہے عنایت تیری

سر اٹھانے نہیں دیتا ترا بار احساں — یہ گرانبار ہے اے شیخ عنایت تیری

مہ و خورشید نکل کر جو ہیں چھپتے ہر روز — ہوتے صورت ہیں تری بنتے ہیں سیرت تیری

لعل کو کہتی ہے ہمت تری نازک تو ہے — سنگدل پھولوں کو کہتی ہے طبیعت تیری

بارِ عالم کا رگِ گل سے ہے کمتر تجھکو
اس نزاکت پہ یہ اللہ رے طاقت تیری

خُلق حضرت کا نشاں بخش ہے تیرا اخلاق
یادگار شہ کونین طبیعت تیری

ایک دُنیا ہے ترے خوان کرم پر مہماں
دعوت خوان خلیلی ہے کہ دعوت تیری

دستِ خالق میں ترا رہتا ہے دست بیعت
بیعت خالق بیعت ہے یہ بیعت تیری

ذکر خالق کا ہے رہبر ترا والا مذکور
عشق آموز محبت ہے محبت تیری

یہ تبسم ہے ترا یا ہے یہ برق ایمن
یہ تکلم ہے کہ نیساں پہ ہے رحمت تیری

دن میں صورت ہے تری شب میں ہے سیرت تیری
صبح میں تیری ضیا شام میں نکہت تیری

یہ دُعا ہے کہ جہاں میں رہے خلقت جبتک
روز افزوں رہے خلقت پہ عنایت تیری

یہ دُعا ہے کہ رہے دامنِ دنیا جب تک
دونو ہاتھوں ہی سے بھرتی رہے دولت تیری

یہ دُعا ہے کہ جہاں میں ہے صحت جبتک
عالم افروز جہاں پہ رہے صحت تیری

ختم کرتا ہے اب آزاد قصیدہ اپنا
مدح کیا ہو سکے اے شاہِ جماعت تیری

بموقعہ جلسہ انجمن خدام الصوفیہ علی پور سیداں سنہ ۱۹۱۴ء

یارب وہ کرم تیرا ہو وہ تیری عطا ہو
جو حرف زباں سے مری نکلے وہ ثنا ہو

میں عاجز و مخلوق ہوں تو قادر و خلاق
کیا مجھ سے تری حمد ہو کیا تیری ثنا ہو

کیا کوئی کرے وصف کہ وہ کیا ہے کیا ہے
کیا اسکی ثنا ہو سکے جو آپ خدا ہو

کیا کوئی اُسے جانے گا کیا پائے گا اُسکو
جو سب کا ہو جو سب میں ہو جو سب سے جدا ہو

ہر لحظہ و ہر وقت تری شان نئی ہے
عاشق نہ فدا تجھ پہ ہو پھر کس پہ فدا ہو

جل جائے وہ دل غیر کو جو چاہے الٰہی / وہ آرزو مٹ جائے کہ جو تیری سوا ہو
معشوق ہے تو ایسا کہ عاشق بھی ہے کیا چیز / کیوں پیار نہ تیرا ترے غصے سے سوا ہو
قربان ہوں اللہ رے یہ بندہ نوازی / وہ سب کا ہے مولا ترا جو بندہ بنا ہو
تو زندے کو مُردہ کرے تو مُردے کو زندہ / سب ایک ہے تجھکو کوئی جیتا کہ مرا ہو
جب کون و مکاں ہوں ترے اک کُن کا کرشمہ / پھر کون و مکاں سے تری کیا حمد و ثنا ہو
بنجاتا ہے مٹجاتا ہے اک حکم سے تیرے / ہے ایک تجھے کوئی بنا ہو کہ مٹا ہو
ظاہر کی تگ و دو ہے دوا اور دعا کی / آخر وہی ہوتا ہے کہ جو تیری رضا ہو
برباد وہ سر ہوتا ہے سرکش جو رہا ہے / وہ اونچا ہے سر جو ترے سجدے میں گرا ہو
جس دل میں ترے جلوے نے جلوہ دیا اپنا / پھر اور کا کیا جلوہ ہے جو جلوہ نما ہو
تیرا وہی پروانہ ہے جلنا اُسے زیبا / شب بھر تری جو یاد میں بے شمع جلا ہو
میں اُس پہ فدا ہوتا ہوں جو تجھ پہ فدا ہے / میں اُس پہ مٹا جاتا ہوں جو تجھ پہ مٹا ہو
دنیا کی یہ اڑ ہے کہ جو شیدا ہو تو میرا / تیرا یہ تقاضا کہ جو چاہو مجھے چاہو
یوں پردہ نشیں کوئی دل آرا نہیں دیکھا / دل میں تو بسا رہتا ہو آنکھوں سے چھپا ہو
تو اُس کا خریدار ہے مولا ہے تو اُس کا / جو تیرے کسی بندے کے ہاتھوں پہ بکا ہو
کیا کوئی ثنا گر تری پھر حمد کرے گا / حضرت کی زباں پر ہی جو لا احصی ثنا ہو
مشکل ہے تری حمد یہ معذور ہے آزاد / کچھ نعت کے اتنی ہی توفیق عطا ہو

مطلع ثانی در نعت

مولا مرے کیا سمجھے تمھیں کوئی کہ کیا ہو / تم عالمِ امکاں میں ہو اور غیرِ خدا ہو

ہو عاشق خالق بھی تو محبوب بھی اُس کے
اُس شان میں کیا تم ہو تو اس شان میں کیا ہو

مکہ بھی تمہارا ہے مدینہ بھی تمہارا
تم سرورِ طیبہ ہو شہ بیت خدا ہو

سیراب ہوئے ہر دو جہاں جسکے کرم سے
وہ ابرِ کرم تم ہو وہ تم بحرِ عطا ہو

دُنیا بھی تمہاری ہے تو عقبیٰ بھی تمہاری
تم سرورِ کونین شہ ہر دوسرا ہو

اللہ رے یہ شانِ حبیبی ترے مولا
ہر جا پہ بنے والا ترا محبوب خدا ہو

تم قلب میں ایماں ہو ایماں میں ایقان
تم آنکھ میں پتلی ہو تو پتلی میں ضیا ہو

مایوس کی ہو آس تو بیچاروں کا چارہ
تم درد کے درماں ہو تم دُکھ کی دوا ہو

تقدیر بدل جائے جو ایما ہو تمہارا
بدبخت کا پھر بخت نہ کیوں بخت رسا ہو

منظور جو تیرا ہو نظر تیری ہو جس پر
منظورِ خدا وہ ہو وہ محبوب خدا ہو

تو جس کا ہو مولا تو خدا اُس کا ہو مولا
تو ہو نہ اگر اُس کا تو کیوں اُس کا خدا ہو

میلادِ مقدس کا بیاں کیا کرے کوئی
تم خواب ہو اماں کا تو بابا کی دعا ہو

وہ تختِ سلیماں کا طلبگار نہ ہو گا
جو مٹ کے تری راہ میں نقشِ کفِ پا ہو

کیا چیز مری جان ہے جو تم پہ ہو قربان
کیا مال ہے یہ دل مرا جو تم پہ فدا ہو

اُمت بھی تمہاری ہے تو محشر بھی تمہارا
مختار ہو جس طرح سے تم چاہو بنا ہو

عالم ہوا ہادی وہ ہدایت ہے تمہاری
کیا نامِ خدا اصل علی شاہ بڑے ہو

بیواؤں کے مولا ہو یتیموں کے ہو والی
بیکس کا سہارا ہو غریبوں پہ عطا ہو

ہر وقت مرے وردِ زباں نام ہو تیرا
ہر سانس مرے دل کی صدا اصل علی ہو

میں دیکھا کروں تم کو فرشتے مجھے دیکھیں
جب قبر میں تم آ کے مری جلوہ نما ہو

ہو خاتمہ بالخیر ترے مدح سرا کا
مشکل مری آسان ہو اتنی سی دعا ہو

قدرت نہیں یہ مجھ میں ثنا لکھوں تمہاری / عرفانِ خدا کا مجھے اک مطلع عطا ہو

مطلع ثالث در عرفان باریتعالیٰ

یا رب ملے وہ آنکھ مجھے دل وہ عطا ہو / وہ محوِ تجلی ہو تو یہ تجھ پہ فدا ہو
آؤ کہ دکھائیں تمھیں وہ خالق اکبر / آؤ کہ دکھائیں تمھیں گر دیکھنا چاہو
تم سر کو جھکا کر ذرا بند آنکھوں سے دیکھو / پھر اپنے کو تم دیکھو کہ کیا چیز ہو کیا ہو
ہم نیست ہیں بالذات تو ہیں ہست کسی سے / جو ہست ہو بالذات وہی کیوں نہ خدا ہو
اب سمجھے خدا ہے تو تلاش اُسکی ہے لازم / ملتا نہیں جو ہم کو ہماری نہ خطا ہو
کیونکر اسے پائیں جو تلاش اُلٹی کریں ہم / وہ اور جگہ کیوں ملے جو دل میں بسا ہو
یوں دل میں نظر آئے گا اصلا نہ کبھی وہ / بک جاؤ کسی ہاتھ یہ جو دیکھنا چاہو
کہدو کہ سپردیم بہ تو مایۂ جاں را / جو چاہو کرو اسکو کرو اس کو جو چاہو
وہ لیکے غلامی میں تمھیں لطف و کرم سے / سمجھائیگا کیا قلب ہے کیونکر یہ صفا ہو
ایک مصقلہ دیدے گا کہ صیقل کرو دل کو / ممکن ہے کہ یہ مصقلہ اک ذکر خدا ہو
دل آئینہ جب ہوگا نظر آئے گا جلوہ / وہ جلوہ جسے آپ نے دیکھا نہ سنا ہو
حیرانی سے یہ پوچھوگے کیا چیز ہے دل میں / ہے اور کوئی دل میں کہ تم جلوہ نما ہو
فرمائے گا وہ مولا کہ یہ راز ہے مشکل / ظاہر وہی ہوتا ہے جو پردے میں چھپا ہو
صنعت کبھی صانع نہیں ہو سکتی ہے جاناں / مشکل ہے یہ صانع کبھی صنعت سے جدا ہو
صنعت میں ہوا کرتا ہے صانع ہی کا پرتو / یہ سمجھیگا وہ جس پہ کہ یہ راز کھلا ہو
ظاہر کی ہے تمثیل سمجھ لو اسے مجھ سے / وہ تم کو سناتا ہوں جو پہلے نہ سنا ہو

ہے جسم میں دل آپکا اک گوشت کا ٹکڑا　　کیا شان ہے اس دل میں بھی اک قلب بنا ہو

حیرت ہے کہ اس قلب میں فواد ہے اک شے　　حیرانی ہے فواد میں بھی سر کو رکھا ہو

قدرت ہی کہ اس سر میں بھی پردہ ہے خفی کا　　حکمت ہے خفی میں بھی وہ اخفائے علا ہو

یوں پردے لگیں سات کسی پردہ نشیں کو　　قربان ہوں اس رنگ سے وہ جلوہ نما ہو

ہاں جلوہ نظر آئے گا اس وقت میری جان　　دل صاف ہو جب ایسا کہ آئینہ بنا ہو

اب صاف سمجھ لیجئے یہ جلوہ ہے کس کا　　ممکن ہے اسی کا ہو کہ جو دل کا خدا ہو

منظور جو ہو ڈھونڈنا تو دل ہی میں ڈھونڈو　　دل ہی میں اسے دیکھو اگر دیکھنا چاہو

تم اس کے ہو بندے تو وہ مولا ہے تمہارا　　تم دور نہ ہو اس سے وہ کیوں تم سے جدا ہو

لازم ہے کہ ہر وقت اسی کے رہو شاغل　　ہر لحظہ رہو یاد میں غافل نہ ذرا ہو

قطرہ وہی قطرہ ہے جو دریا کے ہو شامل　　دریا وہی دریا ہے جو قطرے سے ملا ہو

جلوہ وہی جلوہ ہے کہ پردہ بھی ہو جلوہ　　پردہ وہی پردہ ہے کہ جلوے سے جدا ہو

کیونکر اسے پائے کوئی کیونکر نہ ملے وہ　　شامل ہو کسی کے نہ کسی سے جو جدا ہو

اب آگئے اگر پوچھتے ہو جاؤ علی پور　　دیکھو وہاں وہ جلسہ جو دیکھا نہ سنا ہو

یہ جلسہ ہے وہ جلسہ کہ اٹھ جاتے ہیں پردے　　ظاہر نظر آجاتا ہے جو راز چھپا ہو

اتنا بھی بیاں میں نے بہت ڈر کے کیا ہے　　خائف ہوں کہ اس میں نہ کوئی میری خطا ہو

آکر وہاں دیکھو گے کہ اک شیخ جہاں ہے　　وہ جلوہ فگن ہے کہ جہاں جس پہ فدا ہو

یہ شاہ جماعت ہے یہی بانئے مجلس　　آزاد ہے وہ اسکے جو ہاتھوں پہ بکا ہو

ارشاد کرے گا وہ سر بزم یہ آکر　　آزاد ذرا آج یہاں نغمہ سرا ہو

آزاد غلام آپ کا اٹھے گا ادب سے　　وہ مطلع سنائے گا جو پہلے نہ سنا ہو

مطلع چہارم رجوع بشیخ خود

اے شاہِ جماعت تمھیں کیا سمجھیں کہ کیا ہو
تم نور ہو اک نور کے تم ہوش ربا ہو

جب جلوہ نما بزم میں اک ہوش ربا ہو
حالت کوئی وارفتہ پہ طاری ہو تو کیا ہو

جل جاتا ہے جب بزم میں تو جلوہ نما ہو
پروانے سے اے شمع ترا وصف ہی کیا ہو

میں کھو یا گیا یا کہ تجھے آپ میں کہا ہو
مضموں ہی سب اُڑ گیا کیا مجھ سے ادا ہو

خوبی جو بیاں کیجیے تم اُس سے ہو اعلیٰ
جو وصف کہ ہو سکتا ہے تم اس سے سوا ہو

تم دلبرِ عالم بھی ہو دلدارِ جہاں بھی
معشوقوں کے معشوق ہو عاشق سے سوا ہو

کہتے ہیں کہ خوبانِ جہاں اہلِ جفا ہیں
تم سرورِ خوباں ہو مگر اہلِ وفا ہو

آئینہ ذرا دیکھیے پھر کیجیے ارشاد
کیوں ہم پہ ہو قرباں کوئی کیوں ہم پہ فدا ہو

دزدیدہ نگاہیں کوئی آئی ہیں ادھر بھی
غائب مرے پہلو سے دلِ زار ہوا ہو

بیہوش یہاں آکے تو ہو جاتے ہیں باہوش
اعجاز عجب یہ ہے کہ تم ہوش ربا ہو

یہ آپ نہیں چاہتے دشمن بھی ہو پامال
کیا بس ہے جو اقبالِ عدو مال بنا ہو

جتنے بڑھیں سائل ترے بڑھ جاتی ہیں اکرام
تیرا وہ خزانہ ہے جو لٹنے سے سوا ہو

جو ذات میں اعلیٰ ہو جو نسبت میں بھی اعلیٰ
کیا اُسکی ثنا کیجیے کیا اس کی ثنا ہو

فرزندِ نبی کو جو ہے صدیقؓ سے نسبت
پھر حضرت سلمانؓ سے کیوں حصہ ملا ہو

کیوں دیں نہ اُسے قاسمؓ و خود جعفرِ صادقؓ
بسطامیؒ سے بوالحسنؒ سے کیونکر نہ عطا ہو

کیوں بوئے علیؓ نکلے نہ فرزندِ علی سے
کیوں جلوۂ یوسفؒ کی نہ پھر اسمیں ضیا ہو

وہ عبدؒ ہے خالق کا وہی عاشقِ صادق
جو عارفؒ والا کی تمنا ہو دعا ہو

محمود سے پایا جو عزیزان علی نے
کیوں حضرت سماسی سے انکو نہ عطا ہو

جو خرقہ کہ بخشا تھا امیر شہ دیں نے
وہ خواجہ سر سلسلہ نے کیوں نہ دیا ہو

عطار نے بخشا ہے تمہیں عطر طریقت
تم حضرت یعقوب کی آنکھوں کی ضیا ہو

تم خواجہ احرار کی اک شان ہو مولا
تم زاہد و درویش کی اسے مولا دعا ہو

جب انکے گئے رشتہ الا کا ہو الطاف
کیوں باقی باللہ سے حاصل نہ بقا ہو

اللہ رے مجدد رشتہ الا کے یہ اکرام
خود دل سے بنائیں تجھے تو ایسا بنا ہو

وہ حضرت معصوم تو وہ حجت اللہ
کہتے ہیں زبیر شہ دیں تم اسے حیا ہو

وہ قطب جہاں اور جمال جہاں آرا
فرمائیں یہ عیسیٰ سے یہ اعجاز نما ہو

یہ فیض ہے اللہ کا یہ نور محمد
یوں شان فقیری ہیں جو سلطان عطا ہو

اللہ رے فقیر شہ الا تری نسبت
جس فرد سے یہ آئی وہ خورشید ضیا ہو

ہے فیض کرم سے ترے یہ شاہ جماعت
کیا شاہ جماعت ہے کہ جاں اسپہ فدا ہو

تا حشر رہے پھولتی پھلتی تری اولاد
ہر لحظہ ترقی ہو ترا رتبہ سوا ہو

اتنی ہو دعا آج فقیر شہ والا
مولا ترا تا حشر یونہی جلوہ نما ہو

تا حشر یونہی مجلسیں ہوتی رہیں ہر سال
ذکر خدا بزم میں ہر لحظہ سوا ہو

تا حشر یونہی بڑھتا رہے تیرا طریقہ
روز افزوں ہو نسبت تری ہر آن سوا ہو

جو تیرے غلاموں کی غلامی میں ہو داخل
اکرام نبی اسپہ ہوں انعام خدا ہو

آزاد غلام آپ کے خادم کا ہے خادم
جب تک رہے یہ زندہ یونہی مدح سرا ہو

بموقعہ جلسہ انجمن خدام الصوفیہ علی پور سنہ ۱۹۱۵ء

یارب تری نیرنگیٔ قدرت کو دکھا کے / آئینہ حیرت نہ رہی حیرت مری چھا کے
یہ لطف ہو یارب کہ تری یاد دلا کے / عشاق کو تڑپادوں تڑپ اپنی دکھا کے
وہ حمد سناؤں کہ بنیں پیکر حیرت / نقشہ جسے مضموں کا سر بزم یہ چھا کے
ارشاد الست آپکا پھر یاد دلاؤں / پھر روحوں سے شور اٹھیں یہاں آج بلی کے
وہ آج دکھاؤں میں گرانمایہ امانت / آدم نے اٹھایا جسے سر اپنا جھکا کے
وہ عشق جگر سوز ہے مولا کی امانت / جو نور بنا دیتی ہے مٹی کو جلا کے
وہ عشق کہ جو نور محمد کا ہے مظہر / جس نور سے پھیلائے ہیں انوار بنا کے
وہ عشق کہ ناز اسکا ہے اک عالم امکاں / یہ کون و مکاں جلوے ہیں اک اسکی ادا کے
وہ عشق فرشتوں کو کیا فیل ہے جسنے / ڈلوہ مہر دیا خاک کے پتلے کو بڑھا کے
وہ عشق ڈرے جس سے فلک کو نہ زمیں ہی / نازاں ہوا انسان جسے سر پہ اٹھا کے
وہ عشق کہ عشاق اسی کی تو بدولت / دلدادہ فنا کے ہیں تو شیدا ہیں بقا کے
وہ عشق شب تار میں عشاق کو اپنے / بے شمع جلایا کیا پروانہ بنا کے
وہ عشق کہ موت اور حیات اسکا ہے اک کھیل / ہر دم ہی جو مارا کیا ہر لحظہ جلا کے
کیوں مطمع آلام ہی دل انکے نہ ہوتے / کیوں سینے ہدف بنتے نہ پھر تیر بلا کے
جب تیری بلا آتی ہے تیری ہی رضا سے / یہ تیری ہیں شیدا نہ یہ کیوں ہوتے بلا کے
کیوں جھکتی نہ گردن یہاں تسلیم و رضا میں / جب چلتے ہوں خنجر ترے یوں ناز و ادا کے
زیبا ہے جو عشاق سے ہر لحظہ ہو یہ ناز / ہر بار مٹایا کرے تو ان کو بنا کے

ہر آن تری شان کے شیدائی ہیں عاشق
ہر وقت فدائی ہیں ترے ناز و ادا کے

گلکاریٔ قدرت کو تو تو جانے کہ کیا ہے
حیران کئے دیتے ہیں صنعت کے یہ خاکے

خلوت کیا جلوت کو کبھی پردے سے تو نے
جلوت کیا خلوت کو کبھی جلوہ دکھا کے

ایسا ہے کہ قربانیٔ عشاق ہے منظور
قرب اپنا بتاتا ہے جو شہ رگ کو دکھا کے

مجھ عاجز ناچیز سے کیا وصف ہو تیرا
محجوب میں ہوتا ہوں تری حمد سنا کے

بالا ہو جو اس وہم و گماں کی تگ و دو سے
کیا وصف بھلا ہو سکیں پھر ایسے خدا کے

تو خالق و رزاق ہے تو مالک و مختار
محتاج نہ کیوں ہم ہوں تری جود و عطا کے

آزاد پہ اللہ کرم اتنا ہو تیرا
کچھ وصف بیان کر سکے محبوب خدا کے

محبوب کا محبوب ہوا کرتا ہے محبوب
دلدادہ نہ کیوں شیدا ہوں محبوب خدا کے

مطلع ثانی در نعت

صد ناز کہ پروانے ہیں ہم شمع ہدیٰ کے
صد فخر کہ دیوانے ہیں ہم نور خدا کے

نسبت ہے غلامی کی ہمیں فخر جہاں سے
بندوں کی ہے جو جان جو محبوب خدا کے

وہ سرور و سالار رسالت ہیں محمد
تحفے جنھیں حق بھیجتا ہے صل علیٰ کے

سرتاج ہیں محبوبوں کے عشاق کے سرخیل
مولا ہیں وہ سب بندوں کے بندے ہیں خدا کے

اُس نور کا کیا وصف بیاں کوئی کرے گا
کیا کوئی بتائے گا کہ کیا کیا کیا آ کے

اُس نور نے فاران کی چوٹی پہ چمک کر
عالم کو منور کیا ظلمت کو مٹا کے

اُس نور نے پھیلا دیے انوار جہاں میں
ہر ذرے کو چمکا دیا خورشید بنا کے

اُس نور نے اکرام الٰہی کو دکھایا
پھیلایا ہے کیا خلق کو اخلاق دکھا کے

اُس نور نے توحید کو پھیلایا جہاں میں
مشرک بھی مواحد کیے واحد کو بتا کے

اُس نور نے انصاف کو روشن کیا آکر
نابود کیا ظلم کو انصاف دکھا کے

اُس نور نے مفقود کیا جہل جہاں سے
عالم کیا عالم کو جہالت کو مٹا کے

اُس نور نے بیواؤں کی توقیر بڑھائی
اس طبقے کو انسانوں میں شامل کیا آکے

اُس نور نے دختر کو بھی محروم نہ رکھا
توریث میں بھائی سے اُسے حصہ دلا کے

اُس نور نے توثیقِ مواعید سکھائی
دشمن سے بھی وعدے کا وفا کرنا دکھا کے

اُس نور نے پھیلایا صداقت کو جہاں میں
ملعونِ خدا کاذب بیدیں کو بتا کے

اُس نور نے فرمایا بُرے کام بُرے ہیں
یہ کام نہیں ہوتے ہیں مردانِ خدا کے

اُس نور نے فرمایا کہ غفلت ہے بُری شے
ذاکر رہو ہر دم ہی کہ بندے ہو خدا کے

اُس نور نے فرمایا مُواخات ہو باہم
اسلام میں ہر ایک کو بھائی ہی بتا کے

اُس نور نے تالیفِ قلوب ہم کو سکھائی
دشمن کو بھی مرہونِ کرم اپنا بنا کے

اُس نور نے سمجھایا کہ دنیا تو ہے مغضوب
دنیا کو اگر مانگو تو دیں اس میں ملا کے

اُس نور نے دی صبر کی اور شکر کی تعلیم
فرمایا کہ بندے رہو تسلیم و رضا کے

اُس نور نے فرمایا رہو عاشقِ مولا
فرزانہ ہو اپنے کو دیوانہ بنا کے

فرمایا کہ ہے غایتِ خلقت ہی عبادت
عابد رہو ہر لحظہ کہ ہو عبدِ خدا کے

فرمایا کہ آپس میں تمھیں ملنا ہے لازم
ہر روز مساجد میں کبھی کعبے میں جا کے

فرمایا کہ ملجانا کبھی ہم سے بھی آکر
کعبے میں اگر آؤ تو پھر طیبہ بھی آکے

آزاد ہے بےچین بہت ہند میں مولا
تسکین اسے دیجیے روضے پہ بلا کے

یہ بھی ہو مقرب ترا اور تیرے خدا کا
صدقے میں ترے اور تری بزمِ دنیٰ کے

ظلمتکدہ دل اس کا ہے فریاد ہے فریاد — تو نور بنا دے اسے اے نور خدا کے
تجھ پر ترے اصحاب پہ اور آل پہ ہر دم — بھیجا کریں ہم تحفے اسی صل علیٰ کے

مطلع ثالث در بیان جلسہ و اہل جلسہ و آداب ذکر مراقب

اللہ رے کس شان کے ہیں بندے خدا کے — ہر سال جو یہ جلسہ کیا کرتے ہیں آ کے
اللہ کے عاشق ہیں یہ مولا کے ہیں شیدا — دلدادۂ تسلیم ہیں شیدا ہیں رضا کے
یہ وہ ہیں کہ ہر بات میں تسلیم ہے شیوہ — یہ وہ ہیں کہ ہر کام میں پابند رضا کے
یہ وہ ہیں اگر روئیں تو دریا ہی بہائیں — یہ وہ ہیں کہ بھٹکیں نہ کبھی پاس بکا کے
یہ وہ ہیں کہ آتشکدہ دل رکھتے ہیں اپنا — اوروں کو جلا دیتے ہیں دل اپنا جلا کے
یہ وہ ہیں کہ ہر سانس ہی میں فکر خدا ہے — یہ وہ ہیں سراپا ہی بنے ذکر خدا کے
اس تیرہویں جلسے میں بیاں کرتے ہیں کیا کیا — آداب مراقب جو ہیں اس ذکر خدا کے
کہتے ہیں کہ تم توبہ کرو ذکر سے پہلے — پھر صاف کرو دل کو وساوس کو اڑا کے
ہے تیسری یہ شرط طہارت ہو وضو ہو — پھر چاہو مدد شیخ کی امداد میں آ کے
یہ سمجھو مدد شیخ کی امداد نبی سے — وہ لطف خدا اور وہ رحمت ہیں خدا کے
ان پانچوں شرائط کو جو تم پورا کرو گے — پھر بارہ شرائط یہ بتائیں گے بٹھا کے
قعدہ کی طرح بیٹھا کرو یا کہ مربع — ہاتھوں کو رکھو ناف پہ یا رانوں پہ لا کے
ہو پاک لباس آپ کا یہ بھی ہے ضروری — پھر اس کو معطر کرو خوشبو سے بسا کے
پھر حجرہ اکیلی ہو ایسا کہ ہو جس میں اندھیرا — پھر بند کرو آنکھوں کو سر اپنا جھکا کے
پھر بند کرو گوش کو اور اپنی زباں کو — پھر شیخ ہی کو دیکھو تصور ہی میں لا کے

پیر شیخ کی ہے شرط نہایت ہی ضروری
دل صاف یہ کرتا ہے تصور ہی میں آکے

یہی تو دکھا دیتا ہے اس نورِ خدا کو
مولا سے ملا دیتا ہے یہ آگے بڑھا کے

خود رحمتِ حق ہوتی ہے اس شکل میں ظاہر
سوتے میں کبھی اور کبھی بیداری میں آکے

ہے شرط نہم[۹] ظاہر و باطن میں ہو اخلاص
ہے دسویں[۱۰] کہ ہو صدق یہاں عجز ملا کے

اخلاص ہے یہ اسمیں نہ سُمعت نہ ریا ہو
ہو صدق کہ سایا نہ پڑے عُجب کا آکے

ہے گیارھویں[۱۱] یہ شرط کہ وہ ذکر ہی کرنا
جو شیخ نے فرمایا مریدا اپنا بنا کے

گر کلمۂ توحید کا وہ ذکر کرے گا
لیجائیگا یہ ذکر اُسے اونچا اُڑا کے

سب ذکروں میں افضل اسے فرماتے ہیں حضرت
ذاکر کو بھی افضل یہ بنا دیتا ہے آکے

ہے بارھویں[۱۲] یہ شرط کہ جو ذکر کریں آپ
معنوں کو سمجھ کر کریں اس ذکر خدا کے

بالفرض اگر کلمۂ توحید کا ہے ذکر
انکار کرو غیروں کا خود مولا کو پا کے

یہ شرط ضروری ہے بہت سخت ضروری
غفلت میں نہ پڑنا کبھی تم اسکو بھلا کے

جب ذکر سے فارغ ہوئے پھر اور بھی کرنا
آگاہ[۱۳] تمھیں آج یہ کرتے ہیں جتا کے

بہتر ہے کہ کچھ دیر رہیں آپ جو خاموش
کچھ سانس کو بھی روکا کریں حجرے سے آکے

سرد آب نہ پی لینا معاً حجرے سے آکر
شربت بھی نہ پی لینا کبھی برف ملا کے

اس وقت ہوا سرد کا کھانا بھی مُضر ہے
دل سرد نہ کر دے تمھیں بیمار بنا کے

کچھ اور بھی ہیں راز کی باتیں ابھی باقی
پھر تم کو بتا دینگے کبھی جوش میں آکے

ہاں ایسی ضرورت ہے تو آزاد سے مل لو
وہ رستے پہ ڈالیں گے تمھیں رستہ دکھا کے

وہ تم کو دکھائیں گے کسی خضر جہاں کو
منزل پہ پہنچ جاؤ گے اس خضر کو پا کے

مطلع چہارم رجوع بشیخ خود

قرباں ہوں یارب میں ترے جود وعطا کے
دن سیدھے ہوئے آج مرے بخت رسا کے

جلوے نظر آتے ہیں کسی ہوشربا کے
ہمدم مجھے تھا میں ذرا ہاتھوں کو بڑھا کے

وہ جلوہ فروز آج سر بزم ہے مولا
ہم دیکھ نہیں سکتے جسے آنکھ اُٹھا کے

وہ جسکی کہ چتون میں ہے انداز قیامت
وہ جس کی نگاہیں نہیں ہیں تیر قضا کے

وہ جس کی کہ چربانگ ہیں دزدیدہ نگاہیں
پہلو سے جو لیجاتی ہیں دل آنکھ بچا کے

وہ جسکا تبسم ہے نمک ریز جراحت
بیچین جو کر جاتا ہے رنگ اپنا دکھا کے

وہ جسکی نگاہوں میں ہے اک خنجر بُراں
بسمل کئے دیتا ہے جو سر اپنا جھکا کے

وہ جسکے کہ ہاتھوں کی صفائی ہے غضب کی
پہلو سے جو لیجاتا ہے دل ہاتھ ملا کے

وہ شاہ جو آزادوں کو کردیتا ہے پابند
پابندوں کو جو رکھتا ہے آزاد بنا کے

وہ کون یہی قبلہ جماعت علی میرے
دلدادہ نبی کے ہیں جو عاشق ہیں خدا کے

حسنین کی اولاد میں یہ والا نسب ہیں
نسبت میں بیاں کرتا ہوں اب شجرہ بنا کے

شجرۂ عالیہ نقشبندیہ

فرزند نبی سامنے جو جلوے فزا ہیں
آنکھوں میں ہیں جسکے جلوے ہیں اب نور خدا کے

صدیق کے پرتو سے ہیں مولا مرے صدیق
شیدائے نبی بن گئے سلمانؓ کو پا کے

قاسم سے ملے علم و عمل آپ کو کیا کیا
دی جعفر صادق نے امامت انہیں آ کے

بسطامی سے عرفان کا حصہ ملا ان کو
خرقانی سے عاشق بنے یہ اپنے خدا کے

یہ نکہت والا ہے کہ یہ بوئے علی ہے
یوسف کے ہیں انداز مرے ہوشربا کے

عاشق تھی بنے حضرت خالق سے یہ مولا
یہ حضرت عارف سے بنے بندے خدا کے

محمود ہیں محمود کے دلبند یہ ہوکر — خوش انسے عزیزانِ علی ہیں انہیں پا کے

خوش بابا سماسی ہیں کہ یہ فرد جہاں ہیں — شاداں ہیں بہت میر کلال آپکو پا کے

وہ خواجۂ مشکلکشا سر سلسلۂ عالی — امداد یہ ہر وقت رہا کرتے ہیں آ کے

یہ خواجۂ والاہی کے الطاف و کرم ہیں — عطار سے عطار ہیں یہ عطر جو پا کے

یعقوب کے اے ابن کریم آپ ہو یوسف — محبوب جو ہو نسبت احرار کو پا کے

نسبت ہے جو زاہد سی نکیوں آپ ہوں زاہد — درویش نکیوں آپ ہوں درویش کو پا کے

ہیں مقتدی یہ شیخ جو ہیں مقتدا انکے — یہ باقی باللہ ہیں بقا باللہ کو پا کے

یکتائے جہاں ہیں یہ مجدد کے کرم سے — معصوم ہیں معصوم کے یہ سائے میں آ کے

یہ حجت اللہ سے ہیں حجت اللہ — نازاں ہیں زبیر شہ والا کو یہ پا کے

قطب انکو کیا قطب جہاں ہی نے کرم سی — حافظ کیا حافظ نے جمال اپنا دکھا کے

یہ آج مسیحا ہیں کہ عیسیٰ سے ہے نسبت — فیاض ہیں فیض اللہ سے یہ فیض کو پا کے

یہ نور محمد سے درخشاں ہیں جہاں میں — دل انکو دیا بابا نے سینے سے لگا کے

کیا ابر کرم تھے وہ فقیر شہ ذیشان — اک بحر کرم کر دیا مولا کو بنا کے

یارب ترے اکرام سے خدام طریقت — ہر سال کریں جلسہ علی پور میں آ کے

ہر جلسے کے ہوں صدر نشیں آپ ہی مولا — تا حشر رہیں جلوے یونہی جلوہ نما کے

آزاد یہ روز افزوں رہیں آپکے الطاف
ہر وقت ثمر اسکو ملیں نخلِ دعا کے

بموقعہ جلسہ انجمن خدام الصوفیہ علی پور ۱۹۱۵ء

یارب ترے بندوں کو تری حمد سُنا کر — میں وجد میں لے آؤں یہ توفیق عطا کر
مضمون تری حمد کا ہے فکر سے بالا — بندش کی یہ بندش میں کہاں آتا ہی آکر
کی فکر بہت ذہن رسانے تو یہ سمجھا — گفتار خموشی ہے یہاں سر کو جھکا کر
یہ سمجھے سمجھ کر کہ سمجھ ہم نہیں سکتے — ہم پا نہیں سکتے تجھے یہ پایا ہے پا کر
کیا پائے تجھے کوئی مکاں تیرا کہاں ہے — کیا ڈھونڈے گا تجھکو کوئی جا کر کوئی آکر
اللہ ترے جلوے کو یہ پردہ ہے کیا — آتا ہے نظر مردم دیدہ کو چھپا کر
یہ جلوے کو پردہ ہے کہ پردے میں ہے جلوہ — حیرت میں رکھا عقل کو حیران بنا کر
ہر پردے کو سو جلوے کا پردہ دیا تو نے — ہر جلوے کو جلوہ دیا سو پردے لگا کر
ہر شے میں عیاں تو ہے کہ مظہر تری ہر شے — ہر شے سے منزہ ہے تو ہر شے کو بنا کر
ہر نقش میں ہے نقش ترا نقشۂ قدرت — ہر رنگ میں بیرنگ ہے نیرنگ دکھا کر
سب کچھ تری قدرت میں ہے سب علم میں تیرے — حاضر رکھا ہر شے کو بنا کر نہ بنا کر
کیا چیز ہوں پھر دونوں جہاں تیری نظر میں — سو بار بنا دے انہیں جب چاہے مٹا کر
الآن کما کان ترا علم ہے مولا — کچھ کم نہ تھا پہلے نہ بڑھا ہم کو بڑھا کر
طاعت کی نہ خواہش ہی نہ پروائے عبادت — عابد کو بنایا ہے عبادت کو بنا کر
ہر وقت ترا دستِ کرم رہتا ہے مبسوط — ہر وقت اشارہ ہے کہ لے مانگ دعا کر
ظاہر ہے کہ رحمت ہے تری عدل سے بڑھ کر — نیکی کو لکھا جاتا ہے دس درجے بڑھا کر
رحمت کا ہے رحمت کے لیے توبہ بہانہ — عصیاں کو مٹا دیتی ہے نیکی کو لکھا کر

مقبول ہے درگاہ میں اک عجز کا ہدیہ — لاتا ہے ادب سے یہاں جو سر کو جھکا کر
سودا یہاں رفعت کا دکھا دیتا ہے پستی — رفعت یہاں ملتی ہے تو پستی ہی میں آکر
عارج ہوا جب بحر بنا جا کے وہ قطرہ — نازل ہوا جب قطرہ بنا بحر وہ آکر
مسجود ملائک ہے جھکا کر کوئی سر کو — ملعون خدا ہے کوئی سر اپنا اٹھا کر
مقبول ہیں دربار میں یہ نیچی نگاہیں — مردود ہے جو دیکھے کوئی سر کو اٹھا کر
اک آگ ہے یہ عشق کی اور اُس کی یہ تاثیر — دل کو یہ جلا دیتی ہے سینے کو جلا کر
کجدار و مریز ہی تری قدرت کی عجب ہے — مٹنے بھی نہیں دیتی ہے سو بار مٹا کر
نیرنگئ قدرت ہے کہ صنعت کا کرشمہ — مٹی میں ملاتا ہمیں مٹی سے بنا کر

قطعہ

عُشاق سے یہ ناز ہے یہ ناز کشی ہے — ہر وقت جھلایا اُنھیں جھولے میں بٹھا کر
یہ سیر عروج اور نزول اُنکو دکھائی — دیوانہ بنا کر کبھی فرزانہ بنا کر
اپنے لئے گر رکھا تو دیوانہ بنایا — اوروں کے لئے بھیجا تو فرزانہ بنا کر
یا رہتا ہے خلوت میں بھی سو ناز کا پردہ — یا جلوہ دکھاتے ہیں سر عرش بُلا کر
یا کہتے ہیں تم دیکھ نہیں سکتے ہو جب جلوہ — یا جلوہ دکھاتے ہیں تو سوتے سے جگا کر
یا طور بھی ہے چور تو عاشق بھی ہے بیہوش — یا آنکھ جھپکنے نہیں دیتے ہیں دکھا کر
فرماتے ہیں ہم حمد تری کر نہیں سکتے — خود سرور کونین بھی لا احصی سنا کر
آزاد سے ہو حمد تری حاشا و کلا — کچھ نعت ہی ہو جائے یہ مقبول دعا کر

مطلع ثانی در نعت

اے نور خدا حق نے ترا نور بنا کر — ظلمت کو کیا نور ترا جلوہ دکھا کر

منظور تھا ہر شے میں ترے جلوے کو دیکھیں ہر شے کو دکھایا ترے جلوے سے سجا کر
محبوب بھی ہو باعثِ تخلیق جہاں بھی کونین نہ کیوں ناز کرے پھر تمہیں پا کر
تو نور ہے بے سایا ترا نور ہے سایا ظلمت نہ ہو کیوں نور ترے سائے میں آ کر
واللہ کہ اللہ ملا ہم کو تمھیں سے پایا بخدا ہم نے خدا کو تمھیں پا کر
منزل ہی پہ پہنچا دیا رستہ وہ دکھایا خالق سے ملایا ہمیں خالق کو دکھا کر
کیا شانِ نذیری و بشیری کو دکھایا دوزخ سے ڈرا کر ہمیں جنت کو دکھا کر
اللہ رے اخلاق کہ خالق ہی کے اخلاق دُنیا کو سکھائے ہیں تو خُلق اپنا دکھا کر
بیگانوں کو اپنا کیا جب ہاتھ ملایا دل صاف کئے غیروں کے سینے سے لگا کر
مسکینوں کے اعزاز کو ہر لحظہ بڑھایا دیکر کبھی تکیہ کبھی چادر کو بچھا کر
معذوروں کی خدمت کبھی گھر جا کے وہ کرنی لا دینا وہ سودا کبھی بازار سے جا کر
حق گوئی بتائی ہمیں گفتار سے اپنی حق جوئی دکھائی ہمیں رفتار دکھا کر
راضی برضا رہکے بتایا ہے رضا کو تسلیم سکھائی سرِ تسلیم جُھکا کر
وہ بات کہ دل ولے ہوئے بات کو سنکر وہ صدق کہ صدیق کئے صدق دکھا کر
وہ عدل کہ پھیلا دیا انصاف جہاں میں عمالوں کو عادل کیا انصاف دکھا کر
وہ دستِ سخا کچھ بھی نہ کل کے لئے رکھا محروم نہ سائل کبھی خالی گئے آ کر
وہ علم کہ پیدا ہوئی دُنیا میں یہ حکمت دانا کیا نادان کو علم اپنا پڑھا کر
دل سے کہیں اسرارِ الٰہی کو بتایا حکمت کو سکھایا کہیں قرآن پڑھا کر

قطعہ

کیا اسکا بیاں کیجیے کیا اس کا بیاں ہو توحید جو پھیلائی ہے یہ آپ نے آ کر
زوروں پہ تھی معبودوں کی ہر لحظہ ترقی ہر روز خدا بنتے تھے بُت کعبے میں آ کر

گو لات و منات اور وہ عزیٰ بھی خدا تھے
رکھتا تھا قدم اُن سے ہبل آگے بڑھا کر

تثلیث کا قائل کوئی کثرت کا تھا شیدا
تاروں کا پجاری کوئی معبود بنا کر

تبلیغ ہدایت نے جو وحدت کو دکھایا
سب ایک بنے ایک کے اب ایک کو پا کر

کثرت کے جو بندے تھے وہ وحدت کے ہیں بندے
وحدت کو بڑھایا ہے تو کثرت کو مٹا کر

ہر حسن سے اسلام کو آراستہ کر کے
آئینہ دل میں رکھا تصویر بنا کر

آئے گی نظر پیکر اسلام کی خوبی
جب دیکھو گے دل اپنا ذرا سر کو جھکا کر

دین ہمکو بتایا ہے تو دنیا کو دکھا کے
دنیا کو دکھایا ہے تو دین ہم کو بتا کر

فرمایا شریعت ہے عمل علم سے کرنا
سمجھائی طریقت ہمیں اخلاص ملا کر

کیا نور منور کیا اصحاب کو اپنے
ایک نور کو پھیلا دیا انوار بنا کر

ہر لحظہ ترے نام پہ شیدا رہے اُمت
ہر وقت ہی نازاں رہے رحمت تری پا کر

ہر وقت تصور ہی میں تو پیش نظر ہو
ہر وقت رہیں محو تجھے دل ہی میں پا کر

یہ عاشق و شیدا ہیں یہ خدام ہیں تیرے
جو نام پہ تیرے یہاں بک جاتے ہیں آکر

آزاد لکھے نعت یہ ممکن نہیں مولا
جلسہ کا لکھے وصف یہ مضمون عطا کر

مطلع ثالث در شان اہل جلسہ

کس شان کا یہ جلسہ ہے دیکھو ذرا آکر
یہ راز بتاتے ہیں تمہیں جلسہ بنا کر

خدام تصوف کا ہے یہ بارہواں جلسہ
خلوت ہی سکھاتے ہیں یہ جلوت کو دکھا کر

دل والے ہیں یہ دل سے بنا دیتے ہیں دل کو
دل بنتے نہ دیکھے ہوں تو دیکھو یہاں آکر

یہ ذکر سکھاتے ہیں تو غفلت کو اٹھاتے
ذاکر یہ بناتے ہیں تو غفلت کو اڑا کر

کہتے ہیں برائی کو بھلائی سے بدل لو — ترکیب بتاتے ہیں ہیں توبہ سکھا کر

پھر کہتے ہیں پہچانو کہ تم کون ہو کیا ہو — خالق بھی بتائیں گے تمھیں آگے چلا کر

صنعت کو دکھا کر یہ دکھا دیتے ہیں صانع — صنعت یہ دکھا دیتے ہیں صانع کو دکھا کر

یہ سچ ہے کہ ہے قلب کی مشکل ذرا پہچان — ہاں سہل یہی کرتے ہیں آسان بنا کر

دل گوشت کا ٹکڑا ہے تو اس دل میں ہے اک قلب — ہے قلب میں فواد بتاتے ہیں دکھا کر

فواد میں کہتے ہیں کہ اک سر کو رکھا ہے — ہے جلوہ فگن سر میں خفی پردہ لگا کر

بالا ہے خفی سے وہاں اک اخفا کا پردہ — اخفا میں عیاں ہوتے ہیں وہ شان دکھا کر

پیچیدہ ہیں یہ منزلیں تم غور سے دیکھو — کہتے ہیں کہ دکھا کر و عینک کو لگا کر

ہے تزکیہ اک تال تو ہے تصفیہ اک تال — دکھا کر و دو تالوں کو آنکھوں پہ لگا کر

یہ تزکیۂ نفس ہے فرماتے ہیں ہم کو — کم کرنا ہے ہر شے کا ضرورت کو گھٹا کر

کم کھانا ہو کم سونا ہو کم بات کا کرنا — کم میل رہے خلق سے خالق سے بڑھا کر

اخلاق برے جو ہیں گھٹانا انھیں ہر دم — جو اچھے ہیں اخلاق بڑھا لینا بڑھا کر

یہ تصفیۂ قلب ہے ہر لحظہ و ہر دم — دل ذکر میں اور فکر میں ہو سر کو جھکا کر

یہ فکر ہے مخلوق سے خالق کو سمجھنا — یہ ذکر ہے ہو یاد میں غفلت کو مٹا کر

خطروں کی یہاں آندھیاں چلتی ہیں شب و روز — آئینہ دل رکھنا مگر صاف بچا کر

ان خطروں کو یہ چار یہ کر دیتے ہیں تقسیم — پھر چاروں کو اس طرح سکھاتے ہیں بتا کر

دو خطرے ہیں شیطانی و نفسانی یہ سمجھو — دو ہیں ملکی اور وہ رحمانی ملا کر

جو کام شریعت میں حرام اور ہے ممنوع — یہ خطرہ شیطانی کرا دیتا ہے آ کر

یہ خطرۂ نفسانی ہے مرغوب یہ اپنے — مائل ہمیں کر دیتا ہے خوبی یہ بتا کر

ہاں اسکی بقا کے لئے کچھ چاہیئے مانا
جو اسکی بقا کے لئے لابد ہے وہ دیدو
ہے تیسرا خطرہ ملکی کہتے ہیں جس کو
طاعات و عبادات کی سمجھاتا ہے خوبی
یہ خطرۂ رحمانی بظاہر تو ہے اچھا
اک ولولہ اور شوق کو کردیتا ہے پیدا
ہے جوہر مقصود تو کچھ اور ہی اپنا
کہتے ہیں کہ مشکل ہے یہ مضمون سمجھنا
جب تزکیہ اور تصفیہ کی مشق بڑھے گی
پھر مطرح انظارِ کرم دل یہ بنے گا
ہر لحظہ جلالی ہے تو ہر لمحہ جمالی
سالک یہاں ہو جاتا ہے اک محو نظارہ
جب ذوق مجسم یہاں بنجاتا ہے سالک
ہاں بندہ نوازی یہاں کی جاتی ہے اکثر
اکثر یہیں رہجاتے ہیں بس ڈال کے جھولی
یہ کہتے ہیں آگے بڑھو منزل ہے ابھی دور
یہ کشف و کرامات سے بہلاتے ہیں ہمکو
ہم عاشقِ مولا ہیں نہ مزدور ہیں کوئی
یہ خطرۂ رحمانی ہے جو جلوہ فگن ہے

یہ پاؤں مگر اور بھی پھیلاتا ہے پا کر
آگے جو بڑھے روک دو اک ڈانٹ بتا کر
مائل ہمیں نیکی پہ یہی کرتا ہے آکر
منشا ہے کہ رکھے ہمیں اسمیں ہی پھنسا کر
یہ معرفت و ذوق صفاتی میں پھنسا کر
رکھتا ہے مگر اس سے قدم آگے بڑھا کر
یہ ایک عرض بنتا ہے خود بیچ میں آکر
ان خطروں سے بچ جائے اپنے کو بچا کر
پھر جلوہ دکھائے گا ہمیں تجلیہ آکر
ہر جلوہ تجلی یہاں بن جائے گا آکر
سو رنگ دکھاتی ہے تجلی یہاں آکر
وہ شوق سراپا یہاں بنجاتا ہے آکر
اسکا ہی بنا دیتے ہیں اس ذوق میں پاکر
یہ کشف و کرامات یہاں ملتے ہیں آکر
اکثر یہیں جمجاتے ہیں بس دھونی رما کر
ٹھہرو نہ خدارا یہاں اس شان کو پاکر
بیباق ہمیں کرتے ہیں مزدوری چکا کر
کیوں غیر ہمیں دیتے ہیں وہ غیر بنا کر
تم آگے نکل جاؤ یہاں سر کو جھکا کر

فواد کی منزل سے جو تم آگے بڑھ ہو گے — پھر منزل سر میں تمھیں پہنچائیں گے لاکر
یہ تخلیہ سچ پوچھے اک ہو کا ہے عالم — ہستی سے گذر جاتا ہے سالک یہاں آکر
اب منزلِ مقصود نظر آنے لگی ہے — اب غیروں سے خالی ہوا دل آپکا آکر
اب کوئی رکاوٹ نہ کوئی خطرہ ہے باقی — اب کوئی نہ مانع ہے نہ حاجب یہاں آکر
ہے قرب کسی کا نہ مقابل میں ہے کوئی — خالی کیا گھر آپ کا سامان اُٹھاکر
جب جامہ تلاشی میں نہ کچھ نکلے گا اسکے — پھر جذب اُسے کھینچیگا خود جذب میں آکر
اک جلوہ گہہ ناز جسے کہتے خفی ہیں — خود ناز دکھاتا ہے اُسے ناز میں آکر
کچھ کام خفی میں نہ اُسے کرنا ہے باقی — باقی نہیں رہتا ہے یہ خود بھی وہاں جاکر
یہ محو کچھ ایسا ہے کہ سُدھ بُدھ نہیں اسکو — کیا فانی ہے کیا باقی ہے گم ہو گیا آکر
یہ جلوہ گہِ ناز عجب ہوش رُبا ہے — بیہوش یہاں کرتے ہیں باہوش کو لاکر
بیہوشی یہاں ہوش ہے خاموشی بیاں ہے — مجذوب ہی ہو جاتا ہے سالک یہاں آکر
ہر قید سے آزاد یہاں کرتے ہیں اس کو — آزاد بھی کرتے ہیں تو دیوانہ بناکر
پھر کھینچتا ہے جذب اُسے جانب اخفا — اخفا بھی دکھاتے ہیں تو خود اس کو چھپاکر
اخفا کسے کہتے ہیں بیاں ہو نہیں سکتا — کیا غیب دکھائے کوئی آنکھوں سے دکھاکر
پوشیدہ ہے وہ غیب ہے وہ رازِ نہاں ہے — ظاہر بھلا کب کرتا ہے کوئی اُسے پاکر
ظاہر کریں کیا تاب بیاں سے ہے وہ باہر — محدود نہیں ہوتا ہے الفاظ میں آکر
وہ لفظوں میں آتا نہیں یہ بھی ہے بہانہ — سچ یہ ہے کہ ہم پا نہیں سکتے اُسے پاکر
وہ جاتا ہے لیجائے جسے جذب الٰہی — وہ دیکھتا ہے جس کو دکھائیں وہ بُلاکر
پھر آگے خدا جانے کہ ہے کونسی منزل — ننانوے سو میں یہاں رہجاتے ہیں آکر

کہتے ہیں کسی ایک کو لیجاتے ہیں بالا — خاصوں میں اخص اسکو بناتے ہیں بُلا کر
ہاں سُکر سے پھر صحو میں لے آتے ہیں اُسکو — منظور اگر ہوتا ہے سالک بنے جا کر
مخلوق کا پھر اس کو بنا دیتے ہیں ہادی — واپس اُسے پھر بھیجتے ہیں پاس بُلا کر
پھر لطفِ خدا بنتا ہے خود اس کا جوارح — اس شان میں رہتے ہیں وہ اپنے کو چھپا کر
پھر فونوگراف اسکی زباں ہوتی ہے گویا — ارشاد وہ کرتا ہے تو ارشاد کو پا کر
پھر آنکھ نہیں اُسکی یہ ہے آنکھ کسی کی — اب نور ہے پُتلی کا کوئی پُتلی میں آ کر
پھر ہاتھ نہیں اُسکا کوئی دستِ کرم ہے — خود دیتا ہے وہ دستِ کرم اُس سے دلا کر
پھر کان نہیں اُسکے سماعت ہے کسی کی — خود سنتا ہے ہر وقت مگر اُس کو سُنا کر
پھر پاؤں نہ اس کے ہیں کہ خود قدرت والا — رفتار دکھاتی ہے قدم اُس کا اُٹھا کر
مخلوق کو کہتے ہیں کہ تم اس کے ہو تابع — ارشاد بجا لانا معاً حکم کو پا کر
اللہ رے کجدار و مریز ترے صدقے — سرتاجِ جہاں کرتے ہیں مٹی میں ملا کر
اک بات مگر اور بتاتے ہیں یہ سُن لو — اس رستے پہ خود پڑنا نہ آسان سا پا کر
سنگلاخ زمیں رکھتی ہیں یہ منزلیں اپنی — خود چل کے نہ گرنا کہیں تم ٹھوکریں کھا کر
اس راہ میں ہیں غار جنھیں کہئے جہنم — گرنا نہ جہنم میں کسی غار میں جا کر
اُس مردِ خدا کی تمھیں ہے سخت ضرورت — جو کھینچ لے اوپر کو ذرا ہاتھ بڑھا کر
سرتاجِ جہاں مردِ خدا ہوتا ہے برزخ — خالق سے ملا رہتا ہے مخلوق میں آ کر
عاشق کبھی بنکر کبھی معشوق وہ ہو کر — طے کرتا ہے یہ منزلیں جا کر کبھی آ کر
بے شبہ وہ لیجائے گا آسانی سے تم کو — ٹھوکر سے سنبھالے ہوئے غاروں سے بچا کر
یہ مردِ خدا ملتا ہے مشکل سے یہ مانا — جویندہ بھی یابندہ ہے پا لیتا ہے جا کر

جب دیکھو اُسے یاد خدا آتی ہے دل میں
پہچان بتاتے ہیں یہی تم کو بتا کر

ملجائے جو تقدیر سے ایسا تمھیں کوئی
بیساختہ دل دینا اُسے سر کو جھکا کر

کونین کی قیمت ہے یہاں مُفت غلامی
سو جان سے بک جانا خریدار کو پا کر

آئے نہ نظر گر تمھیں تھک جائیں نگاہیں
تب دیکھنا آزاد کی عینک کو لگا کر

پھر تم کو نظر آئے گا اک دلبر عالم
آزاد کو سو دوگے دعائیں اُنسے پا کر

یہ دیکھو جماعت جو ہے مردانِ خدا کی
یہ شاہ جماعت ہیں ذرا دیکھو تو آکر

مطلع چہارم رجوع بشیخ خود

وہ آتے ہیں اے دل ابھی تو صبر ذرا کر
بیتاب نہ ہو سجدۂ شکرانہ ادا کر

اے شاہ جماعت ترے اس جلسے میں آکر
تقدیر یہ نازاں ہے جماعت تجھے پا کر

اے ہادئے عالم تجھے بھیجا ہے خدا نے
گم کردۂ منزل کے لئے خضر بنا کر

دل میرا اُچھلتا ہے کہ مذکور ہے تیرا
مشکل سے ہوں تھامے ہوئے پہلو کو دبا کر

مضمون مہک جاتا ہے مذکور سے جس کے
وہ خُلق دیا آپ کو پھولوں میں بسا کر

دن رات تری بزم میں جو شمس و قمر ہیں
یہ لیتے ہیں صدقہ ترے رخساروں کا آکر

موقوف کیا شمع پہ پروانوں کا جلنا
رحمت نے تری صورت زیبا کو بنا کر

پامال نہ ہو دل کوئی یہ مدنظر ہے
چلنا یہ بتاتا ہے ترا سر کو جھکا کر

آزادی سے پابند سلاسل رہوں تیرا
لایا ہوں مقدر میں یہ تقدیر لکھا کر

تم دل کو بناتے ہو یہ مشہور جہاں ہے
میں کہتا ہوں لیجاتے ہو تم دل کو اُڑا کر

باتوں میں تری چشم سخنگو نے لگایا
غمزہ ترا دل لیگیا پہلو سے اُڑا کر

جو چور نہیں دل کی تری نیچی نگاہیں کیوں بات نہیں کرتی ہیں پھر آنکھ ملا کر
اب جوش پہ لاتا ہوں ترے فیض و کرم کو اب لونگا دعائیں تری میں شجرہ سنا کر

شجرہ نقشبندیہ

نائب کیا اپنا تجھے نانا کے کرم نے صدیق نے صدیق کیا صدق دکھا کر
سلمان نے شیدا تجھے نانا کا بنایا عالم کیا قاسم نے تجھے علم پڑھا کر
دی جعفر صادق نے تجھے خاص امامت عارف کیا بسطامی نے عرفان سکھا کر
خرقانی خلافت کا تجھے دیتے ہیں خرقہ بندھواتے ہیں دستار تجھے بوعلی آکر
یہ حسن دل آرا ملا یوسف ہی سے تجھکو خالق سے ملایا تجھے خود عبد نے آکر
عارف نے تجھے شیخ کی عرفان بتائی محمود نے محمود تجھے کر دیا آکر
خوبی یہ تجھے دی ہے عزیزان علی نے یہ دلبری بخشی تجھے سماسی نے آکر
ساقی کیا جو میر کلال شہ دیں نے سر سلسلہ دیتے ہیں تجھے میکدہ آکر
عطار نے یعقوب نے دیں تجھکو دعائیں نازاں ہیں عبید اللہ تجھے اپنا بنا کر
زاہد نے تجھے آکے کیا زہد سے زاہد درویش نے درویش محمد کیا آکر
ہے مقتدائے تو جب سے ملے مقتدی تجھکو تو باقئ باللہ ہے بقا باللہ کو پاکر
تو بھی ہے مجدد کہ مجدد سے ہے نسبت معصوم بنا تو بھی تو معصوم کو پاکر
تو حجت اللہ ہے برہان خدا ہے دیتے ہیں زبیر آج تجھے ہاتھ بڑھا کر
تو قطب ہے ستار ہے اس قطب جہاں کا حافظ ترے رہتے ہیں جمال اللہ میں آکر
عیسیٰ سے ملے ہیں لب جاں بخش ہی تجھکو فیاض بنا فیض سے تو فیض کو پاکر
تو وصل علائے نور محمد کا ہے ٹکڑا بابا نے منور کیا سینے سے لگا کر

اللہ رے فقیرِ شہ والا ترے قربان
فرزند کریم شہ عالی کو بلا کے
یہ وُہی امانت ہے جو سرتاج ہے اپنی
حق پُہنچا ہے حقدار کو لو تم کو مبارک
جب تاج خلافت سے مزین کیا سر کو
اے فالقِ اصباح والے خالقِ افلاک
وہ نور منور اسے تو کردے کرم سے
اکسیر بنائے ترے بندوں کو نظر سے
خُدام کا شیدا رہے شیداؤں کا عاشق
سو جان سے ہو عاشق ترا دلدادہ نبی کا
سو ناز شریعت ہو تو سو فخر طریقت
ہو اسکے دل وجان کا ترا ذکر دل وجاں
یہ شاہِ جماعت ہو مرا فردِ یگانہ
اولاد سے اور آل سے بھرپور رہے یہ
یہ شاہِ نجابت علی صادق علی بھائی
سب خوش رہیں حلقے میں جو خدام ہوں اسکی
جب خلد کو جائے یہ کریم شہ والا
ہر سال ترے فضل سے خدام طریقت
آزاد غزل خواں رہے مداحِ شہِ شب زندہ

کیا کام کیا تو نے علی پور میں آکر
فرمایا کہ لیجاؤ امانت کو اُٹھا کر
آدم نے اُٹھایا جسے سر اپنا جھکا کر
میں حکم بجا لایا ہوں ارشاد کو پاکر
پھر کی یہ دُعا آپ نے ہاتھ اپنے اُٹھا کر
اس کوکب تابندہ کو تو مہر بنا کر
دن رات یہ رخشاں رہے ظلمت کو مٹا کر
دل والے بنائے انھیں سینے سے لگا کر
نازاں رہے عشاق کا خود ناز اٹھا کر
مخلوق کا ہادی بنے یہ صحو میں آکر
یہ دونو کا خادم رہے مخدومی کو پاکر
یہ زندہ جاوید رہے ذکر کو پاکر
ثانی نہ ہو اس کا مری مقبول دعا کر
حسنین سے اور نور سے فرزند عطا کر
سو ناز سے نازاں رہیں اس بھائی کو پاکر
آزاد رہیں اسکی غلامی میں وہ آکر
یہ عُرس کرے اُن کا تو بدعت سے بچاکر
جلسہ کریں سو دل سے علی پور میں آکر
وہ نظم سناتا رہے ہر جلسے میں آکر

آزاد کو یہ سلسلۂ لطف و کرم سے
پابند رکھے ہلکی سی زنجیر لگا کر

یہ کر کے دُعا آپ نے فرمایا مبارک
آمین کہی آزاد نے سر اپنا جھکا کر

نظم کائنات بموقعہ جلسہ انجمن خُدّام الصوفیہ علی پور ۱۹۱۷ء

ذات باری کے سوا نور نہ ظلمت کچھ ہے
یہ وہ عالم ہے نہ عالم ہے نہ صورت کچھ ہے

جلوہ افگن ہے نہ خورشید رسالت اب تک
رنگ یہ ہے کہ ہدایت نہ ضلالت کچھ ہے

ایک معشوق ہے پیدا نہیں عاشق کوئی
درد اور سوز نہ کچھ وصل نہ فرقت کچھ ہے

جلوہ افروز خلافت ہیں نہ آدم اب تک
مونس خُلد نہ حوا نہ خلافت کچھ ہے

یہ فلک ہیں نہ زمیں اور نہ عرش و کُرسی
لوح محفوظ و قلم ہے نہ کتابت کچھ ہے

مرکز ثقل و کشش ہے نہ محیط و محو
مادہ و ذرہ ہیولا ہے نہ صورت کچھ ہے

چاند سورج ہیں نہ یہ اور نہ یہ لیل و نہار
سال اور ماہ نہ یہ ہفتہ و ساعت کچھ ہے

گوگو قمری کی نہ کچھ نغمۂ بلبل پیدا
سرو آزاد نہ گل بو ہے نہ نکہت کچھ ہے

شمع پیدا ہے نہ پروانۂ سوزاں کوئی
دل ہے کوئی نہ لگی ہے نہ محبت کچھ ہے

دل اُڑاتی نہیں دزدیدہ کسی کی نظریں
کوئی دلبر نہ کسی کا ہے نہ اُلفت کچھ ہے

کوئی حسرت نہ کسی دل میں نہ ارماں کوئی
ہجر کے شکوے نہ فرقت کی حکایت کچھ ہے

باپ ہے کوئی نہ بھائی ہے نہ بیٹا کوئی
ماں کسی کی نہ بہن کوئی نہ صحبت کچھ ہے

بزم آرائے تصوف نہ مشایخ اب تک
عالم علم شریعت نہ شریعت کچھ ہے

کوئی آقا ہے نہ خادم ہے کسی کا کوئی
بارِ احساں نہ کسی کا نہ عنایت کچھ ہے

خواب راحت ہی نہ بیداری شب کی حالت
پیدا غفلت ہی نہ کچھ حق کی عبادت کچھ ہے

یہ وہ نقشہ ہی کہ نقشے کا نہ کچھ ہے نقشہ
یہ وہ صورت ہی کہ صورت کی نہ صورت کچھ ہے

پانی پر تخت ہے اتنا تو بتایا ہم کو
پانی کیسا ہے نہ معلوم حقیقت کچھ ہے

علم مولا ہی میں لیتے ہیں ابھی لذت وصل
قرب ایسا ہے کہ دوری کی نہ صورت کچھ ہے

ہست ایسے ہیں نہیں نیست کا کچھ بھی کھٹکا
نیست ایسے ہیں کہ ہستی کی نہ صورت کچھ ہے

ذات باری میں ہے سب قدرت و حلم باری
شان باری میں ہے سب حکمت و علم باری

اب ہے منظور عیاں کیجیے شان قدرت
جلوہ افروز ہو نیرنگیٔ رنگ حکمت

اب کیا جاتا ہے وہ نور منور پیدا
نور وہ نور جسے کہتے ہیں رنگ قدرت

نور وہ نور کہ ہے مظہر شان خالق
نور وہ نور کہ ہے مظہر شان قدرت

ہے بجا کہیے کہ وہ مبدۂ نور الانوار
پھیلکر ایک سے ہے کثرت میں بھی شان وحدت

اب اُسی نور سے پیدا کیے عرش و کرسی
لوح محفوظ و قلم چرخ و زمین و خلقت

جن و انسان و ملک وحش و طیور و حیوان
خاک و آب آتش و باد اور ہیولا صورت

قہر سے اس کے بنائی ہے جہنم حق نے
مہر سے اُسکی بنائی ہے خدا نے جنت

اُسکی اک شان جلالی سے بنایا خورشید
اسکے اک رنگ جمالی سے قمر کی صورت

وجہ سے اُسکی ہے فی الارض خلیفہ آدم
فی السماء ہوگئے مسجود یہ اُس کی نسبت

سجدے میں دیکھو ملائک ہیں بحکم خالق
منکر سجدہ وہ ہے ابلیس علیہ اللعنت

پہلوئے چپ سے ہوئی زوج کہ زوجہ پیدا
ہو نہ تنہائی میں آدم کو مبادا وحشت

حکم ہوتا ہے کہ یہ گھر ہے تمہارا جنت
حیثُ من شئتما لا تقربا ہٰذہ الشجرت

تھا یہ منظور کہ آباد ہو دنیا پہلے — دنیا کو دیکھ لیں تا ہو انہیں قدرِ جنت
علم باری کا یہ اندازہ کہ کیسا ہوگا — یہ مقدر رہا جو دید یا وہ ہے قسمت
خوبیاں پیدا ہوئیں آج ہیں ساری حاضر — ان کو قسام ازل کرتا ہے دیکھو قسمت
پہلے نبیوں کو ملیں خوبیاں اچھی اچھی — پھر ملیں اوروں کو جن پہ ہوئی حق کی رحمت
عاشقِ سوختہ طالع کی بھی باری آئی — درد اور سوز ملا آتشِ آہ فرقت
شانِ رحمت نے سوئے نورِ مقدس دیکھا — لطف و اکرام سے فرمایا کہ تم ہو رحمت
خوبیاں جتنی بٹی تھیں نہ بٹی تھیں ابتک — سب کو فرمایا کہ تم سب کرو شہ کی خدمت
خوبیاں آکے حضورِ شہ والا اکرام — بولیں صد شکر ملی آپ کی ہمکو خدمت

مرحبا مرحبا اے نورِ حبیبِ باری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اب زمیں پر ہیں زمیں کے وہ سجانے والے — بس گئے دنیا میں دنیا کے بسانے والے
ساتھ جبریل کے آتے ہیں وہ سوئے بطحا — حکم خالق سے ہیں جو کعبہ بنانے والے
اب کرم سے وہ ملے آدم و حوا باہم — شرق اور غرب کو دنیا کے ملانے والے
شیطنت سے کہیں باز آتا تھا توئے شیطان — بھائی سے بھائی کو کمبخت لڑانے والے
کشتۂ تیغِ ستم حضرتِ ہابیل ہوئے — دستِ قابیل سے ہیں ظلم اٹھانے والے
حضرتِ شیث کی اب دیکھئے باری آئی — آپ ہیں ہادی دیں راہ دکھانے والے
مسند آرائے خلافت ہیں جناب ادریس — جیتے جی خلد میں دنیا سے وہ جانے والے
حضرتِ نوح جنھیں آدمِ ثانی کہیے — دیدۂ تر سے ہیں طوفان اٹھانے والے
حضرتِ ہود سرِ بزمِ ہدایت آئے — عاد کی قوم کو دنیا سے مٹانے والے

اپنا ناقہ لئے آتے ہیں جنابِ صالح
شانِ معبود ثمودوں کو دکھانے والے

جلوہ فرما ہیں براہیم خلیلِ اعظم
چار سو نہریں نبوت کی بہانے والے

سوئے مکہ وہ لئے آتے ہیں نہرِ اول
دوسری نہر سے ہیں شام بسانے والے

قبلۂ دیں ہیں یہی کعبۂ ایماں ہیں یہی
کعبہ اور بیتِ مقدس کے بنانے والے

حضرتِ لوط بھی ہیں جلوہ نمائے خالق
قوم کمبخت کے تختے کو لوٹانے والے

اب ذبیح اللہ چلے آتے ہیں سوئے کعبہ
نقشِ پا سے چہ زمزم کے دکھانے والے

سوئے کنعاں چلے آتے ہیں جنابِ اسحٰق
مصر اور شام کو اک نور بنانے والے

جلوہ فرمائے نبوت ہیں جنابِ یعقوب
راہِ معبودِ خلائق کو دکھانے والے

چہرہ افروزِ جہاں ہے وہ جمالِ یوسف
خواب و بیداری میں اعجاز دکھانے والے

حضرتِ یونسِ ذوالنون ہیں جلوہ افروز
بطنِ ماہی سے نجات آپ ہیں پانے والے

آئے کس شان سے یہ دیکھو جنابِ ایوب
صبر اور شکر کے وہ جلوے دکھانے والے

شہرِ مدین میں شعیبِ بشہ والا آئے
قوم کو قہرِ خدا سے وہ ڈرانے والے

جلوہ افروزِ رسالت ہیں جنابِ موسیٰ
شانِ بیرنگئ و نیرنگ دکھانے والے

اللہ اللہ رسولوں میں وہ افضل مرسل
ہستئ فرعون کی دریا سے مٹانے والے

آئے ہیں ہاتھ میں توریت مقدس لیکر
مشعلِ نور سے وہ راہ دکھانے والے

ساتھ بھائی ہیں وہ ہارون مشیرِ اعظم
قوم کو رستہ ہدایت کا دکھانے والے

حضرتِ یوشع و کالوت ہیں جلوہ افروز
اور حزقیل بھی مُردوں کو جلانے والے

آئے الیاس بھی اور حنظلہ حضرت شمعیل
قوم گم گشتہ کو پھر راہ پہ لانے والے

لحنِ داؤدی سے آتے ہیں جنابِ داؤد
نغمہ توحید کا عالم کو سنانے والے

جلوہ افروز نبوت ہیں سلیمان ذی جاہ　　تخت شاہی کو ہوا پر ہی اُڑانے والے
اب وہ آتے ہیں عُزیرِ شہ والا دیکھو　　زندگانی نئی مُردوں کو دلانے والے
وہ زکریا سرِ محراب عبادت آئے　　بیٹا یحییٰ سا جو خالق سے ہیں پانے والے
اب فلسطین ہیں جرجیس ہیں رونق افروز　　اور شمعون بھی شجاعت کے دکھانے والے
اللہ اللہ وہ آئے ہیں جناب عیسیٰ　　لب جاں بخش سے مُردوں کو جلانے والے
ہمکو فرماتا ہے یہ نحنُ نقصُّ اے دل　　آئے کثرت سے نبی راہ دکھانے والے

ہیں رسول اور نبی خاص خدا کے پیارے
ہو سلام انپہ کہ مولا ہیں ہمارے سارے

شام کی نہر نبوت بنی رحمت کیسی　　چپے چپے پہ نظر آتی ہے جنت کیسی
تختے تختے پہ ہے گلزار نبوت شاداب　　کوچے کوچے پہ درخشاں ہے ہدایت کیسی
نہرِ مکہ ہیں نہ پھر بعد میں آیا پانی　　کچھ نہ پوچھو کہ یہاں کی ہوئی حالت کیسی
پھول مرجھا گئے اور بنگئے خاکِ حسرت　　جانشیں ہو گئی کانٹوں کی جماعت کیسی
ہائے کیا ہو گئے حیوان یہاں کے انسان　　ہو گئے سخت بہائم یہ ہے وحشت کیسی
شرم آتی ہے بیاں کیجئے ان کی حالت　　کتنے معبود ہیں اور اُنکی ہے طاعت کیسی
سمجھے جاتے ہیں خدا لات و منات و عُزّےٰ　　اور کواکب ہیں خدائی کی ہے طاقت کیسی
اپنے اپنے ہیں خدا اسپہ جدا ہیں گھر گھر　　ہائے کثرت سے مبدل ہوئی وحدت کیسی
بیتِ اللہ کو دیکھو بنا بیت الاصنام　　گھر ہیں اللہ کے بتوں کی ہے حکومت کیسی
خطبہ حسب و نسب انکا وظیفہ ٹھہرا　　یہ مباہات کے بندے ہیں عبادت کیسی
کُشت و خوں رنج و عداوت میں سمجھتے کب ہیں　　رحم کیسا ہے کرم کیا ہے عنایت کیسی

بیسیوں عورتیں اک مرد سے یہ ہو حالت
اور پھر اسپہ طلاقوں کی ہے کثرت کیسی

باپ کی بیوہ پہ رکھتا ہے تصرف بیٹا
شرم کہتے ہیں کسے ہوتی ہے غیرت کیسی

ترکے سے بیوہ ہے مایوس تو دختر محروم
مال منقولہ ہیں یہ ان کو وراثت کیسی

یہ تعجب سے ہوئی شام کی حالت ابتر
موسوی عیسوی رکھتے ہیں عداوت کیسی

حضرتِ عیسیٰ کے منکر ہوئے موسیٰ والے
دشمن دیں ہیں مسیحا یہ رسالت کیسی

ہاں عُزیر انکا ہے بے شبہ خدا کا بیٹا
ذو ولد جب ہوا اللہ رہی وحدت کیسی

اُمت حضرت عیسیٰ کی نہ حالت پوچھو
ہو گئے قائل تثلیث یہ وحدت کیسی

حضرت عیسیٰ کو سمجھے ہیں خدا کا بیٹا
اُنکا ایمان ہے یہ اس میں ندامت کیسی

بدلی جاتی ہیں خدا کی وہ کتابیں ہے ہے
اپنے مطلب سے ہے تحریفِ کتابت کیسی

ہاں عجم کی تو سرے ہی سے تھی حالت ابتر
خالقِ خیر کوئی شر کی ہے خلقت کیسی

اہرمن اور ہے یزداں کی مساوی طاقت
دو تو طاقت نہیں اللہ سے طاقت کیسی

ہند والوں کی تو حالت کا بیاں ہی کیا ہے
حد سے بڑھکر ہیں خدا اُنکے تو کثرت کیسی

دنیا بپھری ہے سنے گی یہ کسی کی کیونکر
عقل حیراں ہے کہ یہ بگڑی بنیگی کیونکر

یک بیک ظلمت عالم کا مٹانے والا
کوہ فاراں سے اُٹھا نور دکھانیوالا

سکہ وحدت کا زمانے میں جمانیوالا
کثرت و تثنیہ تثلیث مٹانے والا

وہ اُخوت کا عجب رنگ جمانے والا
اپنے بیگانوں کو بس ایک بنانیوالا

کیا انداز ہے اللہ رے کیسی رفتار
حکم خالق سے قدم رکھ کے اُٹھانیوالا

بنکے ماں باپ یتیموں کا وہ آیا والی
ناتوانوں کو مصیبت سے بچانیوالا

اُطلبُوا العِلم کا وہ حکم سنانا آیا | ظلمتِ جہل کو عالم سے مٹانے والا
مومنوں کے لیے وہ مژدۂ جنت لایا | نارِ دوزخ سے وہ منکر کو ڈرانے والا
ایک عالم ہے کہ دلدادۂ کثرت ہی یہاں | ایک تو واحد کو ہی ایک بتانے والا
اب تو پتھر کے ہیں سب لات و منات و عزیٰ | شانِ وحدت یہ دکھاتا ہی دکھانیوالا
فکر یہ ہی کہ کسی طرح سے رحمت ہوجائے | حکم سبحین کی تعبیر بتانے والا
فتح مکے یہ وہ اللہ رے شانِ رحمت | حکمِ رحمت سرِ منبر ہے سنانے والا
سیر ہو کر کبھی کھاتا نہیں اللہ اللہ | فقر فخری کا وہ ارشاد سنانے والا
فرض ہیں آپ پہ امت پہ نوافل جو ہیں | اک بتاتا ہے وہ سو کر کے دکھانیوالا
اسکا ہر فعل ہے اک شانِ خدا کا مظہر | اپنے ہر قول میں اعجاز دکھانیوالا
حکم دیتا ہے کہ ہمسائے کو بھائی سمجھو | یہ رحیمی ہے کہ ہے رحم سکھانے والا
کیا مکمل کئے دیتا ہے وہ بابِ توریث | لڑکیوں بیویوں کو بھی حصہ دلانے والا
حکم دیتا ہے زباں پر جو ہو دل میں وہ ہو | شرطِ ایمان میں ہے یہ قید لگانے والا
اسکی تعلیم کا اتنا سا خلاصہ سمجھو | یہ بتاتا ہے ہمیں حکم سنانے والا
ایک خالق ہی جو ہے قادر و حی و قیوم | لا شریک لہٗ اور سب کا بنانے والا
وہی رازق ہی وہی رب ہے وہی ہی مالک | مارنے والا ہے وہ اور جلانے والا
عالم الغیب ہے اور راز سے دل کے واقف | مالک الملک ہے اور حکم چلانے والا
اُسکی قدرت میں نہیں دخل کسی کو ہرگز | خود مٹا دیتا ہے جب چاہے بنانیوالا
ارحم الراحمیں ہے اور قہار و جبار | خالقِ خلد ہے دوزخ کا بنانے والا
غایتِ خلقتِ مخلوق ہی طاعت کرنی | بندہ طاعت میں رہے سر کو جھکانیوالا

جس نے یہ جانا کہ ہے کون خدا کو جانا
عارفِ حق جو ہے منزل کو ہی پانے والا

وہی بندہ ہے جو مالک کی رضا میں ہر دم
سرِ تسلیم رہے اپنا جھکانے والا

عدل اور رحم و وفا صدق و صفا سے ہر دم
خود چلے راہ پہ اوروں کو چلانے والا

وہ غریبوں کو یتیموں کو سنبھالے ہر دم
دردِ ہمدردی سے آنسو ہو بہانے والا

جو اوامر ہوں بجا لائے بہ طیبِ خاطر
حکم نہی سے ہو وہ دل کو بچانے والا

یہ توکل ہے کہ خالق پہ بھروسہ رکھ کر
زورِ بازو کو ہو وہ کام میں لانے والا

بالیقین جانے سزا اور جزا کو دل سے
داورِ حشر ہے محشر میں بلانے والا

دیدے جنت جو خطادار کو یہ ہے رحمت
عدل فرمائے تو دوزخ میں ہی جانے والا

ذاتِ اقدس پہ درود اور سلام باری
ہے عجب شان زباں پر ہے کلام باری

جلوہ افروز ہے وہ نورِ درخشاں دیکھو
ہادیٔ کون و مکاں سرورِ ذیشاں دیکھو

آپ کا قلب منور ہے کہ اللہ اللہ
صورت و دل کو بنا دیتا ہے یکساں دیکھو

جان و دل باد فدایش کہ عجب ہے ہادی
حشر تک اسکی ہدایت کا یہ ساماں دیکھو

علم اور دل سے عمل اس پہ ہو یہ ہے تعلیم
کیا سکھاتے ہیں ہمیں سرورِ ذیشاں دیکھو

پرتو افگن ہے وہ خورشیدِ رسالت ایسا
جسکے ہر ذرے کو اب نیرِ رخشاں دیکھو

اللہ اللہ وہ اصحابِ جناب والا
کیا مسلمان ہیں یہ صاحبِ ایماں دیکھو

جلوہ فرمائے خلافت ہیں جناب صدیق
پھر عمر کا ذرا اسلام پہ احساں دیکھو

صاحبِ شرم و حیا جامعِ قرآں عثماں
صاحبِ علم و عمل حیدرِ ذیشاں دیکھو

لختِ دل آپکے سبطین سے عالی گوہر
اہل بیت آپکے ہیں گوہرِ رخشاں دیکھو

وہ انس اور وہ حسان و جبیر عالی — بو ہریرہ و حصاد اور وہ ثعبان دیکھو
وہ سعید ابن مسیب اور وہ عباد ابن بشیر — بن حسن بن عمر و حضرت سلماں دیکھو
صاحب علم حدیث ابن مبارک ذیشاں — ثوری سفیان سے اور مالک ذیشاں دیکھو
ترمذی اور بخاری و امام مسلم — شافعی حنبلی و خود حضرت نعماں دیکھو
صاحبین اور وہ ذی علم امام رازی — جعفر و نووی و اسحٰق سے ذیشاں دیکھو
بدر دیں عینی و برہان و ہدایہ والے — ابن سارقہ و بن قیم ذیشاں دیکھو
صاحب علم طریقت وہ غزالی ذیجاہ — سعدی و جامی و رومی سے سخنداں دیکھو
دور آخر کے وہ عبدالحق شاہ دہلی — شاہ ولی اللہ رفیع اللہ سے ذیشاں دیکھو
وہ عزیز اور وہ عبدالحق والا گوہر — وہ رضا اور وہ عبداللہ سے ذیشاں دیکھو
قلب عالی سا کوئی قلب ہو ممکن کب ہے — اور منظور ہے تم قلب میں ایماں دیکھو
قلب کے واسطے تعلیم ہے دل کی لازم — شہ کی تعلیم ہے کیا عقل ہے حیراں دیکھو
مشرق نور کیا سینہ و قلب صدیق — مطلع نور دل حیدر ذیشاں دیکھو
وہ کھلے پھول کہ مہکا دیا عالم سارا — حضرت حیدر والا کا گلستاں دیکھو

سلسلہ عالیہ چشتیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

وہ حسن بصری ذی رتبہ وہ عبدالواحد — وہ فضیل اور وہ بن ادہم سلطاں دیکھو
وہ حذیفہ و ہبیرہ شہ عالی ممشاد — ابی اسحٰق و ابی احمد ذیشاں دیکھو
وہ محمد شہ دیں یوسف و مودود میاں — وہ شریف اور وہ عثماں شہ دوراں دیکھو
وہ معین شہ دیں صاحب تخت اجمیر — والئے ہند ہیں کیا مہر درخشاں دیکھو
قطب دیں خواجہ فرید اور نظام صابر — وہ نصیر اور کمال شہ عرفاں دیکھو

شاہ محمود و جمال جہاں آرا کا جمال | وہ حسن اور محمد شہ خوباں دیکھو
حضرت یحییٰ جو ہیں محی طریق عالی | وہ کلیم اللہ کہ ہیں سرور دوراں دیکھو
وہ نظام شہ دیں اور وہ فخر عالم | حضرت نور محمد مہ رخشاں دیکھو
مالک تخت تصوف وہ سلیماں ذیجاہ | وہ الٰہ بخش شہ خوبی خوباں دیکھو
حضرت موسیٰ کہ ہیں حافظ دین قرآں | دل و جان باد فدا حامد ذیشاں دیکھو

سلسلہ عالیہ سُہروردی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

سلسلہ ثانی کے بھی دیکھئے روشن تارے | وہ شقیق بلخی حاتم ذیشاں دیکھو
بوتراب ابن عمر حضرت جعفر اکبر | وہ عبید اللہ و عباس سے ذیشاں دیکھو
وہ اخی اور محمد وہ وجیہہ عالی | وہ شہاب شہ دیں سعدی دوراں دیکھو

سلسلہ عالیہ حضرات عالی قادریہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

سلسلہ عالیہ ثالث کے بھی والا گوہر | عابدین باقر و خود جعفر ذیشاں دیکھو
موسیٰ کاظم سے امام شہ دیں کی آمد | وہ علی موسیٰ رضا صاحب عرفاں دیکھو
وہ شہ کرخی و سقطی و جنید عالی | شبلی و واحد یمنی سے وہ ذیشاں دیکھو
بوالفرح بوالحسن و شاہ سعید والا | غوث اعظم شہ دیں سرور دوراں دیکھو
بعد انکے جو ہوئے گوہر درج خوبی | ہو سلام انپہ کہ ہیں نیر رخشاں دیکھو

راضی ہو انسے خدا دیں کے ہیں روشن تارے
انپہ ہو رحمت حق مولا ہیں اپنے سارے

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

سرور ہر دو جہاں رحمت رحماں یہ ہیں | جسم شیدا ہی جہاں دیکھئے جاناں یہ ہیں

قلب صدیق کے کیا نور درخشاں یہ ہیں
حضرت سلمان کو دیکھو کہ مسلماں یہ ہیں

دیکھئے دیکھئے قاسم سے چمکتے اختر
جعفر والا نسب مہر درخشاں یہ ہیں

بایزید شہ عرفاں کی ہے آمد آمد
بوالحسن کہتے ہیں جنکو شہ ذیشاں یہ ہیں

بوعلی مرد خدا عارف کامل آئے
یوسف ثانی شہ خوبی و خوباں یہ ہیں

عبد خالق ہوئے کس شان سے جلوہ افروز
حضرت عارف والا شہ ذیشاں یہ ہیں

خواجہ محمود کہ سرتاج ولایت ہیں یہی
ہاں عزیزان علی سرور دوراں یہ ہیں

بابا سماسی چلے آئے ہیں اللہ اللہ
کہتے ہیں جنکو امیر آج وہ سلطاں یہ ہیں

نقشبند شہ والا کی ہے آمد آمد
منتظر جنکا زمانہ ہے وہ ذیشاں یہ ہیں

عطر بیز جہاں عطار چلے آتے ہیں
گل خوبی ہی نہیں رشک گلستاں یہ ہیں

دیکھو یعقوب مکرم ہوئے جلوہ افروز
جنکو کہتے ہیں عبید اللہ وہ سلطاں یہ ہیں

یہ وہ زاہد ہیں کہ ہے ان سے زمانہ زاہد
آج درویش محمد شہ ذیشاں یہ ہیں

حضرت مقتدیٰ ہیں جلوہ فزائے عالم
باقی باللہ کو لئے آئے ہیں سلطاں یہ ہیں

احمد والا مجدد کی ہے آمد آمد
آج قیوم زماں حافظ قرآں یہ ہیں

جلوہ آرائے جہاں آج ہیں حضرت معصوم
حجت اللہ شہ دیں صاحب برہاں یہ ہیں

فرش رہ دیدہ و دل آئے زبیر والا
قطب دیں قطب جہاں صاحب ایماں یہ ہیں

وہ جمال جہاں آرا ہوا جلوہ افگن
دم جاں بخش لئے عیسیٰ دوراں یہ ہیں

فیض اللہ بھی کیا فیض خدا ہیں اللہ
دیکھئے نور محمد کو کہ رخشاں یہ ہیں

جان من باد فدا آتے ہیں دیکھو دیکھو
قبلہ و کعبہ فقیر و شہ عرفاں یہ ہیں

جن سے ظاہر ہوا اسلام کا سچا نقشہ
وہ مسلمان ہیں یہ صاحب ایماں یہ ہیں

جس نے کھولا ہے کہ ہوتی ہے طریقت ایسی | سالکِ راہ خدا صاحبِ عرفاں یہ ہیں
جن کے دریائے کرم سے ہوا عالم سیراب | مصدرِ فیض و عطا منبعِ احساں یہ ہیں

انکا ہے ایک ہی مستقبل و حال و ماضی
راضی اللہ سے یہ انسے ہے اللہ راضی

ہے تصور میں مرے دیکھئے کیا دربار | جلوہ گر تختِ نبوت پہ ہے اپنے سرکار
خدمتِ والا میں حاضر ہیں وہ پیارے اصحاب | عالمِ علم بھی حاضر ہیں حضورِ دربار
چرخِ صدیق و علی کے ہیں ستارے حاضر | دل نچھاور کے لئے لائے ہیں پیش سرکار
بر سرِ رحل وہ قرآن مقدس آیا | بہر تعظیم اُٹھے دیکھ کے اہلِ دربار
خادمِ صُحف حدیثوں کی جماعت ہمراہ | اُنکی خدمت کو لئے علمِ فقہ کی ہے قطار
منطق و فلسفہ اور علمِ کلام و معنی | جھاڑتے آتے ہیں اُس علم کا یہ گرد و غبار
جوق در جوق چلی آتی ہے اُمت شہ کی | اس قدر آئے کہ پُر ہو گیا سارا دربار
اتنے میں خوبیاں کُل حاضر والا ہو کر | یوں کمر بستہ کھڑی ہو گئیں جیسے دیوار
سر جھکائے ہوئے بیٹھی ہے جماعت ساری | کوئی ایما نہ اشارا نہ زباں سے گفتار
جلوہ فرمائے نبوت کی نگاہیں ہر دم | پڑتی ہر ایک پہ رحمت سے ہیں کیا کیا ہر بار
پھر یہ ارشاد ہوا اے میری پیاری اُمت | عرض کرنی ہو کسی کو تو کرے وہ اظہار
ایک بوڑھے نے یہ کی عرض ادب سے جھک کر | میرے ماں باپ ہوں سب جان سے بولا یہ نثار
ہند میں رہتا ہے یہ آپکا بوڑھا خادم | شکر صد شکر ملا شاہ کا اسکو دربار
کیا کہوں ہند میں اسلام کی حالت کیا ہے | مٹتے جاتے ہیں جہاں دین کے طور و اطوار
عالمِ دیں کی بھی سُنتا نہیں ہرگز کوئی | علمِ دیں کی طرف آتے نہیں اصلاً زنہار

اسپہ یہ طرہ سمجھتے ہیں کہ عالم ہم ہیں
ہائے ایسے ہیں عجب جہل مرکب یہ سوار

مغربی فلسفے نے رنگ جمایا ایسا
جسکو دیکھو نظر آتا ہے اسی کا وہ شکار

بھائی کو بھائی سے اُلفت نہ محبت کچھ ہے
پھوٹ اتنی ہے کہ اب ہنستے ہیں اُنپر اغیار

جاہلوں کا تو عبث شکوہ ہے کرنا مذکور
شرم آتی ہے کہ دربار میں ایسا اظہار

ان کو حیوان ہی کہدینا بجا ہے مولا
کیا خطا انکی ہے جب بگڑے ہیں انکے سردار

اللہ اللہ کئے جاتے ہیں خلوت والے
بیٹھے ہیں تھامے ہوئے ہاتھوں سے اپنی دستار

گو یہ گستاخی ہے لیکن ہے شکایت اتنی
عُلما جانتے دنیا کی ہے کیسی رفتار

صُلحا کے لئے بے شبہ ہے خلوت اچھی
ہاں ضرورت میں چمک جائے وہ روحی تلوار

میری اس درد کا درمان ہے تیرا ارشاد
ہم ہیں مجبور تو مولا ہے ہمارا مختار

سُنکے فرمایا کہ گو جانتے ہم ہیں تمکو
یہ مناسب ہے کہ تم خود کرو اپنا اظہار

کیوں ضعیف ایسے ہوئے نام تمہارا کیا ہے
کس طرح جائیگا اچھا یہ تمھارا آزار

عرض کی آپ پہ قربان ہوں مولا میرے
میں وہی تو ترا اسلام ہوں پیارے سرکار

ہند والوں کے تغافل سے ہوا ہوں بوڑھا
چارۂ درد مرا آج ہے روحی تلوار

روحی تلوار سے یہ میری غرض ہے مولا
اہل دل کوئی ملے ایسا کہ وہ ہو تلوار

برقِ روحی کا ہو اعجاز دکھانے والا
نیچی نظروں کے کرشموں سے ہو صیاد شکار

وہ جمالِ جہاں آرا ہو کہ یوسف کہیے
ہاں شباب اُلٹے مرا دیکھوں جو اسکو اکبار

خوبیاں ایسی ہوں نائب ترا کہنا زیبا
خُلق ایسا ہو کہ فردوس کا گویا گلزار

تیرے قرآن مقدس کا بھی حافظ وہ ہو
علم دیں ایسا ہو کہیے جسے بحر ذخار

قلب وہ ہو کہ ہو صدیق و علی کا نقشا
جسپہ سایا پڑے ہو جائے وہ نور الانوار

گو ہو محمود غلاموں کا ہوا پنے عاشق
ہر غلام اپنے کو سمجھے وہ ایاز دلدار

عرف میرا بھی ہو پھر شیخ طریقت مشہور
اسکی بازو کی ہیں قوت بنوں وہ ہو تلوار

یہ عنایت ہو تو پھر دیکھئے جو ہر میرے
نوجوان تیرے مسلمان ہوں کیسے تیار

دہر یہ جسکو کہیں صوفی صافی وہ ہو
برق روحی کی چلائی وہ جہاں میں تلوار

دیدے دیدے مرے مولا مجھے اچھا دیدے
فی الحقیقت ترا نائب جو ہو ایسا دیدے

طبع رنگین وہ دکھا آج تو اپنی جدت
رہے گلکارئ مضموں میں بھی سادہ رنگت

آج یہ اپنے تصور کا دکھادے نقشہ
حرف والفاظ میں ہو معنئ دل کی صورت

عرض جب کر چکا دربار میں بوڑھا اسلام
شہ نے صدیق سے فرمایا کہ کیجئے ہمت

سر تسلیم جھکا کر شہ والا صدیق
بولے آ پیارے فقیر آج ہے تجھ پر رحمت

اپنے سینے کا ذرا آج دکھادے پرتو
پیش کر سامنے گر ہو کوئی اچھی صورت

سنکے ارشاد فقیر شہ عالی بولے
ایک یہ پھول ہے میرا اسے کیجئے جنت

عرض صدیق نے کی روحی فداک مولا
ابر رحمت سے بنے تیرے یہ بحر رحمت

کر کے منظور شہ دیں نے بلایا آگے
پھر دعا آپ نے کی اے مرے رب العزت

اپنے اس بندے کو وہ نور بنادے مولا
اسکی صورت سے اڑے ہند کی ساری ظلمت

قلب صدیق کا دے علم علی کا اس کو
میری تاثیر زباں اور حسن کی صورت

خوبیاں روز ازل سے جو ملی ہیں مجھکو
انکی اک نقل ملے اسکو بحسن صورت

کہے لبیک اجابت وہ دعا ہو اس کی
سیرت قلب بدل دے وہ ہو اسکی صورت

اسکو جو دیکھے اسے یاد خدا کی آئے
قلب ذاکر کو ہو دیدار سے اس کے فرحت

سارے عالم کو دکھا دے کہ ہے یہ خُلق عظیم — اسکی عادت ہی کی دلدادہ ہو ساری خلقت
تیرا عاشق رہے دلدادۂ و شیدا میرا — تیرا یہ بندۂ ذاکر رہے میری اُمت
تیرے قرآنِ مقدس کا یہ حافظ ہو کر — تیرے اسلام کی ہر دم کرے یارب خدمت
اس کو ہو نام و نمود اپنی نہ ہرگز منظور — تری طاعت کا یہ لے خلق سے عہد طاعت
یہ وہ خادم رہے مخدوم زمانہ ہو کر — خدمت دیں ہی کو دن رات یہ سمجھے عزت
سعی مشکور رہو الطاف سے تیرے اسکی — تیرے اکرام سے ہر دم کرے دیں کی خدمت
سب سے پیارا مری اُمت کو یہ جانے ہر دم — مری اُمت ہی سے ہر دم رہے اسکو اُلفت
ذاکر و شاکر و صابر رہے ہر دم مولا — تری تسلیم و رضا اس کی ہو گویا عادت
پھر یہ فرمایا دُعا دیکے مبارک تجھکو — جس قدر ہو سکے اسلام کی کرنا خدمت
فضل خالق ترے ہر حال میں شامل ہوگا — ایک عالم ترے ہاتھوں پہ کریگا بیعت
پھونکنا قالب اسلام میں ایسی اک رُوح — جس سے آجائے جوانی سے بھی بڑھکر قوت
جا چمک ہند میں سادات کے روشن تارے — صورت ہند بنا جا کے تو مہر طلعت
عمر میں پیر ہو تو بخت جواں ہو تیرا — ترا حامی ہو خدا میں رہوں میری عترت
اہل دربار نے یہ سُن کے جُھکا کر سر کو — یہ ادب سے کہا مولا ہو خدا کی رحمت
رحمت حق ہے تری ذات مقدس بیشک — تا قیامت تری بڑھتی رہے ہر دم اُمت

بولا اسلام کہ آ پیارے مدد کر میری
میں بھی سو جان سے امداد کروں گا تیری

یک بہ یک رنگ زمانے کا یہ پلٹا کیسا — اے صدی چودھویں تیرا ہے یہ نقشا کیسا
چشم بد دور جواں ہو گیا کیسا اسلام — قد رعنا یہ ہے اب وہ رُخِ زیبا کیسا

کل جو تھے دہریہ وہ آج ہیں شیخ الاسلام
جوش پر دیکھو ہدایت کا ہے دریا کیسا

ایم اے اور بی اے ہیں اللہ و محمد والے
صوفی گر آج انہیں کہنا ہے زیبا کیسا

چار سو دیکھنا ہے نام خدا کا نقشا
ذکر اللہ کا گھر گھر ہوا چرچا کیسا

دل کی خواہش ہے وہ خورشید ہدایت دیکھیں
جسکے ہر ذرے میں ہے مہر کا نقشا کیسا

گرچہ معلوم نہیں مشرق مہر الاسلام
ہاں نظر آتا ہے اک دور سے جلوہ کیسا

اُس طرف کو جو چلے جاتے ہیں پہنچے لاہور
مسجد شاہی سے تھا نور چمکتا کیسا

سر جھکائے ہوئے مسجد میں جماعت دیکھی
پیشوا انکا ہے اک گوہر یکتا کیسا

اسکے چپ رہنے میں سو رنگ بیاں ہیں کیسے
اسکی گفتار میں سو قلب کا نقشا کیسا

سر بلندی کا نشاں سر کا جھکانا اُس کا
خاکساری میں ہے یہ رتبہ اعلیٰ کیسا

سینۂ صاف ہے آئینہ دل کی صورت
کہ نظر آتا ہے باطن کا یہ نقشا کیسا

قد آدم ہے یہ آئینہ سراپا اُس کا
عکس باطن کا ہے ظاہر میں یہ نقشا کیسا

اُسکی دزدیدہ نگاہیں ہیں کہ برق ایمن
ہوش کھو دینے میں انسان کے وقفہ کیسا

شہسوار ایسا کہ ہر مرکب دل پر ہے سوار
زین کیا کیسی رکابیں ہیں دہانا کیسا

میاں میں اسکی غضب کی کوئی روحی تلوار
پردے پردے ہی میں دیجاتی ہے چرکا کیسا

تاب نظارہ نہیں دیکھے چہرہ کیونکر
کیا بیاں کیجیے ہے آپ کا نقشا کیسا

صورت والا کو آئینہ سیرت کہیے
صورت قال میں ہے حال کا نقشا کیسا

روح عالم پہ ہے بیٹھا ہوا اس کا سکہ
دل عالم پہ ہے اللہ رے قبضا کیسا

خوشہ چیں جسکا ہے فردوس وہ خُلق اعلیٰ
خُلق حضرت کا دکھا دیتا ہے نقشا کیسا

قلب خمخانہ وحدت ہے تو آنکھیں ساغر
اسکے میخانے میں مستوں کا ہے جلسا کیسا

یوسفِ مصری کی آمد ہے کہ جلوہ اُس کا
مجھکو بیہوش کیا ہوش کا رہنا کیسا

بعد مدت کے ذرا ہوش جو آیا دیکھا
کچھ سے کچھ ہوگیا میں بدلا ہے نقشا کیسا

سینہ موجود ہے گو دل نہیں ملتا اُس میں
کہتا ہوں دل مرا جاتا رہا ایسا کیسا

کبھی کہتا تھا کہ اچھا ہوا سستا چھوٹا
تنگ کرتا تھا مجھے وہ دل شیدا کیسا

کبھی کہتا تھا کہ یہ خواب تھا یوسف وہ تھی
کبھی کہتا تھا کہ یہ خواب زلیخا کیسا

کبھی کہتا تھا کہ اب ڈھونڈیئے دلبر اپنا
کبھی کہتا تھا کہ دلبر کا ہے ملنا کیسا

کبھی کہتا تھا وفادار وہ ہوگا دلبر
کبھی کہتا تھا وفاداری کا شیوا کیسا

کبھی کہتا تھا کہ پہلو کو کریگا دل یاد
کبھی کہتا تھا کہ دلبر سے یہ چھٹنا کیسا

بیقراری میں زمانہ یہ گذارا ہم نے
ڈھونڈنے سے نہ کہیں پایا دل آرا ہم نے

اک برس بعد مقدر کا ستارا چمکا
دور سے دیکھا کہ اک نور کا تارا چمکا

اسطرف کو چلے جس سمت تھا جلوہ اُسکا
وہ علی پور میں رخشندہ ستارا چمکا

ایک مجلس میں ہم دیکھے وہ اللہ والے
اور پھر صدر میں اللہ کا پیارا چمکا

وہی مولا تھا کہ لاہور میں دیکھا تھا جسے
جسنے وہ جلوہ دکھایا تھا دوبارا چمکا

مسند آرائے تصوف ہوا مولا اپنا
نازاے بخت کہ اب بخت ہمارا چمکا

دیکھ لے دیکھ لے اے طالع یاور میرے
آج رخشندہ گہر راج دولارا چمکا

ایک دل میرا نہیں لاکھوں اُڑائے جس نے
آج وہ دلبر طناز دل آرا چمکا

ناز ہے ناز ہمیں دیکھیں ملائک آکر
آج بالائے زمیں کیسا ستارا چمکا

ماہ و خورشید پڑے ماند جہاں میں جس سے
عقل حیران ہے کہ وہ کیسا ستارا چمکا

چھوڑ کر عالم بالا میں جو سایا آئے
بنکے نائب وُہی پھر سایا دوبارا چمکا

ترے قرباں ہوں اک بار تبسم فرما
پھر وہی آج جمال جہاں آرا چمکا

حالت اُمت مولا تجھے سب ہے معلوم
تیغ روحی کو ذرا آج خدارا چمکا

ہاشمی اور قریشی وہ دکھائے اعجاز
ذوالفقار شہ حیدر کو دوبارا چمکا

خلوتیں چھوڑ کہ خلوت کا زمانہ یہ نہیں
نور جلوت کا جمال جہاں آرا چمکا

ظلمت جہل میں ہے اختر طالع انکا
اپنے الطاف سے تو انکا ستارا چمکا

ماسوا اللہ جو ہی دل میں جلا دے اسکو
آتش شوق کا وہ آج شرارا چمکا

تو نے آزاد کے دل میں جو رکھا ہی شعلہ
پہلے دے اسکو بھڑکنے سے دوبارا چمکا

قلب صدیق کے اعجاز دکھا دے مولا
تیرے قربان ہوں وہ رنگ دوبارا چمکا

سینۂ عاشق خود طور بنا دے مولا
اب جو ظلمت ہیں اُنہیں نور بنا دے مولا

قصیدہ در شان شیخ خود سنہ ۱۹۱۲ء مقام کوٹ کپورا

کرنے دیتی نہیں کچھ دل کو شکایت تیری
شکر سے شکوہ ہی بدل دیتی ہے صورت تیری

خُلد کہتے ہیں جسے وہ تو ہے تیری وصلت
جسکو کہتے ہیں جہنم وہ ہے فرقت تیری

اس نزاکت پہ بھی اللہ رے بار عالم
کہتی کیا ہوگی میری جان نزاکت تیری

تیری سیرت سے بدلجائے نہ کیونکر صورت
جبکہ سیرت کو بدل دیتی ہے صورت تیری

نفس کی یہ ہے حدیث اب کہ ہے تیرا اندر کو
انتقاش اب ہے یہی دل میں ہے صورت تیری

شب کو کہتا ہوں کہ یہ کھل گئے گیسو تیرے
دن کو کہتا ہوں کہ روشن ہوئی صورت تیری

پا بہ زنجیر کیا جاتا ہے مجھ سا آزاد
لطف یہ خوب ہے اچھی ہے عنایت تیری

اُف رے وحشت کہ بیابان بنا ہے محمل
مجنوں لیلےٰ کو بنا دیتی ہے صورت تیری

جان وہ جان ہے جو جان ہے تیری شیدا
دل وہی دل ہے کہ جس دل میں ہے چاہت تیری

جا کے آتی نہیں وہ دولت عالم دیکھی
آ کے جاتی نہیں وہ دیکھی ہے دولت تیری

کون کہتا ہے کہ شب کو نہیں ہوتا خورشید
آئے محفل میں یہاں دیکھے وہ صورت تیری

تجھکو لاکھوں سے محبت مجھے تنہا تجھ سے
اب یہ وحدت مری اچھی ہے کہ کثرت تیری

شب ہے خلوت کیلئے کہتی ہے تیری سیرت
دن ہے جلوت کیلئے کہتی ہے صورت تیری

آج کیوں صبح کو خورشید چمکتا نکلا
اس نے آئینہ میں کیا دیکھ لی صورت تیری

شام اور مشک فشاں ہم کو نہیں ہے باور
دیکھ اے زلف اُڑا لیگئی نکہت تیری

ڈھونڈتی کیا ہیں مرے سینے میں نیچی نظریں
دل تو پہلے ہی اُڑا لیگئی صورت تیری

بھر دئے دامن سائل میں ہوں حضرت محروم
میرے گھر پر بھی کبھی آئیگی دولت تیری

ماہِ انور بھی ترے ساتھ ہے مہر عالم
ذرہ پرور یہ عنایت ہے عنایت تیری

رشک آتا ہے مجھے کوٹ کپورہ تجھ پر
بیکانیری جو تھا حصہ بنا قسمت تیری

مشتری بنکے خود آیا ترے گھر پر یوسف
اوج پر کیا ہے عزیز آج یہ قسمت تیری

کرتا ہوں میں دُرِ شاہوار نچھاور تجھ پر
ملتی ہے یاروں کو دولت یہ بدولت تیری

حشر میں پوچھیں گے کیا لایا ہے جا کر آزاد
چیر کر دل کو دکھا دوں گا محبت تیری

در شان شیخ خود سنہ ۱۹۱۴ء مقام علی پور

بخت بیدار رسانید بہ یارے عجبے — خرقہ پوشے عجبے شاہسوارے عجبے

خوشہ چیں ہم گُل فردوس زبوئے خُلقش — گل بداماں ہمہ عالم زبہارے عجبے

شوق دیدار رساں مژدہ بموسیٰ امروز — جلوہ فرما سرِ بام است نگارے عجبے

اے علی پور ترا مصر کہ کنعاں خوانم — چشم بد دور کہ میداری نگارے عجبے

یوسفے آنکہ کریم ابن کریم ابن کریم — ذی وقارے عجبے والا تبارے عجبے

بہر سود دو جہاں آنکہ دو دستت بکشاد — می شناسم بلے میداری تو یارے عجبے

روح پرور شدی از دستِ فقیر عالی — رحمت حق برو کردست چہ کارے عجبے

بر روان شہ شاہاں کہ کریمش خوانند — لطفِ حق باد کہ پرورد نگارے عجبے

از خیال رُخ رنگین فنگاہش دیدم — مرغزارے عجبے صید و سوارے عجبے

لوحِ دل را چو کنم سادہ زنقشِ عالم — باز بینم درو صد نقش فنگارے عجبے

سالہا حرفے نویسد نہ لبوئے آزاد — دل و جان باد فدا زود نگارے عجبے

چشم بکشا کہ علی پور ہمیں است آزاد
شکر صد شکر رسیدی بہ دیارے عجبے

بموقعہ عُرس حضرت شیخنا و قبلتنا مولٰنا مولوی کریم بخش صاحب قصوری

وصال ۱۰ صفر سنہ ۱۳۲۱ ہجری

میرے اللہ تری عام ہے رحمت کیسی — فضل سے بھیجی ہدایت کو رسالت کیسی

شان رحمت ہی تری شان رسالت کیسی
کار فرمائے نبوت ہے نیابت کیسی

ہرطرف بزم میں طاری ہوئی رقت کیسی
ہم نشیں آج زباں پر ہے حکایت کیسی

آج پستی میں چلی جاتی ہی رفعت کیسی
خاک میں آج دبی جاتی ہی دولت کیسی

آج ڈوبا ہے مقدر کا ستارا کیسا
ہاتھ سے جاتی ہے آئی ہوئی دولت کیسی

سر کو پکڑے ہوئے ارمان ہیں کیسے نالاں
دل کو تھامے ہوئے سر دھنتی ہی حسرت کیسی

آج وہ دن ہے مرے شیخ کریم عالی
جاتے ہیں اپنی چھپائے ہوئی صورت کیسی

کیا بیاں اُس سے کریں جس نے نہ دیکھا اُنکو
کیسی صورت مہِ تاباں کی تھی سیرت کیسی

ذکر اور فکر تھی کیا کیسی رضا و تسلیم
صبر اور شکر تھا کیا اور قناعت کیسی

صلح کُن عام تھا وہ سینہ صافی اُن کا
بغض اور کینہ کہاں رنج و عداوت کیسی

عقل حیراں تھی فرشتے تھی کہ انساں وہ تھے
کیسا پایا تھا مزاج اور طبیعت کیسی

ریل پر آئے تھے پہنچا کے خبر تھی کس کو
فرقت دائمی بنجائیگی رخصت کیسی

نوجواں پیر کہیں جاتے ہیں اتنی جلدی
اس جوانی پہ میرے خضر یہ رحلت کیسی

دل ہے بیتاب کہ دلبر ہوا پنہاں کیسا
آنکھ جو یا ہے چھپی آنکھوں سے صورت کیسی

ہائے اب کس سے یہ پوچھیں کہ مزاج اقدس
کس سے جاکر کہیں ہے آج طبیعت کیسی

فصل گُل میں گل سرسبد کی ٹہنی سوکھی
کیا کہیں اہل چمن کی ہوئی حالت کیسی

بزم میں فرض ہے مجھ پر ترا کرنا مذکور
مجھ پہ رہتی تھی سر بزم عنایت کیسی

خوبی کے سانچے میں ڈھالا تھا خدا نے تجھکو
کیسی نورانی تھی صورت تری سیرت کیسی

اچھی سیرت پہ تری اچھی تھی کیسی صورت
اچھی صورت پہ تری اچھی تھی سیرت کیسی

خُلق وہ تیرا تھا یا تھا گل فردوس کوئی
عطر بیز جہاں رہتی تھی وہ نکہت کیسی

جس نے دیکھی تری صورت ہوا محو حیرت
ترے آئینہ صورت میں تھی حیرت کیسی

کیا مہکتا ہے ترے عرس میں تیرا اخلاق
تیرے پھولوں میں بھی ہے بوئے محبت کیسی

ذکر خالق کا سراپا تھا سراپا تیرا
ترے دیدار سے اڑ جاتی تھی غفلت کیسی

ہمکو معلوم تھا کب رنگ طریقت کیا ہے
ہم سمجھتے تھے کہاں ہوتی ہے بیعت کیسی

کس کو کہتے ہیں شریعت یہ بتایا تونے
تونے سمجھایا کہ ہوتی ہے طریقت کیسی

ہم تغافل سے تھے گم کردۂ راہِ مقصود
خضر بنکر تری آئی تھی ہدایت کیسی

ہے بجا کہنا کہ مخدوم زمانہ تو تھا
تجھ سے دنیا میں ہوئی دین کی خدمت کیسی

ہمنے یہ مانا کہ دُنیا میں ہے آکر جانا
اس جوانی پہ مگر جانے کی عجلت کیسی

دل کے دل ہی میں رہے کیا کہوں کیسے ارماں
جی کی جی ہی میں رہی کیا کہوں حسرت کیسی

اس عنایت پہ مرے ہاتھ کا لینا کیا تھا
اس رفاقت پہ یہ لیجاتی تھی بیعت کیسی

دیکھ آزاد کہ اچھا نہیں حد سے بڑھنا
توبہ کر توبہ کہ ہے لب پہ شکایت کیسی

کسکے صدقے سے ملے تجھکو حضور اعلیٰ
شکر کر شکر کہ ہے تجھپہ عنایت کیسی

ق
عرض کچھ حضرت اعلیٰ سے ہے کرنی تجھکو
اپنے خُدّاموں پہ ہے آپکی رحمت کیسی

آج اتنی سی دعا شیخ کے حق میں ہو جائے
قرب حق میں ہو جگہ آپکی جنت کیسی

دیکھو آزاد کرو ختم یہ نوحہ شہ کا
چھائی جاتی ہے سر بزم یہ رقت کیسی

ایضاً

آج کیا درد سُناتے ہیں سُنانے والے
پیکر غم جو بنے جاتے ہیں آنے والے

کس کا یہ رونا ہے اے ہمکو رُلانے والے — کسکا یہ نوحہ ہے اے نوحہ سُنانے والے

کس کے غم کا لیا یہ دل ہی پہ فوٹو تونے — کسکے غم کی ہے یہ تصویر دکھانے والے

دل ہے پہلو میں ترے یا کہ بھڑکتا شعلہ — آگ یہ کیسی ہے اے جلنے جلانے والے

کسکی فرقت کا ہے یہ صدمہ جانکاہ تجھے — کون تھے جان جہاں جان سی جانیوالے

کیا کسی ملک کے حاکم تھے بتا دے ہمکو — کیا وہ تھے دولت دنیا کے لُٹانیوالے

کیا وہ اسپیچ دیا کرتے تھے لیڈر وہ تھے — کیا وہ تحریر سے تھے دل کے لُبھانے والے

کیا وہ موجد تھے غبارے کی ہوا بازی کی — کیا وہ بجلی کے کرشمے تھے دکھانے والے

کیا وہ بے پر کو ہوا ہی پہ اُڑا دیتے تھے — کیا وہ افلاک کی تھے سیر کرانے والے

کیا طبیب ایسے تھے ثانی نہ ہو جن کا کوئی — کیا وہ چٹکی میں مرض کو تھے اُڑانے والے

بات جو مُنہ سے نکلتی نہیں صورت کیا ہے — ہچکیاں کیوں بندھی ہیں اے رُلانے والے

کیوں جواں پیر یہاں روتے ہیں نقشا کیا ہے — کیا جواں پیر تھے دُنیا سے وہ جانے والے

مطلع ثانی

کیا کہوں کون تھے دُنیا سے وہ جانیوالے — ایسے کم ہونگے کوئی راہ بتانے والے

حشر تک اب نہ ملیں گے ہر گز — وہ جواں خضر ہمیں راہ دکھانے والے

وہ نہ حاکم تھے نہ کچھ ملک سے اُنکو مطلب — ہاں دلوں پر تھے مگر حکم چلانے والے

مرض جسم کا چٹکی میں اُڑانا کیا ہے — مرض روح کے تھے وہ تو اُڑانے والے

دنیا کیا مال ہے اور دولت دنیا کیا ہے — آپ تھے دولت عقبیٰ کے لُٹانے والے

وہ نہ لیڈر تھے نہ تحریر سے اُنکو مطلب — وہ تو دل ہی سے دلوں کے تھے بنانیوالے

یہ غبارہ تھا ہوائی کہ مراقب ہوکر
خود فلک بن تھے ہمیں سیر کرانے والے

بجلی کیا چیز ہے جو کھیل دکھاتے اُسکے
برقِ روحی کے وہ اعجاز دکھانے والے

ہمنشیں پوچھتے کیا ہو مرے دل کی حالت
صدمہ کیا دیگئے دنیا سے وہ جانے والے

آنکھوں میں پھرتی ہے تصویر سراپا اُنکی
پیکرِ حُسن تھے کیا خلد کے جانے والے

کیا غضب ڈھاتی تھیں وہ نیچی نگاہیں اُنکی
کیا ادا والے تھے وہ سر کے جُھکانے والے

سر جُھکائے ہوئے رہتے تھے جو مولا ہر دم
تھا یہ ایما کہ ہیں ہم بار اُٹھانے والے

تمھیں انصاف سے کہدو کہیں دیکھے تم نے
ایسے اخلاق سے انسان بنانے والے

اس جواں مرگ پہ کیوں ہمکو نہ رونا آئے
عمر کیا رکھتے تھے دنیا سے وہ جانے والے

ہم کو زیبا تھا کہ ہم ناز اُٹھاتے اُن کا
نہ ہمارے ہی تھے خود ناز اُٹھانے والے

کس طرح صبر کریں کسطرح تھامیں دل کو
دل کو یوں چھوڑ گئے دل کے بنانے والے

مطلع ثالث

روٹھے جاتے ہیں ہمیں راہ دکھانیوالے
ہاتھ ہر پکڑیں ذرا اللہ منانے والے

عرض سن لے ذرا اے خلد کے جانے والے
بے ٹھکانے نہ رہیں تیرے ٹھکانے والے

بخت خوابیدہ ذرا دیکھ مقدر اپنا
خواب راحت کو چلے تجھکو جگانے والے

آج گم گشتہ و سرگشتہ و حیراں ہم ہیں
خضر دُنیا سے چلے راہ دکھانے والے

دارِ راحت کو چلے دارِ محن سے دیکھو
ہنستے جاتے ہیں وہ خود ہم کو رُلانے والے

ایسے مُشکل سے ہوا کرتے ہیں پیدا انسان
آپ انسان تھے انسان بنانے والے

ایسے اخلاق تو دیکھے نہ سُنے ہیں ہم نے
گُلِ فردوس تھے وہ خلد کے جانے والے

چھپنے والے، ترے گم گشتہ بہت ہیں حیراں
تو کہاں چھپ گیا اے راہ دکھانے والے

شکریہ تیرا ادا ہو نہیں سکتا ہم سے
اے ہمیں حضرت اعلیٰ کے دکھانے والے

جس سے رخشاں تو ہوا نور دکھایا وہ ہمیں
اے ہمیں طور سا اک سینہ دکھانے والے

ق
عرض کچھ حضرت اعلیٰ سے بھی کرنی ہے مجھے
یہ دعا کیجیے دنیا سے وہ جانے والے

رحمت حق سے فزوں روز مراتب پائیں
قرب حق میں وہ مدارج کے ہوں پانے والے

دیکھ آزاد کرو ختم یہ نوحہ اپنا
سخت بیتاب ہوئے جاتے ہیں آنیوالے

ایضاً

ضبط دشوار ہے رونا سر محفل مشکل
اسکا رونا ہے کہ رونا بھی ہے اے دل مشکل

ہو کوئی کام جو مشکل اُسے آساں سمجھیں
اپنی مشکل تو ہے وہ جو نہیں مشکل مشکل

محمل قلب میں ہر ایک کے لیلیٰ موجود
اُٹھنا ہر ایک سے ہے پردۂ محمل مشکل

اچھے وقتوں میں تھے آسانی سے اچھے ملتے
دور ناقص میں تو اب ملتے ہیں کامل مشکل

ہم سے ہوتے ہیں جدا شیخ کریم عالی
جنکا دشوار مشابہ تو مماثل مشکل

خلد میں پہنچی ہے کیا جلد سواری شہ کی
کیسی آسان کٹی کتنی تھی منزل مشکل

اُس کا ثانی نہ ملے گا نہ ملے گا ہرگز
ایسا ذاکر ہو محال ایسا ہو شاغل مشکل

دیکھ اے قیس کہ وہ محمل لیلے اُٹھا
اُسکو آسان ہے اور تجھکو ہے منزل مشکل

علم دنیا سے بنے دیں کا یگانہ دشوار
ڈگری بی۔ اے کی ہو اور ایسا ہو کامل مشکل

نوجوانی میں وہ یوں پیر ہو ممکن کب تھا
پیروں میں پیر جواں ایسا ہو کامل مشکل

شہ کا نوحہ مجھے لکھنا ہے بہت ہی دشوار
نوحہ خوانوں میں جو شہ کی نہوں شامل مشکل

مرے مولا کے مدارج ہوں الٰہی افزوں
اُنکی آساں ہے منزل جو ہو منزل مشکل

تیرے قربان ہوں اے حضرت اعلیٰ میرے
اس طرح اپنا بنانا ہے مماثل مشکل

پھر گیا آنکھوں میں آزاد یہ نقشا کیا
ہو گیا نوحہ سنانا سرِ محفل مشکل

منقبت در شانِ حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ

قتیلِ رنگِ یزدانی محی الدین جیلانی
شہیدِ نازِ سبحانی محی الدین جیلانی

علیمِ علمِ عرفانی محی الدین جیلانی
خبیرِ رازِ پنہانی محی الدین جیلانی

تری وہ شانِ سلطانی کہ ہیں فغفور و خاقانی
ترے درباں کے دربانی محی الدین جیلانی

تری درگاہ شاہانی ترا دربار سلطانی
ترا ایواں ہے کیوانی محی الدین جیلانی

لبِ لعلِ بدخشانی ترا یاقوت رُمانی
لبِ عیسیٰ ہوا ثانی محی الدین جیلانی

بیا اے جاں بمہمانی بمورے چوں سلیمانی
چہ باشد گر شبے مانی محی الدین جیلانی

بموئے زلف پیچانی چو باشد نرخ کنعانی
بگویند سخت ارزانی محی الدین جیلانی

مرادہ پیر ذیشانی وہ خضرِ راہِ ربانی
ترا نائب ہے لاثانی محی الدین جیلانی

تری بزمِ ثنا خوانی سکھاتی ہے سخندانی
بنا آزاد خاقانی محی الدین جیلانی

در منقبت حضور خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی و حضرت سلطان التارکین حمید الدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہما

عجب ہیں دونوہی سلطاں معین الدین حمید الدین
شہ دیں صاحب ایماں معین الدین حمید الدین

نکیوں ہر دو جہاں مہکیں کہ ہیں اخلاق میں دونو
وہ رشکِ خلد یہ بستاں معین الدین حمید الدین

وہ شاہِ شرق اجمیری یہ شاہِ غرب ناگوری
ہیں مثل مہر و مہ رخشاں معین الدین حمید الدین

شریعت میں طریقت میں ولایت میں کرامت میں
وہ عالی شاں ہیں یہ ذیشاں معین الدین حمید الدین

مسلماں کیوں نہ شیدا ہوں کہ ہیں اسلام میں دونو
وہ نور قلب یہ ایماں معین الدین حمید الدین

فروزاں دونو جلوت میں نمایاں دونو خلوت میں
فقیہ و صوفی دوراں معین الدین حمید الدین

جہنم کیوں نہ خالی ہو بسائیں کیوں نہ جنت کو
ہیں دونو بر سر احساں معین الدین حمید الدین

مسیحا کی نہیں حاجت کچھ انکے دردمندوں کو
وہ چارہ ہیں تو یہ درماں معین الدین حمید الدین

کہاں جاؤں کہاں ڈھونڈوں کہاں دیکھوں کہاں پاؤں
عیاں ہیں دونو اور پنہاں معین الدین حمید الدین

معینِ دینِ والا ہو حمید خلق اعلیٰ ہو
نکیوں دل تم پہ ہو قرباں معین الدین حمید الدین

ستاتا ہے دلِ ناداں کہ رکھتا ہے بہت ارماں
خدارا کیجیئے درماں معین الدین حمید الدین

علی پوری مرے مولا عجب رُتبے کے ہیں آقا
تمھارے نائب ذیشاں معین الدین حمید الدین

ثنا آزاد کیا لکھے خدا کے خاص ہیں بندے
یہ دونو سرورِ ذیشاں معین الدین حمید الدین

در منقبت خواجہ حمید الدین ناگوری علیہ الرحمۃ

الٰہی دل ہو دیوانہ حمید الدین صوفی کا
زباں ہو اور افسانہ حمید الدین صوفی کا

بیاں ہوتا ہے افسانہ حمید الدین صوفی کا
تڑپ جائے نہ دیوانہ حمید الدین صوفی کا

عجب ہی منزل صوفی کہ لکھا کلک قدرت نے
درِ جنت پہ کاشانہ حمید الدین صوفی کا

فلک گردش سے باز آئے زمیں چکر میں آجائے
چھلک جائے جو پیمانہ حمید الدین صوفی کا

تعالی اللہ جہاں کی آسیا کو حکم داور ہے
نہ پس جائے کوئی دانہ حمید الدین صوفی کا

مچلتا ہے اچھلتا ہے تڑپتا ہے پھڑکتا ہے
دلِ بیتاب دیوانہ حمید الدین صوفی کا

میں کیا آیا میں کیا لایا میں لاتا بھی تو کیا لاتا
بس اک قول وہ بھی دیوانہ حمید الدین صوفی کا

بہت مرغوب خاطر ہو گیا گر چکھا تھی شہ کو
یہ تھا کھانا امیرانہ حمید الدین صوفی کا

کوئی قطرہ بھی باقی ہے تو اے ساقی دے کافی ہے
رہے گردش میں پیمانہ حمید الدین صوفی کا

حیا کر اے دل ناداں نہ تجھ سے ہو سکا دم بھر
جو تھا معمول روزانہ حمید الدین صوفی کا

کریم الدین سے مولا غلام احمد سے آقا ہیں
کرم ہے یہ کریمانہ حمید الدین صوفی کا

تجھے بڑھنا تو زیبا ہے مگر اے کاکل مشکیں
نہ دکھ جائے کہیں شانہ حمید الدین صوفی کا

علی پوری مرے قبلہ سفارش میری ہو جائے
کہ مل جائے کوئی دانہ حمید الدین صوفی کا

غزل پر تیری اے آزاد جو ہو حکم منظوری
تو بن جائے یہ پروانہ حمید الدین صوفی کا

مرے ہیں قبلۂ ایماں حمید الدین ناگوری
خدا کے بندۂ ذیشاں حمید الدین ناگوری

یہی فخر شریعت ہیں یہی ناز طریقت ہیں
جناب صوفیٔ سلطاں حمید الدین ناگوری

خدا کے جو کہ بندے ہیں وہ کب مرتے ہیں زندہ ہیں
ہیں زندہ صوفیٔ سلطاں حمید الدین ناگوری

تمہاری ذات والا پر تمہارے حال والا پر
لقب صوفی کا ہے نازاں حمید الدین ناگوری

تمہاری ذات پر پیہم تمہارے روضے پر ہر دم
نزول رحمت رحماں حمید الدین ناگوری

نہ ہرگز جائیگی خالی نہ خالی جائیگا ہرگز
دعا تیری مرا داماں حمید الدین ناگوری

ذرا آؤ بتائیں گے ذرا دیکھو دکھائیں گے
فقیر و رشک صد سلطاں حمید الدین ناگوری

توجہ سے تری مولا علی پوری ملے آقا
کرم ہے تیرا اور احساں حمید الدین ناگوری

ترا آزاد غافل ہے نہ ذاکر ہے نہ شاغل ہے
کرم ہو اس پہ اے ذیشاں حمید الدین ناگوری

ایضاً

ترے قربان نبی ایسا ہدایت کے لئے / ایسی رحمت کے لئے ایسی شفاعت کیلئے

جسکا ہر سانس رہے وقف عبادت کیلئے / اُسکی تربت نہ ہو پھر کیوں تری رحمت کیلئے

طوفِ کعبہ کو قدم سجدے کو بخشی ہے جبیں / دیدہ و دل ملے طیبہ کی زیارت کیلئے

یہ سرو ساماں ہے میرا یہ بضاعت میری / معصیت لایا ہوں مولا تری رحمت کیلئے

کیا لگاؤ ہے تری کیسے پریشاں گیسو / تیرے قربان ہوں یہ رنگ شفاعت کیلئے

سب کے سب بحرِ عطا ابر سخا کانِ کرم / کیسے کیسے ترے نائب دیئے اُمت کیلئے

اب کھلا حشر یہ کیوں رکھا ہے اُمت کا حساب / شہ کے الطاف تھے مخصوص قیامت کیلئے

حضرت صوفی یہ کیوں ہو نہ طریقت نازاں / آپکی ذات ہے جب فخر شریعت کے لئے

آپکی ذاتِ مقدس کو بنایا حق نے / شکر و تسلیم و رضا صبر و قناعت کیلئے

آپ کے نام میں ہے ردِ بلا کی تاثیر / تربت والا ہے تعویذ مصیبت کے لئے

ترے دربار سے مُنہ مانگی مرادیں پائیں / تری درگاہ بنی خلق کی قسمت کے لئے

آپ کی یادِ خدا بہرِ خدا تھی ہر دم / ہمنے جب یاد کیا ہے تو ضرورت کیلئے

ذرہ ذرہ تری تربت کا گواہ ہے ابتک / تجھکو خالق نے بنایا تھا ریاضت کیلئے

سائباں کی ترے مرقد کو ضرورت کیا ہے / جبکہ رحمت ہے بنے سایا تری تربت کیلئے

طالب مولا کی نسبت نہ کبھی یہ کہنا / بندگی حضرت زاہد کی ہے جنت کیلئے

عمر بھر دُنیا کو جب سجن ہی سمجھا مولا / اپنی تربت میں مزے آپنے جنت کیلئے

ایک تم آئے ہو خلقت کی سفارش کرنے / ایک ہم آئے ہیں محشر میں ندامت کیلئے

عمر جتنی کٹی میری بڑھی غفلت اُتنی / سہل سا نسخہ عطا ہو کوئی غفلت کیلئے

یہ دعا ہو کہ فزوں فیض ہو اُن کا ہر دم
میرے اُس قبلۂ دیں شاہ جماعت کیلئے

تحفہ درویش کا ہے کیجئے اس کو منظور
پھول جو لایا ہے آزاد یہ تربت کیلئے

سلام

سوزِ غمِ امام میں آہ و فغاں نہیں
ایسا جلا دیا ہے کہ مطلق دھواں نہیں

یہ کب کہا ہے ہمنے کہ مُنہ میں زباں نہیں
ہاں ہاں زباں تو ہے اُسی تاب بیاں نہیں

سر کاٹا جا رہا ہے جناب حسین کا
بیٹھی نہیں زمین گرا آسماں نہیں

مالک یہی زمین پہ دار الاماں کے تھے
روئے زمیں پہ جنکو کہیں اب اماں نہیں

ہے آبروئے کوثر و تسنیم جن کی ذات
حصے میں اُنکے قطرۂ آب رواں نہیں

اس آگ نے جلایا نہ کیا کیا جہان کو
شعلے بھڑک کے پہنچے کہاں سی کہاں نہیں

دُنیا کا ہر نشان تو شہ کا نشان ہے
لیکن مٹانے والوں کا نام و نشاں نہیں

غربت یہ کہہ رہی تھی کہ غربت میں لٹ گئے
کہتی تھی بیکسی کوئی اپنا یہاں نہیں

کیا کر رہا ہے آج اے شمرِ لعین تو
کچھ تجھکو پاس خاطر خیر الزماں نہیں

ہمکو سبق دیا سرِ تسلیم خم کیا
تعلیم ہم کو دی ہے کوئی امتحاں نہیں

وہ شیخ مجھکو مل گئے اب لطف شاہ سے
جس سے زیادہ کوئی مرا مہرباں نہیں

آزاد کیا کہو گے سلامِ جناب پاک
طرزِ بیاں نہیں تمہیں تاب بیاں نہیں

بتقریبِ رونق افروزی حضور حضرت سلطان محمد حبیب الرحمٰن خان بہادر فرمان فرمائے تخت کابل بطریق مہمان بہ ہندوستان حسب خواہش برادر صاحبان قوم لکھا گیا

مرحبا ہند ترے آج جو مہماں آئے
میزباں تجھکو مبارک ترے مہماں آئے
مژدہ اے ہند کہ ہے اوج پہ طالع تیرا
جس قدر ناز کرے ہند ہے زیبا تجھ کو
ہے امیر ابن امیر آج جو ذیشاں ہنٹو،
آج ہیں ہند تری کنکریں لعلِ احمر
غنچۂ دل نہ ہو کیوں ہند شگفتہ تیرا
سرو استادہ چمن میں ہے سلامی کے لئے
جنکا ارمان تھا وہ آئے نکل لے ارمان
عالمِ ہند میں اسلام ہے نازاں کیا کیا
حکم اسلام ہے مسلم کے عمل ہوں ایسے
ہمنے جب چھوڑے تغافل سے شعارِ اسلام
کاش ہو جائیں یہاں کے بھی مسلماں ایسے
جسپہ سو جان سے قربان ہوں لاکھوں انساں

بارک اللہ عجب شان کے سلطاں آئے
منتظر جن کا زمانہ تھا وہ سلطاں آئے
آج اورنگ نشیں بخت سلیماں آئے
ترے ذیشاں کے ذیشان جو مہمان آئے
کیوں امیر ابن امیر اسکے نہ مہماں آئے
ترے مہمان جو خود شاہِ بدخشاں آئے
آج کس رنگ سے یہ رشکِ گلستاں آئے
گلشن ہند میں وہ سروِ خراماں آئے
خارِ حسرت نکل اب وہ گلِ خنداں آئے
حامئ دین متیں حافظ قرآں آئے
غیر مسلم کو بھی اسلام پر ایماں آئے
شرم دلوانے ہمیں دیں کے نگہباں آئے
جیسے کابل کے یہ دیندار مسلماں آئے
اُسکی کیا نظروں میں قربانئے حیواں آئے

ہمنے مانا در کابل سے تو آئے اکثر
یہ بتادے کوئی اس شان سے سلطاں آئے

ایسے تو آئے جنھیں آنے سے روکا ہمنے
جنکو بلوایا ہو وہ کونسے ذیشاں آئے

قیصر ہند کا ہو اور بھی اقبال فزوں
جنکے الطاف سے یہ ہند میں مہماں آئے

شاہ کابل کے لئے شیخ دعا ہو اتنی
ملک و دولت میں نہ اسکے کبھی نقصاں آئے

مری کُل قوم دعا کرتی ہے دل سے آزاد
خیر و خوبی سے یہ پھر ہند میں مہماں آئے

سہرا بہ تقریب شادی صاحبزادگان مولوی حافظ محمد حسین و مولوی حافظ خادم حسین صاحبان صاحبزادگان حضرت قبلہ مولانا مرشدنا حاجی حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب نقشبندی علیپوری مدظلہم العالی

آج کس شان کا ہے فضل خدا کا سہرا
سر پہ نوشاہوں کے احباب دعا کا سہرا

آج نوشاہوں پہ کیونکر نہ ہو اُمت قرباں
نور احمد سے بندھا اصل علی کا سہرا

گوہر صدق و صفا سے نہ بنیں کیوں لڑیاں
شانِ صدیق کا ہے صدق و صفا کا سہرا

پھول ہیں باغ عرب اور عجم کے اس میں
باندھو شہزادو یہ سلماں کی فضا کا سہرا

پیشوا کیوں نہو مقسوم میں ان کی قسمت
شاہ قاسم سے ملا لطف و عطا کا سہرا

اے مہ و مہر ذرا آؤ دکھائیں تم کو
حضرتِ جعفر صادق کی ضیا کا سہرا

اللہ اللہ مرے شہزادوں نے پایا کیسا
بایزید ولی سر تاجِ ولا کا سہرا

دونو شہزادوں پہ کیا آج ہے زیبا دیکھو
بوالحسن بو علی مردانِ خدا کا سہرا

کیوں نہ یہ نوشاہوں کے رخ پر نہ پھبن ایسی
غبد خالق سے بندھا زہد و صفا کا سہرا

آج کیوں حسنِ سعادت نہ ہو قرباں رخ پر
کیا ثنا اسکی ہو کیا اسکی ستایش کیجے
مصر والے بھی خریدار ہیں دل سے اسکے
پھولنا پھلنا مبارک تمھیں سہرے والو
کیوں نہ پھولوں کی مہک میں ہو بقا کی نکہت
کیوں تصوف کی نہ گلکاری سے مہکے ہر وقت
کیوں نہ مہکائیگا یہ بزم طرب کو اے دل
مہِ کنعاں سے نظر آئیں نہ دولہا کیونکر
جسپہ سایا پڑے نوشاہوں کا سلطان وہ ہو
انکے پھولوں میں بسا رنگ طریقت کیا کیا
اس کو جو دیکھے گا درویش محمد ہوگا
بنگیا نور نظر کے لیے ایک حد نظر
اسکے دیدار سے کیوں طے نہ منازل ہونگی
اور سہروں میں یہ کیوں ہو یہ امام اعلےٰ
کیوں جھکائیں سر تسلیم نہ نوشہ اپنے
مصحفِ رخ پہ ہے نوشاہوں کی کیسا روشن
کس کو ملتا سوا نوشاہوں کے اللہ اللہ
تھا یہ نوشوں کے لیے گویا ازل سے محفوظ
شرم دلواتا ہے یہ شمس و قمر کو کیا کیا

خواجہ عارف سے ملا دل کی دعا کا سہرا
شاہ محمود کا ہے شان علا کا سہرا
ہے عزیزان علی کی جو ولا کا سہرا
بابا سماسی نے بخشا ہے دعا کا سہرا
میر صاحب کا ہے یہ رنگ وفا کا سہرا
نقشبند شہ والا کی ضیا کا سہرا
شاہ عطار کے ہے عطر عطا کا سہرا
چشم یعقوب نے بخشا ہے ضیا کا سہرا
عبد اللہ کا ہے لطف و عطا کا سہرا
زہد زاہد سے بنا زہد و صفا کا سہرا
ہے جو درویش محمد کی دعا کا سہرا
حضرت امکنگئی شاہ ہدے نے کا سہرا
باقی باللہ کی ہے سیر بقا کا سہرا
شیخ احمد کا عطیہ ہے عطا کا سہرا
خواجہ معصوم کا ہے شرم و حیا کا سہرا
حجت اللہ کی برہان خدا کا سہرا
اس زبیر شہ والا کی دعا کا سہرا
قطب دین شہ تسلیم و رضا کا سہرا
اس جمال شہ والا کی ضیا کا سہرا

چھوکے سہرے کو بنی باد صبا بھی جاں بخش
دم عیسیٰ ہے جو عیسیٰ کی دعا کا سہرا

سہرے والوں سے نکیوں فیض جہاں کو پہنچے
فیض اللہ کا ہے فضل خدا کا سہرا

پڑھتے ہیں صل علیٰ حور و ملک جن و بشر
نور ہے نور محمد کی ضیا کا سہرا

رنگ لائیگا یہ نوشاہوں کے رخ پر آکر
اس فقیر شہ عرفاں کی دعا کا سہرا

کیوں نہ جھکا دے زمانے کو یہ سر پر بندھکر
ہے جماعت ظلہ علی شاہ ہدے کا سہرا

میرے شہزادو مبارک ہو مبارک تم کو
اس کریم شہ والا کی دعا کا سہرا

اور باقی ہے ابھی ایک کہ لایا آزاد
سر جھکائے ہوئے ہاتھوں میں ثنا کا سہرا

جھومتا باد صبا سے نہیں رخ پر اسکے
وجد میں آیا ہے صوفی صفا کا سہرا

وقت بندھنے کی نکیوں سر کو جھکائیں نوشاہ
باندھا مولا نے ہے تسلیم و رضا کا سہرا

اس صلے میں مری شہزادو سفارش کردو
مرے سر پر بھی بندھے عفو خطا کا سہرا

خوش ہو آزاد کہ قسمت کا ستارا چمکا
سہرا بخشیگا تجھے آج دعا کا سہرا

سہرا بتقریب شادی خانہ عزیز ظہور احمد سلمہٗ صاحبزادہ جناب حافظ سید عطا حسین صاحب وکیل بیکانیر

ہو مبارک تجھے اے آل پیمبر سہرا
آج ہے فضل خدا کا ترے رخ پر سہرا

بہر سنت ہے یہ کب پھولوں کا رخ پر سہرا
بنگیا منہ پہ ترے لطف پیمبر سہرا

کلیاں سہرے کی کھلی ہیں نہ صبا سے ہرگز
نازش بخت سے پھولا ترے رخ پر سہرا

ترا وہ رتبہ ہے اے آل نبیٔ اکرم
آج باندھیگا ترے بخت سکندر سہرا

سر پہ چڑھنے پہ بھی سید کا ادب ہے ملحوظ
چھوتا ہی قدموں کو جھک جھک کے برابر سہرا

نام پیارا ہے ترا جبکہ ظہور احمد
کیوں نہ آ کر ترے رخ پر ہو منور سہرا

برکت و عظمت و انعام و عطا و نصرت
سایہ افگن جو ہوئے بنگیا رخ پر سہرا

تیرا سہرا ہے یہ انعام و عطائے خالق
یہ خدا داد ہے فرخ ترے رخ پر سہرا

بل کی لیتی ہیں جو زلفیں ذرا آئیں دیکھیں
کس طرح دل میں اترتا ہے یہ گز بھر سہرا

عید سنت ہے یہاں جمع ہیں احباب سبھی
ہے بجا پڑھئے اگر بر سر منبر سہرا

کیا اڑا پھرتا تھا ہر دم یہ ہوائے دل میں
طایر شوق کو لایا ہے پھنسا کر سہرا

مہر انور ہے یہ نوشاہ کا روئے تاباں
ہیں شعاعیں جو نظر آتا ہے رخ پر سہرا

پیچ میں لیگا کوئی زلف معنبر دیکھو
ڈھیل دیتا ہے جو نوشاہ کے رخ پر سہرا

اب تو آبا مجھے لا دو کوئی ننھی سی دولہن
ننھا ضد کرتا ہے یہ باندھ کے سر پہ سہرا

شان ہیں لکھا ہے سید کے ہیں مولا سید
شیخ سے لونگا صلہ آج سنا کر سہرا

دیکھئے پاتا ہے آزاد تو کیا کیا انعام
دلبر حضرت انعام کا کہہ کر سہرا

سہرا بتقریب شادی کتخدائی عزیز دالاتبار سید وسیع الدین احمد خلف سید محی الدین احمد نبیرہ حضرت قبلہ استادی امتیاز الشعرا افتخار الملک حاجی سید منشی وحید الدین احمد صاحب بیخود دہلوی مدظلہ جانشین حضرت فصیح الملک داغ دہلوی

تسمیہ کا وہ بندھا نوشہ کے سر پر سہرا — جسکو کہتے ہیں کہ ہے سہروں میں افسر سہرا
یہ مبارک رہے نوشاہ کے رُخ پر سہرا — لائی قرآن سے مالن جو چھوا کر سہرا
فخر دہلی کے ہی دلبند کے رُخ پر سہرا — کیوں نہ دلی میں پڑا جائے یہ گھر گھر سہرا
شان ہے وہ رُخ نوشاہ کی اللہ اللہ — بنگیا فضل خدا لطف بسمہ سہرا
اور سہرے تو بندھا کرتے ہیں بہر سنت — یہ فریضے کا بندھا نوشہ کے سر پر سہرا
رُخ نوشاہ سے پھولوں میں جو آئی نکہت — بلبلیں گانے لگیں وجد میں آ کر سہرا
اس کا ہر قطرہ اگر گوہر یکتا ہوتا — آج سید کے لیئے لاتا سمندر سہرا
کب صبا سے رُخ نوشہ پہ ہیں لڑیاں ہلتیں — جھوم کر کرتا ہے قرآن کو از بر سہرا
جلوۂ نوشہ نہ ہو جائے کہیں ہوش ربا — چلمنیں چھوڑتا ہے اس لیئے رُخ پر سہرا
ہر ورق اسکے تو پھولوں کا ہے شرح امید — آج کھولے ہوئے ہے شوق کا دفتر سہرا
گل رخسار سے نوشاہ کے بدلا نقشا — اور سے اور ہوا پھولوں میں تل کر سہرا
یاد ہیں کاشف والا کی دعائیں بیخود — وہی تو لائیں اثر آج یہ بنکر سہرا
اسکے نوشاہ کے یہ قبلہ ہیں سید احمد — کیوں نہ تسلیم بجا لائے یہ جھک کر سہرا
گود میں حضرت بیخود کے ہے سہرے والا — اسلیئے چومتا ہے نوشہ کے رخ پر سہرا
یہ محی الدین کا فرزند ہے پیارا نوشہ — اس لیئے آیا ہے بغداد سے بنکر سہرا
اے وسیع الدین فدا اسکی بھی سن تجھے پیارے — کان میں کہتا ہے کچھ راز کی جھک کر سہرا
تیرے سہرے سے ہوئی ایک زمانے کو خوشی — اک زمانے کی خوشی کا ہے ترے سر سہرا
خضر کی عمر ملے بخت سکندر تجھکو — اور ہو فضل و فضیلت کا ترے سر سہرا
شیخ سید ہیں تو نوشاہ بھی ابن سید — شیخ سے داد میں پاؤں گا سنا کر سہرا

میں بھی وہ بیخود دالا کا ہوں شاگرد آزاد
داد دیتا ہے مجھے جھوم کے رُخ پر سہرا

قطعات تاریخ

قطعہ تاریخ وفات حضرت شیخ منشی کریم اللہ علیہ الرحمۃ ابن منشی غلام حسن صاحب مرحوم پردادا مصنف

بقا کب دور فانی میں ہو آزاد
کہ جب فانی زمین و آسماں ہیں
ہوئی پردادا کی تاریخ رحلت
کریم اللہ جنت آشیاں ہیں
۱۲۶۱ ہجری

تاریخ وفات حضرت شیخ غلام صمدانی علیہ الرحمۃ ابن منشی کریم اللہ مرحوم دادا مصنف

بلا ہے موت کا پنجہ بلا ہے
کیا کیسا جُدا دادا کو میرے
لکھو تاریخ رحلت انکی آزاد
ملا قرب خدا دادا کو میرے
۱۲۷۶ ہجری

تاریخ وفات حضرت قبلہ و کعبہ منشی نبی بخش صاحب علیہ الرحمۃ ابن حضرت غلام صمدانی مرحوم والد ماجد مصنف

مصیبت کیسی گذری تجھ پہ آزاد
دعا تاریخ بنکر نکلی دل سے

گئے دُنیا سے جب وہ تیرے بابا
مقرب ہوں خدا کے میرے بابا
۱۳۰۴ ھ

تاریخ وفات والدہ ماجدہ مصنف

دل محزوں چہ گوید ایدوں آزاد
بخواں تاریخ کم کن صد عدد را

بحق لبیک گفتہ مادر من
سوئے فردوس رفتہ مادر من
۱۳ ۴۲
۱ ۴
۱۳۴۶ ہجری

ایضاً

چلی آزاد کی ماں سوئے عقبیٰ
کہو تاریخ تاج مغفرت سے

یہ صدمہ اور ہے اب جاں پہ اللہ
کرم ہو تیرا میری ماں پہ اللہ
۱۳ ۶
۴
۱۳۴۶ ھ

تاریخ وفات اہلیہ مرحومہ مصنف

رفیق و مونس و غمخوار آزاد
بگفتا تاج بخشش خود چہ تاریخ

بحق رفتہ و مارا ترک گفتہ
ہما بیگم بجنت نیکو رفتہ
۱۳ ۴ ۴
۲
۱۳۴۶ ہجری

تاریخ وفات عزیز نوجوان عقیل احمد پسر عزیز عتیق احمد سلمہ نبیرہ مصنف

آزاد ہائے تیرا جواں پوتا چل بسا
تاریخ نکلی کیسی سرِ دردمند سے

حق تجھکو دے وہ صبر جو صبرِ جلیل ہو
خلدِ بریں الٰہی مقامِ عقیل ہو

۱۳ ۴ ۴
۴

۱۳۴۸ ہجری

تاریخ وفات عزیزہ رشیدہ اہلیہ عزیز نیاز احمد بنت عزیز عتیق احمد سلمہ اللہ پوتی مصنف

رشیدہ نورِ چشم و جانِ آزاد
بخواں تاریخ و کم کن یک عدد را

بہ نوعمری چہاں سوئے خدا رفت
رشیدہ بیں چہا سوئے بقا رفت

۱۳ ۴ ۹
۱

۱۳۴۸ھ

قطعہ تاریخ وفات حضرت قبلہ عموی صاحب منشی عنایت علی صاحب مرحوم عم مصنف

کیوں نہ صدمہ ہو تجھکو اے آزاد
کیسے پیارے چچا وہ میرے تھے
فضل اللہ رہے اُن پر
یہ دعا حق سے ہے آزاد

جب عنایت علی کی رحلت ہو
مجھ سے کیا اُن کی مدحت ہو
انکے حصے ہیں خاص جنت ہو
اب عنایت علی پہ رحمت ہو

۱۳۱۵ھ

قطعہ تاریخ وفات برادر معظم مولوی شریف احمد صاحب مرحوم برادر کلان مصنف

بڑے بھائی گئے دنیا سے مولانا شریف احمد
یہی تاریخ رحلت کہدو تم آزاد اب اُن کی

بیاں کیا ہو دلِ غمگیں پہ اسکا صدمہ بیحد ہے
شریف احمد تہِ دامانِ مولائے محمد ہے

۱۳۳۸ ہجری

قطعہ تاریخ وفات حضرت قبلہ شیخ حکیم محمد امانت علی صاحب مجبورؔ بنہتی ماموں مصنف

یہ کچھ ہستی ہیں ہے آزاد ہستی | کہ جس کے پیچھے پیچھے یوں عدم ہو
گئے دنیا سے میرے ماموں مجبورؔ | نہ کیوں دل کو قلق ہو رنج و غم ہو
عجب تھے بلبل باغ سخن وہ | نشیمن اُن کا گلزار ارم ہو
سر جنت سے یہ تاریخ نکلی | ترا مجبور پہ یارب کرم ہو

٣ ١٣ ٣ ٣

١٣ ہجری ٤ ١

تاریخ وفات حاجی سید نجابت علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ برادر معظم مولانا و مرشدنا حاجی حافظ سید جماعت علی شاہ صاحب نقشبندی مجددی سجادہ نشیں علی پور سیداں

ششم بود روزہ و وقت سحر | کہ شد قبلہ ما بدار النعیم
بکشود در گفت رضواں بیا | نجابت علی شاہ جمیل الشیم

قطعہ تیاری مسجد مقدس کلاں علی پور سیداں عرف سومہ مسجد نور بنا کردہ حضرت قبلہ مرشدنا سید حافظ حاجی جماعت علی شاہ صاحب سجادہ نشیں علی پور سیداں مدظلہ

خدا رکھے سلامت قبلہ شاہ جماعت کو | کہ جنکی ہمت والا سے ایسی بنگئی مسجد

دعا آزاد کے دل سے جو نکلی ہو گئی تاریخ
رہے آباد یہ شاہ جماعت قبلہ کی مسجد
۱۳۳۹ھ

تاریخ تیاری مسجد سرا اسٹیشن علی پور سیداں بنا کردہ حضرت محمود الشان مدظلہ

زافضال معبود کون و مکان
بنا شد بعالم عجب سجدہ گاہ
چہ خوش بندۂ بانی آزاد گفت
بنا کرد قبلہ جماعت علی شاہ
۱۳۴۴ھ

ولہ تاریخ سرائے اسٹیشن علی پور سیداں

سرائے چو مہمانسرائے خلیل
بنا کرد حضرت جماعت علی
چہ گویم زمہماں نوازی او
کہ ابن خلیل است آلِ نبی
زہے آستانش ملائک نشاں
کہ ہر جبہہ سایش بہ بینی ولی
سرائے نشاں بخش آں آستان
کہ بینی علی پور از دے جلی
علی پور را بیں کہ شد آفتاب
زابن نبی و زیور علی
سنش از سر دل چہ آزاد گفت
در آستان جماعت علی
۱۳۴۴ھ

تاریخ تیاری موتی مسجد شریف گنج امرتسر بنا کردہ حاجی ڈپٹی محمد شریف صاحب سلمہ

فضل خدا سے پیارے محمد شریف نے
بنیاد کیسی رکھی ہے بیت لطیف کی
تاریخ آپ بول اٹھی آزاد دیکھنا
یہ موتی مسجد اعلیٰ ہے اچھے شریف کی
۱۳۳۴ھ

تاریخ شرفِ حج و زیارت مصنف

کیا ناتوانی میں فضلِ خُدا سے	نہ کیوں حج ہو پھر میرا مشکور حج
دعا بھی ہے آزاد تاریخ بھی	خدایا ہو حج میرا مبرور حج
	۸ ۴ ۱۳ ھ

قطعہ تاریخ حج جناب صاحبزادہ مولوی حافظ حاجی سید نور حسین صاحب خلف حضرت شیخنا و سیدنا مولانا مولوی حافظ حاجی سید جماعت علی شاہ صاحب مدّ فیوضہما سجادہ نشین علی پور سیدان

ہیں حافظ نور حسین اپنے مکرم	ہوئے ہیں نعمتِ حج سے وہ مسرور
بنے حاجی تھے پہلے ابن حاجی	ہوئی یہ سعی اُن کی کیسی مشکور
مبارک اُنکو روضے کی زیارت	مبارک اُن کو ہو یہ حج مبرور
دُعا آزاد یہ دیتا ہے دل سے	الٰہی اُن کا حج ہو حج مبرور
سرِ واصف سے یہ تاریخ نکلی	تھے پہلے نور اب نورٌ علیٰ نور
	۴۳ ۱۳
	۴۹ ۱۳ ھ

قطعہ تاریخ اجرائے نہر گنگ از دریائے ستلج بعلاقہ ریاست بیکانیر مجریہ حضور والاشان میجر جنرل مہاراجہ دھراج راج راجیشور نریندر شرومنی مہاراج سری گنگا سنگھ جی بہادر جی-سی-ایس-آئی و جی-سی

آئی-ای و جی-سی-وی-او و جی-وی-ای و کے-سی-وی وا ے-بی-سی-ال ال ڈی مہاراجہ بیکانیر بالقابہ دام اقبالہ وحشمتہ،

باقبالِ حضور جارج پنجم
زدستِ بالادست لارڈ اِروِن
سری مہاراجہ گنگا سنگھ بہادر
بحسنِ اہتمام جی-ڈی رُکن
رواں کردہ زستلج نہر سنگیں
سنِ اجرائے او آزاد گفتہ

کہ دارائے جہاں شاہِ فرنگ ست
بہ نظمش آنکہ نظم شمس دنگ ست
کہ تیغش جوہر تسخیر جنگ ست
کہ تصویر خرد را از وے رنگ ست
بنام نامیش موسوم گنگ ست
بفیضِ گنگا سنگھ ایں نہر گنگ ست
سمت ۱۹۸۴ بکرمی

رباعیات

خاک بنتا ہوں تو ٹھوکر سے اُڑا دیتے ہیں
پھونس بنتا ہوں تو ہوں چھاج میں پھٹکا جاتا
آنسو بنتا ہوں تو آنکھوں سے گرا دیتے ہیں
دانہ بنتا ہوں تو چکی میں دلا دیتے ہیں

کیسی گھبرائی جوانی بسواری آئی
آتے ہی بیٹھ گئی ٹیک کے زانو پیری
کہہ گئی جاتی ہوں میں پیری کی باری آئی
چونکہ یلغار چلی تھی تھکی ہاری آئی

رو سیاہ ہوں کا تری بزم میں آنا کیا ہے
شرم کو شرم اے آزاد ہے بزم صوفی
فردِ عصیاں ہو جو مُنہ اُسکا دکھانا کیا ہے
حال جب کچھ نہیں پھر قال سُنانا کیا ہے

شاعر نہ میں ہوں اور نہ اہل زباں ہوں میں اعجاز شہ جو کرتا ہوں آزاد میں بیاں	جادو نگار میں ہوں نہ سحر البیاں ہوں میں ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں معجز بیاں ہوں میں
کھیتی کریں تو کہتے ہیں ہے کام جاٹ کا مسجد کا مُلاں کہتے ہیں جو علم دیں پڑھیں	انگلش پڑھیں تو کہتے ہیں بچہ ہے لاٹ کا جاہل ہے کُتا دھوبی کا گھر کا نہ گھاٹ کا

تمام شد

(کتبہ محمد حفیظ الدین الوری)

خاتمہ از مصنف

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اللہ تعالیٰ عزّ اسمہ وجل جلالہٗ کی حمد وثنا ذرۂ بمقدار انسان ضعیف البنیان سے کیا ہو سکتی ہے جس کی قدرت کاملہ وحکمت بالغہ کل کون ومکان کو نابود سے بود فرما کر پھر بود کو نابود اور نابود کو بود کر دے گی۔ اللہ اللہ کیا کرم ہے کہ انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر اسکو عقل ودماغ وزبان نطق عطا کیا اور اس کی رہبری کے لئے اپنے نبی ومرسل بھیجے اس طبقہ انبیا علیہم السلام میں سب سے اعلیٰ سب سے افضل سب سے زیادہ رحیم وکریم صاحب خلق عظیم سراسر رحمت ورافت سید المرسلین رحمۃ العالمین، شفیع المذنبین خاتم النبیین سرور اولین وآخرین فخر کائنات صاحب جود وکرم فخر جہان و آدم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے اول مخلوق فرما کر سب سے آخر مبعوث فرمایا جس کے انوار فیض آثار سے گم گشتگان راہ ہدایت نے وادیٔ ضلالت سے صراط مستقیم عبدیت ومعرفت کو پایا۔ ایسی ذات مقدس کا جو سب سے بڑھ کر خدا کی رحمت واحسان ہے ہر انسان مسلمان کا اپنی زبان وبیان ودل ودماغ سے شکریہ اور ذکر نہ کرنا واقعی سب سے بڑھ کر کفران نعمت اور حق فراموشی ہے ؎

اُس سخنور پہ مجھے آتا ہے کتنا افسوس (داغ آزاد) نعت مولا نہیں کہتا جو مسلماں ہو کر

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس کے ہی فضل وکرم نے مجھ ہیچمدان ہیچ زبان سے

اپنی اور اپنے حبیب پاک کی حمد و نعت نظم میں ادا کرائی جواب بشکل دیوان طبع ہو کر سامنے آئی ہے۔ نظم اپنی پابندیوں سے جس قدر مشکل اور دقت آفریں ہے وہ ناظرین خوب جانتے ہیں ایسی حالت میں اس کا عیوب سے مبرا ہونا قریباً قریباً انسانی امکان سے باہر ہے میں اپنی قابلیت و بضاعت علمی سے واقف ہو کر خوب جانتا ہوں کہ یہ میرا کلام کیسا ہے اور کہاں تک نقائص سے مبرا ہے۔ چونکہ میں اس جنس کو اُسی بازار کرم میں پیش کر رہا ہوں جہاں حُسن عقیدت سے کھوٹی جنس بھی کھرے داموں خرید لی جاتی ہے۔ جیسا کہ خود میں نے عرض کیا ہے ؎

تُل جاتے ہیں کھوٹے بھی یہاں چشم کرم میں

اللہ رے خریدارئ بازار مدینہ

اس لئے میں ایسے کریم کے دربار میں نہایت عاجزانہ اس کو پیش کرتا ہوں نہ کسی اور نقاد کے سامنے میں یہ اپنا ضروری فرض سمجھتا ہوں کہ متعلق شاعری کچھ اپنا خیال ظاہر کروں مسلمانوں میں بدقسمتی سے جو اور غیر مفید و زوائد مشاغل پیدا ہو گئے ہیں اس میں سب سے زیادہ لکھے پڑھے ہوئے اشخاص کو یہ بلا گھیرے ہوئے ہے اسکے اسباب وہ علم ادب کی کتابیں ہیں جن میں نظم کا زیادہ حصہ ہوتا ہے دوسرے وہ عنفوان شباب ہے جو قدرتی طور پر حسن و عشق کے ولولے ساتھ لاتا ہے اسپر مجالس و موانست شعرا سونے پر سہاگہ کا کام دیتی ہیں اور داد و تحسین کی زنجیر اور بھی آگ بھڑکا دیتی ہے۔ شاعر بننے کا شوق عشقیہ شاعری کی طرف جو مرغوب نفس ہے لیجاتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ شاعر بنجاتا ہے چونکہ شاعری کے لئے ضروری ہے کہ اس کا کوئی ممدوح و مطلوب ہو اور اس عشقیہ شاعر کا بالعموم کوئی خاص مطلوب نہیں ہوتا اس لئے وہ اپنا فرضی مطلوب قائم

کر کے اس کے تصورات ہی میں رہتا ہے اور اسی کا تذکرہ کرتا ہے۔

اس کے خیال میں اس کا مطلوب بہت زیادہ حسین ہے اُس کا بیان کرنے میں وہ نہایت دور افتادہ و خلاف عقل و قیاس تشبیہات ڈھونڈھتا ہے اسکی زلفوں کو، کالی قرار دیکر ان کو لمبے لمبے سانپ بناتا ہے کبھی اس کی درازی شب یلدا سے زیادہ بڑھاتا ہے اور اس کو دام صیاد بنا کر سیکڑوں دل اس میں لٹکاتا ہے چہرہ صد رشک مہر و ماہ بنا کر شراب ارغوانی سے اسکو بھبھو کا کرتا ہے دانت موتی ہیرے کے لگا کر لب نازک کو جو صد رشک لب عیسیٰ ہیں خون سے رنگین بناتا ہے۔ دہن و کمر معدوم سمجھتا ہے، لیکن اسپر بھی وہ ہزاروں گالیاں سنانے والا اور کمر سے ایک چھوڑ دو دو تلواریں لٹکائے رہتا ہے۔ آنکھیں غزالان صحرائی کی ہیں لیکن بجائے صید ہونے کے خود صیاد ہے نظر تیر و گولی ہے پلکیں نیزہ ہیں، ہزاروں کو اس سے قتل کرتا ہے۔ قامت قیامت سے بہت زیادہ ہے چال عجب ہے اٹھکھیلیاں کرتے چلتا ہے ٹھوکر سے ہزاروں فتنے برپا ہوتے ہیں سیکڑوں کشتے ہو جاتے ہیں جب چاہتا ہے ہزاروں کو زندہ کر دیتا ہے گویا مارنا جلانا اس کا معمولی کھیل ہے۔

اخلاق میں بدعہد، بدزباں، جفا جو، عربدہ پرداز، فتنہ انگیز، بے وفا، تند خو، بے رحم، سفاک، جلاد، سنگدل، استمگر، بیحیا، حیا سوز، احسان فراموش، بادہ نوش دشمن دین و ایمان حیلہ جو، بہانہ باز، بت و بت پرست، کافر و کافر گر ہے۔ بے شرم ہرجائی ہے سیکڑوں سے وصل کی لذت اٹھاتا ہے اور شراب پیتا پلاتا بے پردہ سر بازار رہتا ہے۔ یہ فرضی عاشق بیچارہ اس کو خوش کرنے کے لئے دین و اسلام چھوڑ کر بجائے تسبیح و اثر السجود کے زُنار پہنے ہوئے قشقہ لگائے حرم و مساجد چھوڑ در بتکدہ و دیر پر پڑا ہوا شیخ و زاہد سے نفور

میکدہ میں جاکر پیر مغاں سے بیعت کرتا ہے بجائے خدا اپنے فرضی مطلوب کے آستان پر اسکو ہزاروں سجدے کرتا ہے اور اسی کو جیتا رہتا ہے گھر بار چھوڑ کر وحشت زدہ جنگل کی خاک چھانتا ہے ناصح و واعظ و مشائخ سے نہایت بدسلوکی سے پیش آتا ہے ہر جگہ انکی سخت مذمت کرتا ہے۔ مکان و محفل یار کہاں نصیب اگر خوش قسمتی سے پس دیوار بستر کرلیتا ہے تو پاسبانوں دربانوں سے دھکے کھاتا ہے یہ حرمان نصیب تمنائے وصل میں عمر گذارتا ہے دم نزع و قبر میں اسی کے خیال کو لیجاتا ہے یہاں تک کہ صور قیامت سے بھی نہیں اُٹھتا اپنے مطلوب کی ٹھوکر اسکو اٹھاتی ہے۔ اسی کا دامن پکڑے پکڑے میدان حشر میں پھرتا ہے نعمائے الٰہی سے اس کو کچھ مطلب نہیں بہشت اسکے کام کی نہیں شراب طہور میں نشہ نہیں، حوریں پُرانی ہیں ان میں ناز و ادا عشوہ نہیں وہ ہرجائی نہیں ہیں۔ رقیب روسیاہ کی قسمت اسکے لئے اور بھی موجب حسرت ہے۔ غرضیکہ آہ و نالہ و شیون اس کا ہر وقت کا شیوہ ہے۔ یہی عشقیہ شاعری ہے جس میں یہ رہکر اپنے نصیب و قسمت کی شکایت کرتا ہوا اچھا خاصہ بدنصیب مجنوں بنجاتا ہے رات دن کے انہماک سے اور کام کا نہیں رہتا۔ عموماً نحوست اسکو گھیر لیتی ہے اس کا کلام سوائے کسی خاص خاص استاد کے عموماً اس کے بعد ضائع ہوجاتا ہے جو قیامت میں نامۂ اعمال بنکر موجود ہوگا۔

اعتراض کرنے پر یہ جواب ملتا ہے کہ ہم علم ادب کی خدمت کرتے ہیں اور حُسن و عشق جو خدا کی خاص صنعت ہے اسکا اظہار کرتے ہیں۔ یہ تسلیم کرنا چاہئے لیکن اسپر غور نہیں کیا جاتا کہ یہ دونو باتیں کس طرح کی جاتی ہیں۔ علم ادب کی خدمت میں کس قدر بداخلاقی (جو سب سے زیادہ جوہر انسانی اخلاق ہی ہے) پھیلائی جاتی ہے صنعت حُسن کو

کس طرح نمایاں کیا جاتا ہے۔

یہی دونو باتیں دوسرے پیرایہ میں (بالفرض اگر شاعری کا مذاق ہوگیا ہے) ادا کی جاسکتی ہیں خدمت علم ادب نہایت خوش اسلوبی سے ثنائے خدا و رسول و تہذیب اخلاق کے پیرائے میں کی جاسکتی ہے حمد و نعت کیا ہے۔ واقعی خدا کا شکریہ ادا کرنا ہے خدا کی صنعت تو پھول تو کیا پتے پتے سے ظاہر ہوتی ہے۔ حسن و اخلاق کے بیان کرنے کے لئے ذات مقدس محبوب خدا کی ایسی ہے کہ اگر تمام عمر ایک صفت کے ہی بیان میں خرچ کیجائے تو ایک شمہ بھی بیان نہیں ہو سکتی۔ اگر نعت کے بیان کرنے میں افراط و تفریط سے کام نہ لیا جائے تو عین موجب خوشنودی خدا و رسول ہے اور بڑی بات یہ ہے کہ اس کے بیان کرنے کے لیے قرآن پاک و تفاسیر و کتب سیر پر غور کرنا پڑتا ہے اور جس قدر انہماک اس میں ہوگا اسی قدر زیادہ حضور کا عشق اس کے دل میں ہوگا جو عین ایمان ہے۔

نعت جو خوبی سے بیان کی جائے تو اسی میں خدمت علم ادب اور حسن و عشق داخل ہے اور یہی سرمایا آخرت ہے اگر کوئی مصرع مقبول ہو جائے پھر وہ مقبول خدا و رسول ہے یہ ناممکن ہے کہ نعت گو جس کو محبت حضور انور سے ہو حضور کے احکام شریعت کی حتی المقدور پابندی نہ کرے۔

میں نے اس مضمون کو کسی قدر طوالت کے ساتھ اس وجہ سے بیان کیا ہے کہ میرے احباب جانتے ہیں کہ میں ہمیشہ اپنے دوستوں سے ایسا بیان کرتا رہتا ہوں مجھکو خیال آیا کہ جب میں تہ خاک، خاک ہو جاؤں گا تو پھر کس طرح یہ بیان کرونگا اس لئے اپنے اس فرض کو اس خاتمہ کتاب میں ادا کیا شاید کبھی کوئی دیکھے اور اس پر کچھ اثر ہو۔

آخر میں اپنے کُل برادران اہل اسلام کو عموماً اور اپنے احباب و جانشینوں کو خصوصاً یہ وصیت کرتا ہوں کہ اگر مذاق شاعری انکو ہو بھی جائے تو ہرگز ہرگز بیہودہ گوئی خلاف شریعت کو اختیار نہ کیا جائے یہ قابل مواخذہ شرعی ہے علاوہ اسکے یہ نکبت و نحوست پیدا کرتی ہے جس مکان میں اس قسم کے متواتر مجالس ہوتی ہیں وہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ بہ پابندی شریعت خدا و رسول کی مدح سرائی کیجائے یا پند و نصائح و بیان شریعت و طریقت خاص اسلوب سے کیا جائے۔ اس کا خیال رہے کہ واقعہ اپنی اصلی حالت پر رہے لیکن اس میں خاص خوبی آجائے محاکات میں حُسن تعلیل سے کام لیا جائے خدا سب کو اس کی توفیق دے۔

یہ قاعدہ کہ کتاب دیکھنے والے اس کے مصنف کے حالات سے واقفیت چاہتے ہیں اس لئے مختصراً اپنے خاندانی و خود اپنے حالات بیان کرتا ہوں۔

مجھکو اپنے خاندانی حالات نہ تو سابقہ کسی کتاب میں ملے تھے نہ پرانا شجرہ نسب محفوظ تھا۔ کچھ زبانی روایتیں چلی آتی تھیں کچھ عرصہ سے قوم کو اس کا خیال پیدا ہوا اور کسی قدر اس میں کامیابی بھی ہوئی۔

ہمارے مورث اعلیٰ حضرت دیوان باری بخش علیہ الرحمۃ جو ہندوستان کے ایک حکمراں خاندان میں سے تھے سمت ۱۱۴۵ بکرمی میں اسلام سے مشرف ہوئے پہلے آپکا نام ہیر بل تھا بعد اسلام لانے کے باری بخش ہوا۔ ان کے حالات زیادہ معلوم نہیں ہو سکے اور نہ کُل اولاد کا شجرہ مل سکا ہے البتہ انکی اولاد میں سے جو ہمارے مورث تھے انکے نام معلوم ہوئے ہیں جو کسی وقت اور زیادہ صحت کی جاکر شائع کئے جائیں گے۔

حضرت باری بخش سے اٹھارہ پشت نیچے ہمارے جد اعلیٰ حضرت عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ

ہیں جو قریباً سن گیارہ سو ہجری میں اس حسین پور کلاں میں جسکو خانصاحب حسین خاں نے (انکو سوندہے خاں بھی کہتے تھے اور وہ حضرت شاہجہاں علیہ الرحمۃ کے میر شکار تھے آباد کیا تھا) آکر آباد ہوئے اس حسین پور کے متعلق بارہ بستی ہے جس کو پٹھانوں کی بارہ بستی کہتے ہیں۔ حضرت عبدالقدوس مرحوم اس بارہ بستی کے قاضی مقرر ہوئے۔

عبدالقدوس

عبدالصمد

محمد افضل

غلام علی　　غلام حسن　　غلام حسین

دادا محمد افضل صاحب کا جامع مسجد حسین پور میں ایک شعر لکھا ہوا ہے ؎

رقیب را بتواضع نگاہ باید داشت　　سگ گزندہ ہماں بہ کہ آشنا باشد

اسی طرح دادا عبدالقدوس صاحب کے ہاتھ کی تاریخ وفات خانصاحب سوندہے خاں درج ہے جو اس وقت میرے پیش نظر نہیں۔

حضرت محمد افضل کے سب سے چھوٹے بیٹے غلام حسین کی اولاد پسری نہیں ہوئی بڑے صاحبزادہ غلام علی صاحب مرحوم کی بہت زیادہ اولاد موجود ہے۔

دادا غلام حسن صاحب کے صاحبزادہ میرے پڑدادا حضرت کریم اللہ ہوئے یہ بڑے ذی علم اور منشی تھے۔ خوش قلم تھے آپکا ایک شعر لکھا ہوا جامع مسجد حسین پور میں تھا شاید اب قائم نہیں رہا۔

دادا کریم اللہ کے دو صاحبزادے دادا امیر اللہ صاحب و میرے دادا غلام صمدانی

صاحب ہوئے۔ دادا امیر اللہ صاحب مرحوم نہایت اعلیٰ خوش قلم و منشی تھے حضرت قبلہ والد صاحب مرحوم بہت ہی تعریف فرمایا کرتے تھے اور انکا مقولہ ہمیشہ یاد رکھتے تھے کہ طالب علم اُس وقت منشی ہوتا ہے کہ آٹھ پہر میں تین پہر پڑھے اور پانچ پہر لکھے۔ والد صاحب مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ آپ ایسے خوش قلم تھے کہ اگر کسی کے سامنے ایک لفظ لکھدیتے تھے وہ اپنا لکھنا بھول جاتا تھا۔ فارسی کی عبارت بہار دانش کی طرح دو فقرہ عبارت میں لکھتے تھے۔ میرے بھی یاد پڑتا ہے کہ مینے بچپن میں انکا خط دیکھا ہے واقعی منشیانہ مالیقرے قلم روشن اور نہایت پاکیزہ تھا۔ آپکے پہلے اولاد نہیں ہوئی تھی اپنے ہمشیرہ زادہ منشی حاجی رجب علی کو بیٹا بنایا بعد میں آپکے بیٹا ہوا۔ جنکا نام منشی بشارت علی تھا۔ دادا امیر اللہ مرحوم بیگم شمرو کے یہاں اچھے عہدہ پر تھے بعد میں مندسور جو اب علاقہ ریاست گوالیار میں ہے کوتوال ہوئے اور اسی جگہ آپکا انتقال ہوا۔ سن ولادت و انتقال معلوم نہیں ہوا۔ تایا صاحبان منشی حاجی رجب علی و منشی بشارت علی کے پسری اولاد نہیں ہوئی دختری ہے۔ تایا منشی بشارت علی صاحب بھی بڑے منشی و خوش قلم تھے والد صاحب مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ اپنے والد صاحب مرحوم کے قلم کا سو واں حصہ پایا تھا۔ سن ولادت و وفات معلوم نہیں ہوا۔

میرے دادا غلام صمدانی صاحب مرحوم بیگم شمرو کی فوج میں ملازم تھے آپ نہایت پابند شریعت اور مخیر و پاک باطن تھے حضرت والد صاحب مرحوم فرماتے تھے کہ آپ نے اخیر میں فرمایا تھا کہ امید ہے کہ خداوند تعالیٰ مجھ سے غیبت کی بابت سوال نہیں فرمائیگا کیونکہ مینے کسی کی غیبت نہیں کی۔ اللہ اللہ کتنی بڑی بات ہے سن وفات کا قطعہ درج دیوان ہوا ہے۔

دادا صاحب مرحوم کے دو صاحبزادے بڑے میرے والد صاحب منشی نبی بخش صاحب مرحوم چھوٹے منشی عنایت علی صاحب مرحوم ہوئے۔ چچا منشی عنایت علی صاحب کی پرورش و تعلیم وغیرہ والد صاحب مرحوم نے کی جس قدر بھائیوں میں محبت تھی اور چچا صاحب اپنے بڑے بھائی کا جس قدر ادب کرتے تھے اس کی مثال بہت کم ہے اگر مثال دیکھا سکتی ہے تو میرے چھوٹے بھائی عزیز احمد کی۔

چچا صاحب نہایت سادہ مزاج اور خلیق اور محبت کرنے والے تھے ایسے لوگ دنیا میں کہاں پیدا ہوتے ہیں مجھپر بہت زیادہ شفقت فرماتے تھے بڑے خوش قلم منشی تھے معمولی عہدہ پر محکمہ نہر میں ملازمت کرکے پنشنیاب ہوئے آخر میں فریدکوٹ قیام تھا جب میں فریدکوٹ سے بیکانیر آ گیا آپ کو بہت ملال ہوا۔ بدنصیبی سے مجھکو پھر زیارت نصیب نہو سکی۔ آپکے ایک ہی صاحبزادہ منشی محمد اسرائیل صاحب ہیں جو میری بڑی ہمشیرہ سے منسوب اور صاحب اولاد ہیں بڑے انشا پرداز و خوش قلم ہیں والد صاحب مرحوم کے شاگرد ہیں۔ بھائی صاحب موصوف کی اولاد میں بڑا لڑکا منشی نثار احمد نثار ہیں جن کی تعلیم و تربیت کا زیادہ تر حصہ میرے متعلق رہا ہے اور قانون بھی مجھ سے ہی پڑھا ہے اب خدا کے فضل سے بیکانیر میں کامیاب وکیل ہیں اور ایسا پاکیزہ کلام ہے کہ میرے خیال میں بہت کم ایسے کہنے والے ہونگے مجھکو انکے کلام سے عشق ہے اور مجھکو بڑی خوشی ہے کہ وہ بیہودہ شاعری کی طرف متوجہ نہیں ہیں نعت کہتے ہیں امید ہے کہ اور زیادہ سیرت نبوی بیان کرنے پر توجہ کرینگے۔ یاد رہے کہ عشق نبوی بیان کرنے میں یہ احتمال ہے کہ بیان کرنے والا بقدر بیان عشق نہ رکھتا ہو (گو یہ بھی جائز ہے) مگر سیرت نبوی لکھنے والا بالکل سچ بیان کرتا ہے خدا اس عزیز کو خوش اور بامراد رکھے۔ صاحب اولاد

ہیں - اور انکے دو بھائی اور ہیں ایک منشی فضل احمد بی - اے دوسرا عبدالرحمٰن -

حضرت والد صاحب قبلہ منشی نبی بخش صاحب علیہ الرحمۃ کا میں کیا ذکر کروں آپ مجسم اخلاق وکرم تھے - صوم وصلوٰۃ کے پابند نہایت انشا پرداز منشی تھے بڑے ہمدرد قوم تھے - بہت سے قوم کے لڑکوں کو ذی علم کر دیا - سلسلہ نقشبندیہ میں داخل تھے - حضرت مولانا غلام رسول صاحب علیہ الرحمۃ قلعہ والوں سے نسبت تھی آپ برٹش گورنمنٹ میں نہایت جلیل القدر عہدوں پر رہے اخیر میں ریاست نابھہ میں کچھ رہکر پھر فرید کوٹ میں آ گئے - سرکار فرید کوٹ کی طرف سے خاص فیروزپور میں وکیل تھے جہاں آپ کا ۹ر ستمبر ۱۸۰۰ء کو انتقال ہوا - اور پیروں والے پرانے قبرستان میں مدفون ہوئے - انا للہ وانا الیہ راجعون - آپکا ہی یہ بڑا مکان حسین پور کلاں والا بنوایا ہوا ہے جو عالیشان عمارت ہے اور زمین باغ آپکی زر خرید ہے آپ شعر اشعار سے تو شغل نہیں رکھتے تھے لیکن بڑے سخن فہم تھے دماغ خاص پایا تھا - چھیاسی ۸۶ ستاسی ۸۷ سال کی عمر تک دماغ کی وہی کیفیت تھی - دراز قد گندم گوں پتلا جسم تھا نہایت بذلہ سنج وزود رس تھے - آپ نے ہی اپنی قوم کو اپنے زمانے میں زیادہ مشہور کیا - ایسے لوگ کہاں پیدا ہوتے ہیں -

آپ کے پانچ بیٹے امداد احمد - مولوی شریف احمد - منشی علی احمد - محمد ابراہیم آزاد منشی عزیز احمد ہوئے اور آٹھ دختر ہوئیں - آٹھ دختران میں سے اس وقت تین بقید حیات ہیں - بھائی امداد احمد صاحب مرحوم بہت عرصہ ہوا جبکہ میں آٹھ نو مہینہ کا تھا لاولد فوت ہوئے - مولوی شریف احمد صاحب جو عربی فارسی کے بڑے ذی علم تھے اور بہت خوش قلم تھے اولاد پسری دو دختری چھوڑ کر فوت ہوئے ہیں انکی اولاد میں بڑا لڑکا منشی

بشیر احمد بی۔اے علیگ ملازم سرکار انگریزی اور با اولاد ہیں۔ دوسرے دو لڑکے تجارت کرتے ہیں۔

بھائی صاحب منشی علی احمد صاحب خدا سلامت رکھے اوائل عمر سے نہایت متقی اور با اوقات ہیں۔ بڑے منشی ہیں گورنمنٹ انگلشیہ میں بعہدہ نائب تحصیلداری و تحصیلداری ممتاز رہے پنشنر ہوکر آگرہ میں تشریف فرما ہیں آپکے چار صاحبزادوں میں سے ایک محمود احمد نے عالم جوانی میں ایک لڑکا چھوڑ کر داغ مفارقت دیا تین صاحبزادے خدا کے فضل سے ہیں اور چار لڑکیاں صاحب اولاد ہیں۔

میرے چھوٹے بھائی منشی عزیز احمد صاحب جو زیادہ تر میرے ساتھ ہی رہے عہدہ نائب تحصیلداری و تحصیلداری ریاست فریدکوٹ پر ممتاز رہے اور اب اسی جگہ کام وکالت کرتے ہیں نہایت سعادتمند ہیں۔ آپکے تین لڑکے اور آٹھ لڑکیاں ہوئیں انمیں سے ایک لڑکی جو میرے لڑکے عزیز خلیل احمد سے منسوب تھی ایک لڑکی چھوڑ کر دار بقا کو گئی جسکا مجھکو بہت صدمہ ہے بڑا لڑکا میری بڑی لڑکی سے اور چھوٹا لڑکا میری چھوٹی لڑکی سے منسوب ہے خدا کے فضل سے آپ صاحب پوتا و پوتی ہیں۔

حالات مصنف

میں شب یکم ذیقعد سنہ ۱۲۸۴ ہجری مطابق ۲۵ فروری سنہ ۱۸۶۸ء پھاگن سدی دوج سمت ۱۹۲۴ بمقام حسین پور ضلع مظفر نگر اپنے مکان میں عالم وجود میں آیا تاریخی نام غلام باری ہے۔ صرف فارسی کی تعلیم اپنے والد ماجد سے ہی پائی سنہ ۱۸۸۱ء سے سنہ ۱۸۹۷ء تک ریاست فریدکوٹ میں مختلف عہدوں پر مامور رہا اکتوبر سنہ ۱۸۹۷ء سے بیکانیر میں وکالت کرتا ہوں

درمیان میں ۱۹۱۷ء سے ۱۹۲۱ء تک جج وچیف جج چیف کورٹ بیکانیر رہا آقائے نامدار سری حضور مہاراجہ صاحب بہادر بالقابہ دام اقبالہٗ وحشمتہٗ کی ہمیشہ نظر پرورش رہی ہے خدا آپکے اقبال وجاہ وجلال کو روز افزوں ترقی پر رکھے۔ خدا کے فضل سے میرے آٹھ لڑکے خلیق احمد۔ عتیق احمد۔ حقیق احمد۔ لئیق احمد۔ مفیق احمد۔ انیق احمد۔ خلیل احمد۔ اسمٰعیل احمد ہیں۔ ان میں سے خلیق احمد و خلیل احمد وکالت کرتے ہیں اور انیق احمد ملازم ہیں۔ باقی دوسرے کام کرتے ہیں۔ میری یہ تمنا ابھی تک پوری نہیں ہوئی کہ تجارت میں کامیاب ہوں۔ خداوند تعالےٰ اپنے فضل وکرم سے بصدقہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم انکو کامیاب وخوش وخرم رکھے۔ بڑا صدمہ ہے کہ میرا جوان پوتا عزیز عقیل احمد اور جوان پوتی عزیزہ رشیدہ نے جو اولاد عتیق احمد سے تھے انتقال کیا جسکا مجھکو بڑا غم ہے تقدیر الٰہی میں چارہ نہیں۔

چار سال ہوئے کہ میری رفیق زندگی یعنی بچوں کی ماں نے اور اسکے دو ماہ بعد خود میری والدہ ماجدہ نے انتقال کیا۔

میری شاعری کی ابتدا بیکانیر میں آکر اسی طرفقیہ عشقیہ شاعری سے ہوئی منشی عبدالشکور خاں صاحب مرحوم برق اجمیری شاگرد رشید داغ دہلوی مرحوم نے اصلاح دی لیکن بہت ہی جلد ۱۳۲۱ھ ہجری میں جب میں بسلسلہ غلامی حضرت قبلہ وکعبہ مولانا ومرشدنا حاجی سید مولوی حافظ جماعت علی شاہ صاحب نقشبندی سجادہ نشین علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ داخل ہوا تب سے خود ہی یہ عہد کیا کہ حمد ونعت کے سوا کچھ نہیں کہونگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ دو چار غزلیں استاد مرحوم مولانا مولوی عبدالحی صاحب بیخود بدایونی کو دکھائیں جو حضرت فصیح الملک دہلوی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ اسکے بعد ۱۹۱۳ء میں بسلسلہ شاگردی

حضرت استادی قبلہ امتیاز الشعراء افتخار الملک حاجی منشی سید وحید الدین احمد صاحب بیخود دہلوی مدظلہ جانشین حضرت فصیح الملک داغ دہلوی مرحوم داخل ہوا حضور ممدوح نے جس کرم سے میرے سابقہ و آیندہ کلام کی اصلاح فرمائی اسکا میں کسی طرح شکریہ ادا نہیں کر سکتا خداوند تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے اور دین و دنیا میں کامیاب رکھے اور آپکا سایہ مفارق ہم نیازمندان پر بہت عرصہ تک قائم رکھے۔

میرے قبلہ شیخ مدظلہ کے یہاں سالانہ جلسہ انوار الصوفیہ کا ہوتا ہے میری وہاں حاضری اور نظم پیش ہوتی رہی۔ یہ وہ نظمیں ہیں جو دیوان کے حصہ دوم میں شامل ہیں۔ میں خوب جانتا ہوں کہ یہ نظمیں عام مذاق کے قابل نہیں ہیں لیکن بوجہ اسکے کہ میرے قبلہ کے حضور پیش ہو چکی ہیں اس لئے اسکی فکر نہیں ہے کہ کوئی دیکھے یا نہ دیکھے اسکے دیکھنے والے اور ہی ہیں اور رہینگے۔ عشقیہ شاعری والے میرے کل کلام کی نسبت یہ رائے ظاہر کر سکتے ہیں کہ اس میں سوز و گداز نہیں۔ جس وقت وہ اس پابندی سے نظم کرنے پر غور کرینگے جو میرے مدنظر رہی ہے تو امید ہے کہ وہ مجھکو معاف فرمائیں گے فرضی سوز و گداز طریقہ ادب دربار سرکار طیبہ سے بعید ہے۔ خداوند تعالیٰ عز اسمہٗ بطفیل اپنے حبیب پاک کے اسکو مقبول فرمائے اور اس حقیر کا نذرانہ بنظر قبولیت دربار رسالت میں پہنچا دے۔

الٰہی جو میرے سے اس میں غلطی اور خطا اور سہو ہوا ہے میری اس سے توبہ ہے تو بخشنے والا ہے معاف فرما کر باقی کو سیر از اد آخرت اپنے کرم سے فرما دے۔ میرا یہ کلام مرے حضرت قبلہ شیخ والا کی توجہ قلبی اور اُستاد مدظلہ کی خاص عنایت کا نتیجہ ہے جیسا کہ مینے عرض کیا ہے ؎

اُستاد نے زباں دی مضمون شیخ نے دیوان میرا مُفت میں تیار ہو گیا

خداوند تعالیٰ میرے ہر دو بزرگان والاشان کو بہت عرصہ تک سلامت اور فیض رساں رکھے۔ آمین۔

میں اپنے ہمصفیران صوفی۔ بیدل۔ حسن۔ نثار۔ راسخ۔ خلیل صمدانی وبھائیصاحبان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے تقریظیں لکھیں ہیں جو شکریہ سے شامل کیجاتی ہیں۔

عزیز منشی فاضل مولوی بادشاہ حسین صاحب رعنا لکھنوی نے جو نہایت قابل سخنور خوشگو ہیں بہت ہی قابلیت و محنت سے اس دیوان کا مقدمہ لکھا تھا بوجہ اس کے کہ عزیز موصوف کو میرے سے خاص سعادتمندانہ تعلق ہے انہوں نے معائب سے درگذر کرکے محاسن کی طرف توجہ کی گو صاحب موصوف نے خود اپنے شوق سے مقدمہ لکھا تھا لیکن مینے شامل کرنا مناسب نہ سمجھا کیونکہ یہ دیوان کسی اور سے داد لینے کی غرض سے طبع نہیں کرایا جاتا اُسکو شامل نہ کئے جانے کے متعلق میں نہایت شرمندگی سے عزیز موصوف سے معافی چاہتا ہوں اور اسی طرح عزیز ادیب کامل منشی محمد یوسف راسخ نے بہت محنت سے تبصرہ لکھا تھا وہ بھی شامل نہیں کیا گیا عزیز موصوف سے بھی معافی چاہتا ہوں۔

یہ بڑی احسان فراموشی ہوگی کہ اس خاتمہ کو ختم کرنے سے پہلے میں اپنے عزیز والاقدر گرامی منش منشی قمرالدین خاں صاحب مالک مطبع مرتضائی آگرہ کا تہ دل سے شکریہ ادا نہ کروں جنہوں نے نہایت توجہ و شوق و اہتمام سے اس دیوان کو اپنے مطبع میں طبع کرایا ہے۔ خداوند تعالیٰ عزیز موصوف کو دارین میں کامیاب رکھے۔ آمین۔

آخر میں میں اپنے تمام احباب و ناظرین کے حق میں دعا کرتے ہوئے یہ امید کرتا ہوں کہ میرے احباب و ناظرین مجھکو دعائے خیر سے فراموش نہ کرینگے اور میری وصیت

مندرجہ بالا کو ہمیشہ مدنظر رکھیں گے۔ میرے عزیز خلیل احمد صمدانی جو سخنگو ہیں مجھکو امید ہے کہ وہ اس بارے میں بہت خاص خیال رکھیں گے۔ زیادہ والسلام

قطعہ تاریخ انطباع دیوان

بحمد اللہ چھپا دیوان میرا — کلی امید کی میری کھلی ہے
یہی تاریخ ہے چھپنے کی آزاد — ٹھکانے میری محنت کیا لگی ہے

۵۰ ۱۳ ہجری

غلام غلامان سرکار طیبہ

محمد ابراہیم آزاد۔ بیکانیر

۴ اپریل سنہ ۱۹۳۲ء۔ ۲۶ ذیقعدہ سنہ ۱۳۵۰ھ

سارٹیفکٹ حضرت سرآمد سخنوراں و استاد کاملاں جان زبان و سخن وحید العصر امتیاز الشعراء افتخار الملک جناب حاجی منشی سید وحید الدین احمد صاحب بیخود دہلوی مدظلہٗ جانشین حضرت فصیح الملک داغ دہلوی مرحوم استاد مصنف

خمخانۂ بیخود کے جرعہ کشوں میں ایک حاجی شیخ محمد ابراہیم صاحب آزاد کا نام بھی درج رجسٹر شاگردان ہے خدا انکو زندہ رکھے صوفی منش انسان ہیں حمد و نعت کہتے ہیں عاشقانہ شعر نہیں کہتے اُن کا دیوان چھپ رہا ہے خدا کرے میری زندگی میں چھپ جائے تعجب خیز یہ امر ہے کہ باوجود شغل وکالت شعر کہتے رہتے ہیں انکا کلام بقدر انکے ذوق شعری اصلاح کا چنداں محتاج نہیں ہے کئی سال ہوئے میں نے انکو نعت گوئی میں اپنا خلیفہ بنا دیا تھا آخر میں ان سطروں کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انکے کلام بلند پایہ کو مقبول خاص و عام فرمائے۔ آمین۔ ۲۲ شوال سہ شنبہ نیمروز ۱۳۵۶ ہجری

خاکسار

سید وحید الدین احمد بیخود

نام آزاد وضع کے پابند
اہل دل اہل حال اہل نظر
ہیں یہ مداح سرور عالم
لوگ سنکر درود پڑھتے ہیں

میرے شاگرد میرے عاشق زار
اُنکے مداح اُن کے شکر گذار
نعت گوئی ہے خاص انکا شعار
قابل وصف انکے ہیں اشعار

ان سے معراج کا بیاں سنئے
یہ جو لکھتے ہیں وصفِ خالِ نبی
انکے اشعار سب ہیں تاریخی
سادہ لفظوں میں سیرت نبوی
یہ محدث نہ یہ مورخ ہیں
ہیں یہ مداح سیرتِ نبوی

ہے تجلی کو بھی یہاں تکرار
نقطے نقطے میں انکے ہے اسرار
کرتے ہیں واقعات کا اظہار
انکے دیوان کے ہیں نقش و نگار
یہ تو عشق نبی کے ہیں بیمار
اور مداح اِنکا بیخود زار

تقریظ از برادر عزیز بلند اقبال صاحب کمال نقاد سخن نازک خیال منشی محمد عبداللہ صاحب بیدل بی۔ اے منصف ریاست بیکانیر ارشد تلامذہ حضرت قبلہ استاد بیخود صاحب دہلوی مدظلہ۔ ہمصفیر مصنف

سر تمہید جب نام خدا ہے
نیا یہ نعت کا گلشن کھلا ہے
کلام آزاد کا اب چھپ گیا ہے
بشر سے ہو بھلا توصیف شہ کی
زمانہ دل سے قائل ہے زباں کا
حدیثوں سے لکھی سیرت نبی کی
نہیں اصلا غلو انکے بیاں میں

عجب باغ سخن پھولا پھلا ہے
لب جبریل پر صل علیٰ ہے
نرالا ہے انوکھا ہے نیا ہے
خدا کرتا ہے جب تعریف شہ کی
کلام اللہ شاہد ہے بیاں کا
کلام اسمیں کرے طاقت کسی کی
صداقت خاص ہے انکی زباں میں

مسائل جو تصوف کے عیاں ہیں — خزینے گنج معنی کے نہاں ہیں
کلام اُنکا عجب معجز نما ہے — سراپردہ حقیقت کا کھُلا ہے
دکھائی ہے کہیں شمعِ ہدایت — بتائی ہے کہیں راہِ طریقت
مراقب ہو کے کیا مضموں بتائے — مکاشف ہو کے کیا جلوے دکھائے
لکھا کیا ماجرا خُلقِ نبی کا — بتایا فلسفہ کیا زندگی کا
شفاعت کا کسی جا آسرا ہے — قیامت کا کہیں نقشہ کھنچا ہے
ہوائے شوق کعبہ ہے کسی جا — تمنائے مدینہ ہے کسی جا
کہیں جو شوق کے سجدے کئے ہیں — سرِ تسلیم بنکر جھُک پڑے ہیں
کہیں معراج کے جو تذکرے ہیں — اُڑے ہیں عرش سے اونچے گئے ہیں
کہیں دیدار کا پردہ اُٹھا ہے — کہیں جلوے میں بھی پردا لگا ہے
دکھایا جلوۂ صوری کسی جا — چھپایا چہرۂ معنی کسی جا
جہاں مذکور کوثر کا ہوا ہے — پیاسوں کے لئے دریا بہا ہے
کرم اُستاد کا اُنپر ہوا ہے — خلافت کا انہیں تمغہ ملا ہے
قدم آزاد کا جس جا گیا ہے — چراغ شاعری روشن ہوا ہے
بڑھا دے داد کے ایسے دئے ہیں — ہزاروں ولولے پیدا کئے ہیں
جناب شیخ گو آتش زباں ہیں — ارادہ سے مگر سادہ بیاں ہیں
مگر ہر سادگی میں شاعری ہے — پرکھ لیگا جو کوئی جوہری ہے
زبان مدح قاصر ہے بیاں میں — اضافہ ہو گیا اُردو زباں میں
مصنف کو خدا اسکی جزا دے — کوئی تاریخ بھی ہاتف سُنادے

صلہ آزاد کو بیدل ملا ہے	عجب جو نعت کا دفتر کھلا ہے

از بہارِ گلشن سخن منشی حسن احمد صاحب حسنؔ وکیل بیکانیر شاگرد رشید حضرت قبلہ قاضی حافظ خلیل الدین حسن صاحب حافظ پیلی بھیتی علیہ الرحمۃ برادر ماموں زاد مصنف

گلبن باغ مراد حاجی محمد ابراہیم آزاد۔ گلدستۂ خیال محب سلیم ملا دفتر عاشق صادق اعنی ثنائے محبوب خالق کو دیکھا اللہ اللہ کیا جلوہ ناز مرغوب ہے۔ نعت شمع ہدایت کا نیا اسلوب ہے حرف حرف تغییر عاطفت ہے لفظ لفظ خرمن گل بہجت ہے ہر شعر چمن مدحت شگفتہ ہے ہر غزل پر بہجت چیں آشفتہ نیا ساز ہے نیا ساز ہی ہر خیال۔ نظم آئینہ افروز ہے روانی طبع رفرف معرفت سے سوا ہے تخیل عالی نغمہ جبریل کی ادا ہے۔ دل کہ واقف اسرار گفتار ہے لطف اٹھاتا ہے خرمن گل پربہار کو دیکھ دیکھ کر کھلا جاتا ہے الحق حکایات شیخ وہ نگار پُربہار ہے کہ کیف حسن یثرب جسکا سنگھار ہے حیراں ہوں اسے آزاد کی تحریر کہوں دفتر تنویر سمجھوں سارا کلام عجیب ہے ثمر سخن گنجینہ غریب ہے بالخصوص میرے لیے چراغ لامعہ ہے کہ اسکی روشنی میں گل مدح مرغوب نظر آیا ہے اگر قسمت سے دیار حبیب پہنچ گیا تو اس گل کو نذر گلشن کرونگا سردست چند قطعات سال طبع نذر مرجع دفا کرتا ہوں دعا ہے کہ یہ نظم محفل آرا مرغوب طالبین۔ اور مرغوب جل جلالہ رہے۔

قطعات

دیوان نعت خوب یہ آزاد کا چھپا
ہیں لاجواب بند شیں افکار منتخب
بیساختہ حسن نے کہا سال طبع کا
مقبول ہوا آہی یہ گلزار منتخب
۱۳۵۰ھ

دیگر

دیوان نعت وہ کہا آزاد نے حسن
بے شبہ جو کمال میں اپنی ہے خود نظیر
دیکھی جو مدح اسمیں شہ بے مثال کی
لکھا ہی سال طبع بھی اوصاف بے نظیر
۱۳۵۰ھ

دیگر

تیرا دیوان نعت اے آزاد
چھپ کے مطبع سے دُر فشاں نکلا
عیسوی سال یہ حسن نے کہا
باغ ابراہیم بے خزاں نکلا
۱۹۳۲ء

دیگر

چھپی ہے نظم خوب آزاد اخی بزرگ
نظیر اسکی ہے کہیں نہ ہے کہیں مثال
سنین طبع اے حسن ہیں یہ ملے عجیب
حدیقہ عزیزیہ و بے مثل و بے زوال
۱۹۳۲ ۱۳۵۰
۱۹ ۸ ۸

دیگر

چھپا خوب دیوان نعت رسول
ثنا خواں ہے ہر ایک برنا و پیر

مصنف ہے اسکا وہ اہل کمال — کہ دم بھرتے ہیں جسکا سب ہمصفیر
فصیح و بلیغ و ادیب زماں — ذکی صاحب رشد روشن ضمیر
رشید الخیال و بلیغ النظر — فقید المثال و عدیم النظیر
یہ نیرنگ الفت بھی ہے دیدنی — کہ آزاد ہے زلف شہ کا اسیر
ہوا پر سلیمان کی تھی بساط — ہے ممدوح آزاد گردوں سریر
مسیحا تو چوتھے فلک تک رہے — رسا عرش تک یہ بحکم قدیر
کہا ایسا دیوان سچ جانئے — سپہر سخن کا ہے مہر منیر
ہر ایک حرف سے حسن زہرہ عیاں — ہر اک لفظ روشن ثریا نظیر
ہر ایک مصرع ہے رو کش ماہِ نو — ہر اک شعر ہے رشک بدر منیر
فصاحت بلاغت کی قائل ہوئے — زمیں پر انیس اور فلک پر دبیر
سلاست مثال نسیم سحر — لطافت میں بس آئینہ ہے نظیر
بلا کی صفائی و پاکیزگی — غضب کا تاثر بیاں دلپذیر
اچھوتے مضامیں تخیل نئے — عجب طرز حسن زباں بے نظیر
صلہ ہو یہی نعت محبوب کا — کہ ہو نظم مقبول رب قدیر
پئے سال تاریخ جب فکر کی — بوقت قلیل و بشوق کثیر
کہا ہاتف غیب نے شوق سے — حسن کہدے ذکر متین بشیر
۳۲ ۶۱۹

از عزیز از جان سعادت نشان بلبل گلزار سخن منشی خلیل احمد خلیل صمدانی

زاد عمرہٗ خلف مصنف

کہا خوب دیوان نعت نبی
اے صل علے حبذا مرحبا

یہ مدح سرائے محبوب حق
مبارک ہو آزاد روحی فدا

حقیقت یہ ہے قبلۂ محترم
عجب نعت مولا میں دیواں کہا

کمال سخن ہے کہ ہر شعر میں
نرالی ہے بندش انوکھی ادا

ہر ایک شعر ہے ایک سلک گہر
ہر اک لفظ ہے اک دُرِ بے بہا

فدائی نکیوں اسکے عشاق ہوں
کہ اسکی ادا ہے عجب دلربا

دکھاتے ہیں معراج شہ کا عروج
خیالات عالی و فکر رسا

طریقت میں خضر ہدایت ہی یہ
شریعت میں عالم کا ہے رہنما

یہ سوز دروں ہے ترانہ نہیں
کوئی اہل دل لیگا اس کا مزا

ہے حمد خدا اور نعت نبی
نہ گل ہے نہ بلبل نہ باغ و صبا

نکیوں پھر ہو محبوب و مقبول حق
حبیب خدا کی ہے اس میں ثنا

عجب کیا کہ رضواں کہے دیکھ کر
ہے گلزار نعت نبی پُرفضا

ہوئی پوری اب دید کی آرزو
تمنا تھی جس کی وہ دیواں چھپا

یہی کہد و تاریخ ہے یہ خلیل
حبیب خدا کی ثنا جانفزا

از عزیز فصیح البیان شیریں زبان منشی محمد یوسف صاحب راسخ عمرہٗ
ادیب کامل خلف منشی محمد عبداللہ صاحب بیدل بی اے
شاگرد عزیز حضرت اُستادی بیخود صاحب دہلوی مدظلہٗ

آزاد تیری آج زمانے میں دہوم ہے
دیوان تیرا طبع ہوا ہے وہ لاجواب

شمع حرم کا جب سے تو پروانہ بنگیا
تو رشک ماہتاب ہے تو رشک آفتاب

حق تو یہ ہے کہ ناصح عامل کہوں تجھے
مد نظر ہے تیرے شریعت کی ہر کتاب

تو نے دکھائیں نعت میں جدت طرازیاں
ایجاد و اختراع میں ہر شعر انتخاب

جو بھی کہی ہے تو نے پتے کی کہی ہے سب
تاریخی حیثیت سے ہی ہر نکتہ اک کتاب

حمد خدا و نعت حبیب خدا میں ہیں
اشعار تیرے کیوں نہ ہوں مقبول و مستجاب

ہے سیرۃ النبی ترے دیوان کا ہر ورق
تاریخ اور سیر کا خلاصہ ہے یہ کتاب

رونق ہے تجھ سے محفل میلاد شاہ کی
روحانیت میں قلب منور ہے انتخاب

مشتاق و باکمال و فصیح البیاں ہے تو
کیونکر نہ پھر ہو یہ ترا دیوان لاجواب

ارباب ذوق لکھیں گے تقریظ دل پسند
راسخ سے ایک شعر بھی نکلا نہ کامیاب

از نتیجہ طبع سخن سنج و سخنگو بھائی صاحب منشی محمد عبداللہ صاحب

المعروف بہ امیر دودھا صوفی ہمنوائے مصنف

نکیوں بے مثل ہو دیوان آزاد
کہ اسمیں حمد و نعت مصطفےٰ ہے

سراسر اس میں ہے سیرت نبی کی
ادائے شعر کی اس میں ہر ادا ہے

فصاحت اور بلاغت دونوں آئیں
کلام آزاد کا صل علیٰ ہے

فدا ہیں دل سے یہ نام نبی پر
نبی کے عشق کا چسکا لگا ہے

نکیوں سر پر رکھیں دیوان آزاد
کہ اسمیں مدح محبوب خدا ہے

کرم سے حضرت بیخود کے دیکھو	زباں آزاد کی نغمہ سرا ہے
مہک اسکی معطر کر رہی ہے	ریاض دہر میں نکہت فزا ہے
خدا مقبولیت بخشے سخن کو	دل وجاں سے یہ صوفی کی دعا ہے
یہ دیواں کیا ہے صوفی صاف کہدو	دل نعت شہ ہر دو سرا ہے
	۱۳ ۵ ھ

از برادر عزیز گرامی منش منشی عزیز احمد صاحب زادہ اللہ عمرہ برادر خورد مصنف

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

ناظرین! ثنائے محبوب خالق کیوں موجب تکمیل ایماں وتسکین قلوب مومناں ہے وجہ صاف ہے کہ حضور اکرم رسول معظم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی و گرامی احمد ومحمد (فداک روحی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور یہ ہر دو لفظ حمد سے مشتق ہیں۔ لفظ احمد، حمد سے افعل التفضیل ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ جس حمد کے مستحق حضور ہیں اس سے بڑھکر اور کوئی (مخلوق میں) نہیں ہوسکتا اور دوسرے معنی ہیں کہ حضور پر نور خداوند تعالیٰ کی سب سے زیادہ حمد کرنے والے ہیں اور لفظ محمد حمد سے اسم مفعول ہے کہ حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہیں جس پر حمد کہنے والوں نے متواتر اور متکاثر حمد کی ہو۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ منشا رب ازلی وابدی یہ تھا کہ ذات ستودہ صفات حضور پُرنور کو ابد تک احمد ومحمود ومحمد رکھے اسی وجہ سے کتب سماویہ اولین میں حضور والا کی تعریف وتوصیف فرمائی گئی ہے ؎

توریت زوصف تست معمور ۔ انجیل زنام تست مشہور

گویا جمیع مخلوق پر حضور والا کی ثنا کرنا لازم ہے پھر غلامان حضور پر سب سے اعلیٰ و افضل

فرض ٹھہری کیونکہ حضورِ انور کی ثنا عین ثنائے خالق ہے اسی وجہ سے یہ موجب تکمیل ایمان ہے جمیع انبیاء و مرسلین علیہم السلام حضور کی ثنا فرماتے رہے اور جمیع اصحاب کرام حضور کی ثنا و مدح میں رطب اللسان رہے۔

حضورِ انور کے زمانہ مبارک میں بہت کثرت سے صحابی و صحابیہ تھیں جو نظم میں حضور کی نعت کہتی تھیں ان میں سے سراج المداحین حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں جن کو حضورِ اقدس منبر پر جگہ دیتے تھے اور فرماتے تھے پڑھو روح القدس تمہاری مدد کریگا آپکا ایک شعر تبرکاً عرض کرتا ہوں ؎

وشق لہ من اسمہ لیجلہ　　　فذو العرش محمودٌ وھذا محمدٌ

نکالا اپنے نام سے دیکھو کرم بخشی۔ کہ صاحب عرش کا محمود اور یہ محمد ہیں۔

اسی طرح آزاد کہتے ہیں ؎

کیا ہے نام تیرا حق نے اپنے نام سے مشتق　　　نہ ہو کیوں بول بالا اے محمد مصطفےٰ تیرا

متقدمین اور متاخرین شعرا ء زبان عرب و فارس و ہندی اردو میں حضور کے نعت گو رہے ہیں۔ شعرا حال میں بالخصوص حضرات امیر مینائی لکھنوی و حافظ خلیل الدین حسن حسن پھیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہما مشہور شعرائے نعت گو ہوئے ہیں۔ میرے مخدوم محترم اخی معظم نے جو ثنائے محبوب خالق کا گلدستہ پیش کیا ہے اسکو دیکھ کر انصاف سے بیساختہ کہنا پڑتا ہے کہ جس سچائی اور سلاست سے بپابندی زبان اردو صحیح صحیح واقعات سیرت نبوی بیان کیئے ہیں اور جو مضامین نکالے ہیں یہ رنگ اور دیوان یا کلیات میں بہت کم ملیگا معلوم ہوتا ہے قدرت نے یہ اخی محترم کے لئے محفوظ رکھا تھا جو آپ کو دیا گیا ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست　　　تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اسکے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے "مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید" ثنائے محبوب خالق کو سامنے رکھئے اور اسکا ہر شعر پڑہیے اور مذاق سلیم سے مزے لیجئے ہر غزل ہر شعر میں آپ کو جدت و خوبی معلوم ہوگی ثنائے محبوب خالق کے دوسرے حصہ کو جب آپ مطالعہ فرمائیں گے تو معلوم ہوگا کہ نہایت نازک و دقیق مسائل تصوف کو جو زبان سے اور نثر میں بھی مشکل سے ادا ہوتے ہیں اسکو نہایت خوبی سے نظم میں بیان کیا گیا اور قصائد میں بجائے بہاریہ تشبیب کے نئے نئے طریقہ سے حمد و نعت بیان کیگئی ہے گویا نعت گو قصائد نگاران کو صحیح راستہ دکھایا گیا ہے بعض موقعہ پر نعت سے حمد پیدا کی گئی فرماتے ہیں ؎

جب عالم امکاں ہی میں تو سب سے سوا ہو ۔۔۔ تو جسکا ہو بندہ وہ بھلا کیوں نہ خدا ہو

تصورات اسقدر عالی ہیں جو دیکھنے و سننے میں نہیں آئے ؎

بہت ہی مسکرائے شہ جو دیکھا حشر میں مجھکو ۔۔۔ سیہ نامہ بغل میں ہاتھ میں دیوان مدحت ہے
کیا تھا ڈرتے ڈرتے پیش کچھ میں نے سیہ نامہ ۔۔۔ تو ہنسکر شہ نے فرمایا کہ اسکی کیا ضرورت ہے
تصور میں کہا کرتا ہے مجھ سے لطف حضرت کا ۔۔۔ خدا تک تجھکو پہنچا دونگا آگے تیری قسمت ہے

نعت

دل و جانم فدا بادا عجب بندہ نوازی ہے ۔۔۔ غلاموں کے وہ شیدا ہیں حبیب کبریا ہوکر

اللہ اللہ کیا شان دکھائی ہے دوسری جگہ فرماتے ہیں ؎

تری محبوبی کے صدقے ہیں حبیب خالق ۔۔۔ حق کا محبوب ہے ہر چاہنے والا تیرا

اخلاق ہیں بیان فرماتے ہیں ؎

کرم کرتے ہیں جب ستم دیکھتے ہیں ۔۔۔ ستمگر بھی شہ کا کرم دیکھتے ہیں

نہ پوچھو غلامان سرکار طیبہ   حضوری میں کیا کیا کرم دیکھتے ہیں

محاکات میں حسن تعلیل آپکا خاص حصہ ہے ؎

انگشت مبارک سے نکیوں چشمہ ہو جاری   جب جوش ہے رحمت کا ترے دست کرم میں

معلوم تھا کہ آئے گا کوئی حسین اور   یوسف کو خوب سوجھی تھی رخ پر نقاب کی

نام نبی سے کیوں نہ دعا مستجاب ہو   مل جاتا ہے غلام کو آقا کے نام سے

تمنائے زیارت طیبہ میں جو مضامین نکالے ہیں کیفیت قلبی کا آئینہ ہیں اور طرز ادا داد سے مستغنی ہے ؎

کب دیکھیں گی آنکھیں مری دربار مدینہ   کب آئیگی باری مری سرکار مدینہ

جب یہ آرزو پوری ہوئی تو اسی زمین میں فرماتے ہیں ؎

آنکھیں ہوں مری اور ہو دربار مدینہ   اللہ رے کرم اے مرے سرکار مدینہ

غرضیکہ میں ناچیز کیا بیان کر سکتا ہوں۔ یہ اخی محترم ہی کا خاص حصہ تھا کہ حضوری روضۂ اقدس پہ اپنی غزل سنائی جس کے یہ چند شعر لکھتا ہوں ؎

شکر خدا غلام ہے آقا کے سامنے	پہنچا دیا ہے پیاس نے دریا کے سامنے
کیا دیکھتی ہیں آنکھیں میں قربان ای خدا	جانم فدا ہے کیا دل شیدا کے سامنے
قلب سقیم میرا کرم سے ہو اب سلیم	یہ التجا ہے حضرت والا کے سامنے
بیکس ہوں بے نوا ہوں گنہگار و شرمسار	مولا ہی لاج رکھیں گے مولا کے سامنے
اتنا کرم ہو ہند میں جا کر بھی رات دن	ہر دم رہوں میں روضۂ والا کے سامنے

کیا فکر اسکی خود شہ والا کریم ہیں
آزاد خالی جھولی ہے داتا کے سامنے

اس اعتراض کو کس طرح صاف کرتے ہیں کہ دعویٰ غلامی اور تخلص آزاد ؎

تخلص پر مرے آزاد جو حیراں ہیں ناداں ہیں غلام اُس شہ کا ہوں جسکے غلام آزاد رہتے ہیں

غرض جس رنگ میں دیکھیے اک نئی شان نیا انداز ہے اللہ تعالیٰ بصدقہ اپنے حبیب پاک اسکو حسن قبول سے آراستہ فرمائے مجھکو ایسے مقدس وجود فخر خاندان کے چھوٹے بھائی ہونے کا فخر ہے اللہ تعالیٰ آپکے سایہ ہمایہ پایہ کو بہت عرصہ تک ہمارے سروں پر قائم رکھے آمین ثم آمین۔

کہی میرے قبلے نے یہ مدح شہ سر آرزو نے کہا اے عزیز	انوکھی اچھوتی نرالی نئی لو درس دبستان عشق نبی ۹ ۴ ۱۲ ۱ ۵۰ ھ ۱۲

ازجناب عمیم الاخلاق حکیم محمد ممتاز علی صاحب ممتاز ناصری چشتی سبزواری رئیس ہنت ماموں مصنف

بحمد اللہ کہ عزیز بلند اقبال گرامی منش حاجی شیخ محمد ابراہیم آزاد کا دیوان طبع ہوا بہت مدت سے اس کی تمنا تھی حضرت بھائی صاحب قبلہ منشی حکیم محمد امانت علی صاحب مجبور مرحوم کو بھی اسکا بہت شوق تھا افسوس کہ اس وقت وہ موجود نہیں ہیں جو اسکو دیکھکر آنکھیں ٹھنڈی کرتے۔ مرے عزیز کی اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اپنے فضل و کرم سے تمنائیں پوری کی ہیں آخر میں حج و زیارت روضہ اقدس اور اس دیوان کے طبع ہونے کی بڑی آرزو تھی جو یہ بھی اسکے کرم سے پوری ہوئیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیز موصوف کو ہمیشہ

مقاصد دارین میں کامیاب رکھے اور یہ دیوان مقبول خدا ورسول ہو کر سرمہ چشم اہل بینش رہے جس پابندی و انداز سے یہ نظم کہی گئی ہے ناظرین خود اندازہ لگا سکتے ہیں خدا کرے کہ عزیز موصوف کی عمر دراز ہو آمین ثم آمین۔

قطعہ

ترے آزاد نے دیوان ممتاز	کہا ہے اور کیا اچھا کہا ہے
کہی تاج نبوت نے یہ تاریخ	کہ وصف شاہ مقبولِ خدا ہے
۵	۵ : ۱۳
	۵ : ۸ ۱۳

تقریظ از جناب گرامی منش والا نژاد عالی گہر بھائی صاحب منشی محمد اسرائیل صاحب مدظلہ چچا زاد اخی مُصنِّف

عزیز گرامی نہاد حاجی شیخ محمد ابراہیم صاحب آزاد میرے حقیقی تایازاد چھوٹے بھائی ہیں۔ پہلے آپ ریاست فریدکوٹ میں اچھے اچھے عہدوں پر ممتاز رہے اب مدت سے آپ کا قیام ریاست بیکانیر میں ہے وہاں آپکا جو اعزاز ہے محتاج بیان نہیں ریاست موصوف نے آپکی قابلیت و حسن لیاقت کی قدر دانی فرماتے ہوئے چیف کورٹ کا جج اور چیف جج مقرر کیا کچھ عرصہ اس عہدہ جلیلہ کا کام انجام دیکر نہایت خوش اسلوبی اور نیکنامی سے سبکدوشی حاصل کی اور اب آپ بیکانیر ہی میں وکالت کرتے ہیں۔

دو سال ہوئے آپ نے فریضہ حج بیت اللہ شریف ادا کیا اور روضہ منورہ حضور رسول

مقبول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زیارت سے مشرف ہوئے اور بخیریت تمام مراجعت کرکے ترتیب دیوان میں مصروف ہوئے۔ آپ کی طبیعت میں شعر و سخن کا مذاق ابتدا ہی سے تھا اور ماشاء اللہ طبیعت بھی رسا تھی استعداد و قابلیت سے اللہ عزوجل نے کافی حصہ آپ کو عطا فرما دیا تھا اس لئے آپ نے بجائے عشقیہ شاعری کے حمد و ثنائے باری تعالیٰ عز اسمہٗ و نعت رسول مقبول خیر الانام و اسوۂ حسنہ کو اپنا مطمح نظر اور نصب العین قرار دیا اور توفیق یہاں تک رفیق ہوئی کہ آپ کے دیوان کا سلسلہ مکمل ہو گیا جو تاریخی نام ثنائے محبوب خالق ہے جو نہایت ہی موزوں ہے طبع ہو رہا ہے۔

میں نے کلام کا بیشتر حصہ خود مصنف کی زبان سے سنا ہے فی الواقعہ مصنف نے بڑی محنت اور محبت سے اپنے پاکیزہ کلام کو آراستہ کیا ہے ہر شعر کا رنگ جدا ہر مصرعہ کا ڈھنگ علیحدہ اور نرالا ہے معبود حقیقی کی وحدانیت اور حضور رسالت مآب کی رسالت کی ایک ایک لفظ سے مدحت سرائی کی ہے حق تو یہ ہے کہ یہ کلام فرحت التیام نہایت ہی دلکش انداز اور ازبس دلفریب پیرایہ میں واقعہ ہوا ہے جس کے ہر ٹکڑے سے انوار خیر و برکت و سراپا آثار رحمت نمایاں ہیں۔

محاسن شعری کو تو ارباب فن ہی سمجھ سکتے ہیں لیکن یہ ضرور ہے کہ کلام میں حسن فصاحت و اسالیب بلاغت کی جھلک شروع سے آخر تک نظر آتی ہے۔ ترکیب کی دلاویزی روزمرہ محاوروں کی بے تکلفی نے چار چاند لگا رکھے ہیں۔ بیساختہ پن اور روانی کا یہ عالم ہے کہ ایک بحر مواج موجزن ہے جس کی لہروں میں تکلف و آورد خس و خاشاک کی طرح بہے چلے جا رہے ہیں اور زور طبیعت اُکی پرواہ نہیں کرتا واقعہ نگاری اور جزئی واقعات کی تفصیل قادر الکلامی پر دلالت کر رہی ہے اور لطف یہ ہے کہ جو کچھ کہا نرالے ڈھنگ سے

کہا سچ تو یہ ہے کہ مصنف اپنی طرز حسنہ کا موجد ہے جس نے ارباب سخن کے لیے ایک شاہراہ کامیابی تیار کر دیا ہے جس کے اتباع میں منزل مقصود تک رسائی یقینی ہے۔

دیوان زیر طبع کی ممتاز خصوصیت یہ ہے کہ کوئی لفظ بھی شریعت کے دائرہ سے باہر نہیں صوفیان حق بین وحق پرست و جرعہ کشان بادۂ الست کو مژدہ ہے کہ وہ اس کلام کو حرز جاں و مصقلہ قلب سمجھ کر اپنے اوراد میں داخل کر کے پڑھکر اور سن کر اپنے دل و دماغ و روح کو مسرور و محظوظ کریں۔

پس مندرجہ بالا سطور کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ اللہ تبارک تعالیٰ مصنف کی سعی مشکور فرما کر اسکی جزائے خیر دے اور اس سلسلہ کو جاری رکھے اور یہ کلام مقبول خدا و رسول اور پسندیدہ خاص و عام ہو آمین۔

قطعہ تاریخ

نعتیہ دیوان کہا ہے کیا آزاد
ہیں مضامین خاص الہامی
ہے یہ تاریخ اس کی اسرائیل

بے مثل ہے لاجواب یہ ہے
آئینہ ام الکتاب یہ ہے
توصیف رسالتآب یہ ہے
۵۰ ھ ۱۳

قطعہ تاریخ از فکر حقیر سگ آستانہ ابو العلائی محمد عابد حسین عابد آغائی اکبرآبادی

ہوا طبع دیوان نعت پیمبر
کہا میں نے عابد یہ سال طباعت

کہ تابندہ ہیں جس میں انوار مخفی
ہے دیوان آزاد یا نظم عرفی
۵۰ ۱۳ھ

تقریظ از شاعر شیریں زبان نازک خیال بلبل نعت منشی نثار احمد صاحب نثار وکیل ہائی کورٹ بیکانیر سلمہ، شاگرد رشید و جانشین حضرت قاضی حافظ حاجی خلیل الدین حسن صاحب حافظ پیلی بھیت مرحوم

ہمشیرہ زادہ مصنف

آنکھوں کی ضیا کیوں نہ ہو آزاد کا دیواں — ہے نور فشاں مہر درخشان مدینہ
سرنامہ کا سرتاج تو ہے حمدِ الٰہی — ہے تاج کی زینت دُرِ رخشان مدینہ
گلہائے مضامیں کی نرالی ہیں بہاریں — پھر جاتا ہے نظروں میں گلستان مدینہ
بندش کی صفائی نہیں موتی کی لڑی ہے — کیا زوروں پہ ہے بارش احسان مدینہ
مصرع ہے کہ نسخہ ہے یہ ایماں کی جلا کا — ہے شعر کہ ہے شمع شبستان مدینہ
دیکھے تو کوئی تیری طبیعت کی روانی — لہروں پہ ہے نہر چمنستان مدینہ
سُن سُن کے ترے نغمے یہ فرماتے ہیں حسان — کیا بلبل ہندی ہے غزلخوان مدینہ
توصیف و ثنا میں ہے نئی طرز کا موجد — کیا تو نے کہی مدحت سلطان مدینہ
چھوٹا نہ کبھی ہاتھ سے اس رنگ کا رشتہ — ہر رنگ کا عنوان ہے عنوان مدینہ
ہر بات کے قرآن و احادیث ہیں شاہد — ثابت ہے تیری نظم سے یوں شان مدینہ
محبوب کی بستی کی دکھائی ہے وہ رفعت — جنت کو بنایا تہ دامان مدینہ
گھر کر گئی ایسی تری اعجاز بیانی — ہر دل میں خراماں ہوئے ارمان مدینہ

کیا کیا نہ دکھائی ترے انداز ادا نے | لفظوں میں دلاویزی بستان مدینہ
آئینہ کئے ایسے مضامین طریقت | عالم کو نظر آگیا احسان مدینہ
حصہ میں ترے آئی ہے دوہری یہ سعادت | ہیں اہل سخن آج ثناخوان مدینہ
مقبول نبی ہے یہ تری مدح سرائی | مولا نے بنایا تجھے مہمان مدینہ
مدحت میں نکیں کی ہے یہ مدحت میں مکاں کی | آزاد کا دیوان ہے دیوان مدینہ

تاریخ نثار اس کی یہی نعت میں کہدو
ہے جان صفت مدحت سلطان مدینہ
۱۳۵۰ھ

تقریظ از جناب مولوی علی احمد صاحب رضا نائب تحصیلدار پنشنر برادر کلاں مصنف دیوان ہذا

جناب حاجی شیخ محمد ابراہیم صاحب آزاد حسین پوری وکیل بیکانیر کے دیوان "دیوان آزاد" کا حصہ اول میرے زیر مطالعہ ہے۔ عزیزی قمرالدین خاں مالک مطبع مرتضائی آگرہ کا پُرخلوص تقاضا اور کلام آزاد کے محاسن مجھے مجبور کرتے ہیں کہ اس دیوان پر تبصرہ کروں "کاش میں مبصر ہوتا"۔ میں نے کلام آزاد کا جتنا مطالعہ کیا اُس سے اس نتیجہ پر پہونچا کہ آزاد صاحب کہنہ مشق اور خوش بیاں ہیں۔ غلط ترکیبوں اور غیر مانوس الفاظ سے آپکا کلام بالکل پاک ہے۔ ہر غزل محشر نعت اور جنت حمد ہے۔ بعض مقامات پر احادیث اور آیۃ قرآنی کا ترجمہ اس خوبی سے نظم فرمایا ہے کہ پڑھ کر جی خوش ہوتا ہے اور ایک بات معلوم ہوتی ہے مثلاً

پھر گئی جس سے نظر تیری خدا سے وہ پھرا | جو ہوا تیرا خدا اُس کا نگہباں ہوگا
نور حق جب ہو جمال مصطفےٰ | کون پھر نکلے مثال مصطفےٰ

کم نہیں سجدۂ طاعت سی اطاعت تیری کوئی اتنا بھی نہ سمجھے تو مسلماں کیسا

جس طرح آزاد صاحب کی شاعری صاف زبان اور اچھے محاورات کا آئینہ ہے اسی طرح جذبات بھی بکثرت رکھتی ہے۔ دو شعر پیش کرتا ہوں جس سے ناظرین شاعر کی طبیعت کے سوز و گداز کا کافی اندازہ لگا سکتے ہیں ؎

پھر وہی آنکھوں میں پھرتی ہے کسیکی تصویر پھر وہی سامنے آیا غمِ پنہاں اپنا

بے نقاب آکے مجھے جلوہ دکھاؤ مولا شعلۂ طور چراغِ تہ داماں کیسا

چونکہ آپ حاجی الحرمین حضرت مولانا پیر جماعت علی شاہ صاحب مدظلہ العالی سی بیعت ہیں اس لئے بربنائے عقیدت آپکی ہر غزل میں ایک دو شعر ایسے ضرور ملتے ہیں جو آپ کے شیخ سے وابستہ ہوتے ہیں اور ان میں ایک عجیب جذبہ ہوتا ہے۔ مثلاً

نبھ ہی جاتے ہیں کچھ اچھوں میں بُرے بھی اکثر میں بُرا ہوں تو مرا شیخ ہے اچھا یارب

مجھے افسوس ہے کہ میرے پاس اتنا وقت نہیں جو کلام آزاد پر ایک مکمل تبصرہ کروں مختصر یہ کہ آزاد صاحب کا کلام اس قابل ضرور ہے کہ حامیان ادب اُسکو نوازیں اور پروردگار اُسے قبولیت عام کا شرف عطا فرمائے آمین۔

ناظرین! کلام آزاد کو میں یہ بتا دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ جناب آزاد دنیائے شاعری میں کیا پوزیشن رکھتے ہیں۔ آزاد صاحب حضرتِ بیخود دہلوی جانشین فصیح الملک مرزا داغ دہلوی کے ارشد تلامذہ میں ہیں اور راجپوتانہ کے اساتذہ میں شمار کئے جاتے ہیں۔

مولوی شیخ علی احمد صاحب تحصیلدار پنشنر

راجہ منڈی آگرہ

غلطنامہ ثنائے محبوب خالق

نمبر شمار	نمبر صفحہ	سطر	مصرع	غلط	صحیح
۱	سرورق	۹	۰	ممتازالشعرا	امتیازالشعرا
۲	پشت سرورق	۲	۰	دیوان لکھا ہے	دیواں کہا ہے
۳	۱۰	۱۰	دوسرا	ارماں	ارمان
۴	۱۵	۱	پہلا	سبلک	سبک
۵	۱۵	۸	پہلا	دم آخر کو تو	دم آخر تو
۶	۲۱	۳	پہلا	کون ہے	کون ہوں
۷	۴۲	۶	دوسرا	بہر کرم	مہر کرم
۸	۸۶	۶	"	دل باراز	دل بازار
۹	۸۷	۱۱	"	مضمون	مضموں
۱۰	۹۱	۷	"	ہدایت خلقت	بدایت خلقت
۱۱	۹۲	۵	پہلا	شنکر	منکر
۱۲	۱۰۱	۱۳	"	نگاہ میں اسکے ہیں	نگاہ میں ہیں اسکے
۱۳	۱۰۷	۱۲	دوسرا	کہیں تم ہو	نہیں تم ہو
۱۴	۱۰۴	۱۱	پہلا	خورشید کو کیوں	خورشید کیوں
۱۵	۱۳۱	۱۳	دوسرا	آنکھیں جناب کی	آنکھیں حباب کی
۱۶	۱۳۷	۱۶	پہلا	کیش آذر	کیش آزر
۱۷	۱۴۲	۱۰	دوسرا	کیسی آبادی ہوئی	کیسی آباد ہوئی
۱۸	۱۶۰	۱۷	پہلا	ابن آذر	ابن آزر
۱۹	۱۸۸	۶	دوسرا	بے نشانی پر	بے نشانی پہ
۲۰	۱۹۶	۱۱	پہلا	ترب	تربت
۲۱	۲۰۱	۱۶	"	محذور ہے	معذور ہے
۲۲	۲۰۶	۱۳	دوسرا	مولا ترا	مولا مرا
۲۳	۲۰۷	۱۰	"	خاک کے پتلے کو بڑھا کے	خاک کے پتلے کو پڑھا کے
۲۴	۲۴۲	۸	"	پہ بھڑکنے سے	بھڑکنے سے
۲۵	۲۵۳	۱۴	پہلا	نہ ہرگز بر آئیگی	نہ ہرگز جائیگی
۲۶	۲۶۸	۱۵	"	شرم کو	شرم کر

تمام شد